بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف وخطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دوستو اُس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اُس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یک جہتی قایم کرنا۔
(۴) عقائد اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دُنیا کے سامنے پیش کرنا۔
(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا۔
(۷) سیاسی۔ تمدنی۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اخبار پیغام صلح لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین۔ بی۔ اے آنریری، ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض وکین میں وقت
اب جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے
(۲) قیمت سالانہ للعہ ششماہی ۳ ۔ طلباء سے للعہ اور عہ
(۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلاقیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لاہور سیکرٹری پیغام صلح سوسائیٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام اڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط وکتابت مینیجر کے نام پتہ صاف وخوشخط لکھیں۔ } احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور

جلد ۱ | لاہور یکشنبہ مورخہ ۳ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۲۶ شعبان ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۱

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

ولیعہد اڈریانوپل میں۔ (قسطنطنیہ۔ ۳۰ جولائی) کل ولیعہد دولت عثمانیہ اڈریانوپل پہنچ گئے۔ افسران فوجی حکام ملکی اور علمائے دین نے بڑی دھوم دھام سے انکا استقبال کیا۔ میونسپل عمارت میں ایک خیر مقدم کا اڈریس شہزادہ ممدوح کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس کے فضل وکرم کے طفیل دولت عثمانیہ کا یہ دوم مقام خلافت فوج کی ہمت وشجاعت سے پھر فتح ہوگیا۔

عثمانیت کی خواہش۔ تیسرے پہر کو ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جسمیں آبادی شہر نے ایک ریزولیوشن بدین مضمون پاس کیا کہ ہماری خواہش کہ ہم لوگ عثمانی ہی رہیں۔

قبضہ ادرنہ پر ولیعہد کا بیان۔ ولیعہد نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ مجھے یقین نہیں کہ دول یورپ سچ مچ اڈریانوپل ہم سے چھین لینے کے درپے ہوں۔ اور کہ آج یہہ جنگ ہمارے لئے بیش از بیش بابرکت ہے۔

مصالحت میں توقف۔ (بخارسٹ ۳۱ جولائی) امید کی جاتی ہے کہ مجلس امن ومصالحت کے انعقاد میں فی الحال کچھ ڈھیل ڈھال ہوگی۔ رومانیہ غالبًا اسبارہ میں بلغاریہ کی تائید کرے گا کہ جنگ فے الفور موقوف کردی جائے۔ ایم وینزیلس وزیر یونان نے ایک ملاقات کے دوران میں اصرار کیا کہ موضع کوالہ ہمارے (یونان کے) پاس رہنا چاہئے

لڑائی پانچ روز کے لئے بند۔ (" ") آج ایک غیر سرکاری جلسہ میں اس بات پر تو اصولاً سب کا اتفاق ہوگیا ہے کہ جنگ فی الحال پانچ دن تک بند رہے۔

ساحل تھریس پر یونانی بیڑہ (سالونیکا۔ ۳۰ جولائی) یونانی جنگی بیڑے کے ایک حصہ نے بنادر لاگس۔ مرآدیہ۔ اور مقری پر قبضہ کرلیا۔ یہہ تینوں بندرگاہ تھریس کے ساحل پر واقع ہیں۔

روسی بیڑہ جہازات۔ (قسطنطنیہ۔ ۳۱ جولائی) روسی جہازوں کا بیڑہ اس وقت آبنائے باسفورس کے مدخل کے آس پاس ہے ترکی سرکاری حلقوں میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمیں اڈریانوپل چھوڑنے پر مجبور کرنے کے لئے صرف بحری مظاہرہ کافی نہوگا علاوہ ازیں کسی بات سے یہہ بھی نہیں پایا جاتا ہے کہ مظاہرہ کا بھی ضروری ارادہ ہے یا نہیں باب عالی کے مشیر قانونی رشید بے سفارتی تعلقات کی تجدید کے کے مسودہ پر دستخط کرنے کے لئے ایتھنز گئے ہیں۔

مجلس صلح کا افتتاح۔ (بخارسٹ۔ ۳۱ جولائی) کل کانفرنس کا افتتاح ہوگیا۔ ایم میجارسکو وزیر اعظم رومانیہ اسکا مستقل پریزیڈنٹ مقرر ہوا۔ ایم وینیزیلس نے التوائے جنگ کی تجویز منظور کی۔ اور کانفرنس نے پانچ روز کی منظوری دی۔

عارضی حدبندی۔ بلقان میں فوجی مبصروں نے التوائے جنگ کا فیصلہ کرتے ہوئے حدبندی کی لائن افواج مختلفہ کے بیچوں بیچ مقرر کی ہے فوجوں کے جائے وقوع پر سفید جھنڈوں کے نشان لگے ہوں گے۔ افواج کی نقل وحرکت اور باربرداری وسامان رسد کی آمد ورفت بیرونی چوکیوں کے پیچھے سے جاری رہنے دیجائیگی۔

بلغاریوں کا بیان (لندن ") ۲۷ جولائی کے معرکہ کی نسبت بلغاریوں کا بیان ہے کہ انھوں نے بڑی زبردست یونانی جمعیت کو پسپا کیا۔ اور میچودو کے بالائی میدان پر قابض ہوگئے اور اس طرح یونانی اور سروی فوجوں کو جدا کردیا۔ یونانی بلغاریوں کے میسرہ پر ایسے بے بس ہوئے کہ اپنے ذخائر رسد بھی چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس بیان میں یہہ بھی بتلایا گیا ہے کہ رزلگ کا میدان یونانیوں سے بالکل صاف تھا

(بقیہ صفحہ ۲ پر)

چین میں خانہ جنگی

خونریزی کے آثار۔ (پیکنگ۔ ۳۰ جولائی) جنوبی باغیوں کی پانچ ہزار جمعیت مقام نانکنگ میں آپہونچی ہے۔ جن میں سے ۳۰ ہزار جوان یانگ ناو کی جانب بڑھینگے۔ شمالی علاقہ کے جنگجو بھی مقام مذکور کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ جہاں عنقریب جنگ چھڑا چاہتی ہے۔

ایک ناگوار واقعہ۔ (لندن ") چیپی کے نواح سے ایک ناگوار واقعہ کی اطلاع ملی ہے۔ کپتان۔ بارٹ افسر میونسپل پولیس پر کسی نے بندوق کا فیر کیا مگر خیر گذری کہ بال بال بچگئے اس کے بعد نیلی وردی والی سپاہ اور والنٹیروں کی ایک مسلح جمعیت کا مظاہرہ کیا گیا۔ اجنبی باشندوں کو جو بیرونجات میں رہتے ہیں اور نیز انھیں جو مقام چیپی میں مقیم ہیں مجبور کیا گیا ہے کہ یوروپین آبادی کی طرف چلے آئیں۔ ہونگتھم۔ کمبرنیٹ۔ اور شوکیبل نامی سٹیمرز نیز امریکہ فرانس اٹلی اور جاپان کے جنگی جہاز اسوقت شنگھائی میں لنگر انداز ہیں۔ تمام سرحدوں پر بلوچا گرشن۔ والنٹیرز اور سکھ پولیس کے جوان بڑی سرگرمی کے ساتھ پہرہ دے رہے ہیں۔

چار ہزار جوانوں کی کمک۔ (شنگھائی۔ ") چار ہزار کی کمک اور تین جنگی جہاز دریائے نیگسی پر پہونچگئے ہیں۔ ووسنگ سے ۲۰ میل درے افواج خشکی پر اتار دی گئی ہیں۔ جہاں گولہ باری ناقابل بیان وجوہ سے التوا میں پڑی ہے۔ پناہ گزینوں کا شنگھائی میں ہجوم ہے۔ دول غیر کے قونصلوں نے شمالی امیر البحر کے شنگھائی پر فائر کرنے کی نسبت اعتراض کیا ہے۔ (بعد کی خبر) شنگھائی میں پناہ گزینوں کا گویا ٹڈی دل ٹوٹ پڑا ہے۔ یہہ لوگ شمال اور جنوب دونو علاقوں سے برابر چلے آرہے ہیں۔ اور چونکہ رسد رسانی میں خلل واقع ہو گیا ہے اسواسطے سخت اندیشہ ہے کہ سامان خورد ونوش کمیاب بلکہ نایاب نہو جائے۔ ہمدردان بنی نوع کی جماعتیں ہزاروں پناہ گزینوں کو رات کے وقت کھانا دیتی ہیں۔ آتشزدگی سے شہر کے دسیوں کو بڑے بڑے نقصان پہنچے ہیں۔ یہہ آگیں کچھ تو گولوں کے پھٹنے سے لگی ہیں۔ اور کچھ اُن الاؤں اور دھونیوں کے سبب جو باشندے لوٹیروں کے خوف سے بستی کے چاروں طرف لگا دیتے ہیں۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ لیکن اجانب کی بستیاں ابتک اس بدامنی سے نسبتہً محفوظ رہی ہیں۔ فرنچ کوارٹر میں دو چینی اور دو انامی پولیس والے ہلاک ہوچکے ہیں۔ اور کئی آدمی بال بال بچے ہیں۔ لانڈری کے تمام آدمی (دھوبی) اپنے اپنے گھروں کو بھاگ گئے ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ عنقریب شنگھائی والے صاف ستھرے کپڑوں کو ترسنے لگیں گے۔

اعلان خود مختاری منسوخ۔ (بعد کی خبر) نانکن کے ایوان تجارت اور دیگر مقامی جماعتوں نے شنگھائی کے چینی وانگریزی حکام کو تار خبر بھیجی ہے۔ کہ جنرل ہورنگسنگ نانکنگ سے روانہ ہو گیا ہے۔ اور اعلان خود مختاری منسوخ کردیا گیا ہے۔ شہر میں امن ہے

شمالی جمعیت کی آمد۔ (لندن ") شمالی افواج کی پندرہ بیس ہزار جمعیت ۲۹ جولائی کو مقام ہسو چو فو میں پہنچی۔ پھر یہہ سپاہ وہاں سے جانب جنوب روانہ کی گئی کچھ ریل میں اور کچھ نہر کے رستے۔ یہہ افواج چنکیانگ میں جاکے دم لینگی۔ پچھلے جمعہ کو ایک آگبوٹ پر سے زور شور کی گولہ باری ہوئی جس کے بعد شمالیوں نے ہوکو کے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ یہہ فوجیں رات کا اندھیرا پڑتے ہی قلعوں کی تلیٹی میں خشکی پر اُتری تھیں۔ اور جس وقت گولہ باری ہورہی تھی۔ یہ بیدھڑک مورچہ پر پل پڑیں۔ اب نانچنگ کی طرف بڑھینگی۔

معرکہ عظیم کے آثار۔ (کیو کیانگ۔ ۳۱ جولائی) شمالی جمعیت گردونواح میں ایک بڑی بھاری جنگ کی تیاریاں کررہی ہے۔ اور کل افواج جو ہوکو میں مہیا ہوسکتی ہیں۔ بسرعت تمام مقدمۃ الجیش کی طرف جارہی ہیں شمالی باتری میں چالیس توپیں ہیں۔ امید ہے کہ جمعرات کو مٹھ بھیڑ ہوگی امریکن امیر البحر کیوکیانگ میں پہنچگیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱ ۔ مورخہ ۳ اگست ۱۹۱۳ء ۔ نمبر ۱۱

حاجیوں کی تکلیفات اور گورنمنٹ کی مجوزہ اصلاحات

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۹ ۔ جولائی)

اگر علماء امت اور مقتدایان ملت اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے باخبر ہوں اور اُن کی طرف عملاً متوجہ ہوں تو ان پر لازم آتا ہے کہ عام افراد قوم کو عبادات اور مراسم مذہبی کی اصلیت سے آگاہ کریں تاکہ اُن کے اعمال محض رسم پرستی یا ریاکاری کے رنگ میں نہوں بلکہ صدق واخلاص پر مبنی ہوں اور دین ومذہب کے نام سے جو کچھ بھی افعال اُن کا معمول بہ بنیں ایک اُن میں روح راستی اور جذب وکشش عیان ہو تاکہ غیر مسلم اقوام پر بھی ان کا اچھا اثر پڑے اور خود مسلمانوں کے واسطے بھی فلاح دارین کا موجب ہو ۔ نہ یہ کہ اُن سے مقدس اسلام کے نام پر بھی کسی نہ کسی طرح سے حرف آئے اور اپنی دنیا وعقبےٰ کے حق میں بھی کوئی فوائد وبرکات مترتب نہوں ۔ یاد رکھو کہ کوئی دینی کام کیوں نہو اگر وہ اخلاص سے خالی ہے اور احکام آلہی کے ماتحت نہیں اور نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمونہ پاک کے مطابق ہے تو وہ محض دنیا دکھاوا ہے اور صریح ریاکاری ہے حج جیسے مہتم بالشان رکن اسلام میں منشاء الٰہی کو پس پشت ڈالکر رسم وعادت کے اتباع کو مقدم رکھنا کسی رشد وسعادت کا موجب نہیں ہوسکتا ۔ اسواسطے مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض تو اس معاملہ میں یہی ہے ۔ کہ جن کے پاس سفر خرچ وغیرہ کے لئے کافی روپیہ نہو وہ اپنے تئیں ابتلا میں پھنسانے کے لئے اُدھر کا قصد ہی نہ کریں جب تک سرمایہ ضروری کی کمی پوری نہو جائے ۔ کیونکہ یہہ ایک اکیلی غلطی ہی دنیا بھر کے لاکھوں اور ہندوستان کے ہزاروں مسلمانوں سے سرزد ہو کر بہت سی افسوسناک خرابیوں کا موجب بن جاتی ہے ۔ الغرض یہ خرابی کیا کم ہے کہ سب مسلمانوں کو اپنی اس غفلت اور اس کے افسوسناک نتایج کی پرواہ نہوئی تو آخر کار گورنمنٹ کو اس میں دخل دینا پڑا ۔ حالانکہ رعایا کے کسی مذہبی معاملہ میں دراندازی کرنا اُس کے اصول سلطنت میں سے ہے نہ گورنمنٹ کا اس میں کوئی فائدہ متصور ۔

ان وجوہ سے ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں گورنمنٹ بمبئی کی پیش کردہ تجاویز سے یک قلم اختلاف ہی کرنے پر کمر باندہ لی جائے ۔ ہاں یہہ ہو سکتا ہے اور یہی ان تجاویز کے اعلان سے گورنمنٹ کا منشاء ہے کہ مسلمان اپنی دینی وقومی مصالح کو ملحوظ رکھکر ان کی نسبت مفید مشورے دیں اور بعد غور کے ان میں مناسب تعدیل واصلاح کردی جائے تاکہ موجودہ خرابیوں اور مشکلات کا بھی سد باب ہو جائے اور کوئی نئی شکایت بھی پیدا نہو ۔

اور یہہ مدعا اس طریق سے حاصل ہو سکتا ہے کہ جس طرح مسلمان اب بے سوچے سمجھے ہر جگہ اس اعلان کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں اسکے بجائے تمام بڑے بڑے شہروں کے معاملہ فہم اور مآل اندیش ہمدردان ملت جمع ہو کر پہلے مقامی آرا میں یکجہتی پیدا کریں پھر جب سب جگہ کے مسلمان متفق الرائے ہو جائیں تو عامۃ المسلمین کے قائمقام کی حیثیت سے یکزبان ہو کر گورنمنٹ کو اپنے منشاء سے مطلع کریں ۔

مجوزہ اصلاحات میں ہمارے نزدیک چند امور قابل لحاظ ہیں اور متقاضی غور ہے اور یہی کام کی باتیں نکل سکتی ہیں بشرطیکہ مسلمان بجائے لایعنے غوغا کے معقولیت کے ساتھ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیں فی الحال یہ خیالات قوم کی توجہ کے لائق معلوم ہوتے ہیں ۔

ا ۔ سب سے پہلے تو باہمی اتفاق کر کے کوشش ہونی چاہئے کہ گورنمنٹ نے تجاویز کے عمل درآمد سے قبل مسلمانوں کو کافی مہلت دے سکے ۔ ۔ ۔ مہلت کو ۔ ۔ ۔ سکے اور مجوزہ اصلاحات کما حقہ کی نسبت بھی وہ پورا پورا غور کر سکیں یہہ مہلت کم ازکم دو تین سال تو ہونی چاہئے ۔ کیونکہ حج ایک سالانہ تقریب واقع ہے ۔ روز روز تو اس کا موقعہ آتا نہیں کہ تھوڑے عرصہ میں اس کے متعلق مسلمان کوئی عملی اصلاح کر کے دکھلا سکیں

ب ۔ دوم تمام بڑے بڑے مرکزی شہروں میں مسلمانوں کی مقامی کمیٹیاں قائم کی جائیں جو (۱) ضروری اخراجات متعلقہ کے لئے سرمایہ فراہم کریں ۔ (۲) عازمان حج میں سے جن کو دیکھیں کہ آمد ورفت کے لئے کافی روپیہ اُن کے پاس نہیں ہے ۔ اُن کو نرمی وخوش اخلاقی سے سمجھائیں کہ تم پر حج اس صورت میں فرض ہے ۔ کہ دو طرفہ سفر خرچ اور زادراہ کے واسطے پوری پوری رقم موجود ہو اور (۳) جو لوگ بموجب شرائط مستحق اجازت ہیں اُن کی پروانہٗ راہداری دینے والے مقامی حکام مجاز کے ہاں سفارش کیا کریں ۔ علاوہ ازیں (۴) جو حاجی محض کسی ناگہانی حادثہ یا سوء اتفاق سے واپسی میں فی الواقع ناداری وفلاکت کے سبب مستحق امداد ہو جاتے ہیں اُن کی جدہ میں یا بمبئی میں جہاں موقعہ ہو دستگیری کرے ۔ باضابطہ سرکاری اطلاع وتصدیق پر ہر ایک پراونشل کمیٹی اپنے اپنے علاقہ کے مفلوک الحال حجاج کی اعانت کی ذمہ وار ہو ۔

ج ۔ مجموعی آرگنا ئزیشن کی شاخیں صرف پراونشل کمیٹیاں ہی نہوں ۔ بلکہ مکہ معظمہ ۔ مدینہ منورہ ۔ جدہ ۔ کامران ۔ بمبئی ۔ کراچی میں بھی ہوں ۔ اور حاجیوں کو لانے لیجانے والے جہازوں پر بھی اُس کے ایجنٹ بتعداد مناسب ساتھ رہا کریں تاکہ جہاں کہیں کوئی شکایت یا ضرورت لاحق ہو اس کا انسداد بسہولت ہو سکے ۔

د ۔ ہر ایک عازم حج ۔ سے علاوہ دو طرفہ سفر خرچ کا اطمینان کر لینے کے ایک دو روپے فالتو بھی وصول کئے جائیں جو عملہ کے خرچ اور امدادی فنڈ میں کام آئیں ۔

ہ ۔ اس معاملہ کے ہر پہلو میں حتی الوسع یہہ کوشش ہونی چاہئے کہ مسلمان اپنی ضروریات اور اصلاحات کا بوجھ خود اُٹھا سکیں جب خود ہی بات بات میں خارجی مداخلت کے محتاج ومنتظر رہو گے اور تمہاری سستی وغفلت سے خرابیاں پیدا ہوں گی ۔ تو گورنمنٹ نہ کیونکر دخل نہ دیگی ۔ پس جملہ ضروری کاموں کے انتظام وعمل کی باگ تو اپنے ہاتھ میں لو مگر نگرانی اور اخلاقی امداد میں حکام کی توجہات سے مستغنی بھی نہ رہو ۔

و ۔ کسی ایک جہاز ران کمپنی کو ٹھیکہ دینے کا معاملہ بھی غور طلب ہے ابتداً تو بوجہ مقابلہ اور رقابت کے ممکن ہے کہ ہر کمپنی کم سے کم شرح کرایہ اور زیادہ سے زیادہ مراعات پیش کرے لیکن جب حجاج کرائی کے رحم پر چھوڑ دیا گیا تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ مسافروں کو کسی قسم کی تکلیف وشکایت پیدا نہو گی ۔ لہذا اسبارہ میں حاجیوں کی آسائش کو ملحوظ رکھکر انہیں خاص ضوابط کا پابند کیا جائے اور پھر مقابلہ عام کی صورت موجودہ بحال رہنے دیجائے ۔ خراب خستہ باربرداری کے جہازوں کا ملنا ۔ ان میں مسافروں کا تجارتی مال کی طرح اندھا دھند بھرا جانا ۔ جہازوں کا ٹھیک وقت پر بہم نہ پہنچنا وغیرہ ایسی باتیں ہیں کہ گو ٹھیکہ دینے سے بھی انکا رفع ہونا ممکن ہے لیکن اگر مسلمان ذرا ہوشمندی وخودداری سے کام لیں تو یوں بھی اس قسم کی دقتیں دور ہو سکتی ہیں ۔

بہرحال موجودہ نقائص کی اصلاح بہت احتیاط طلب کام ہے اور خاص مستعدی ومآل اندیشی سے اس میں کچھ فائدہ ہو سکتا ہے ۔ نہ گورنمنٹ کی تجاویز کو خواہ مخواہ رد کرنے سے کوئی نتیجہ نکلے گا اور نہ اس طریق سے کہ انفرادی طور پر ہر چہار طرف سے بیسیوں مختلف رایوں کی بوچھاڑ شروع ہو کر کچھ دنوں بعد نسیاً منسیاً ہو جائے برخلاف ازیں ضرورت اور سخت ضرورت ہے کہ جیسا ہم اوپر عرض کر چکے ہیں ۔ پہلے مختلف مقامات میں قائمقام جماعتیں مقرر ہوں ۔ پھر وہ تبادلہ خیالات کے بعد ہم آہنگی پیدا کریں ۔ ازاں بعد اپنی ضروریات پیش کر کے جب تک ان کا خاطر خواہ انتظام نہو ذرا سرگرمی واستقامت سے کام لیں ۔

افصائے مشرق کا سیاسی مطلع پھر کچھ دنوں سے غبار آلود معلوم ہوتا ہے ۔ خانہ جنگی کے جو حالات رائیوٹر ایجنسی کے ذریعہ شائع ہوتے ہیں ۔ ممکن ہے کہ واقعات کی اصلیت اُن سے کچھ کم وبیش ہوتی ہو تاہم اُنھیں بالکل بے بنیاد نہیں کہہ سکتے ۔ تازہ برقی اطلاعات میں یہہ بات خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ چین کی باغی سپاہ کو کچھ مدد جاپان سے بھی پہنچنی شروع ہو گئی ہے ۔ اگر یہہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ایشیا کے مشرق میں بہت سی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو جانے کا امکان ہے ۔ اس قضیہ میں دولت روسیہ ۔ برطانیہ وغیرہ کا طرز عمل کیا ہوگا ۔ ابھی سے قیاس میں آنا دشوار ہے ۔ لیکن ایسے وقت ــ میں جبکہ بلقان کا میدان حشر خیز ہنوز ٹھنڈا نہیں پڑا بلکہ بعض قرائن سے اس کے اور بھی گرم ہونے کا خدشہ ہے ۔ ادھر ایک اور آگ بھڑک اُٹھنا دنیا کے امن پر خدا جانے کیا اثر ڈالے ۔ کیا یہہ عہد عتیق کی پیشین گوئیوں کے مطابق وہی زمانہ نہیں ہے جس میں "قومیں قوموں پر اور بادشاہتیں ..."

مرض النوم ۔ لندن سے ۲۹ ۔ جولائی کا پیام برقی مظہر ہے کہ مرض النوم کی تحقیقات کے لئے جو کمیشن علاقہ نیاسالینڈ (افریقہ) کو گیا تھا اس کے سرگردہ سر ڈیوڈ بروس آجکل لندن میں کچھ عرصہ کے لئے مقیم ہیں جس کے بعد وہ پھر اپنی تحقیقات پر روانہ ہو جائینگے ان کا بیان ہے کہ یہہ وبا وحشی جانوروں سے پیدا ہوتی ہے ۔ اور یوگنڈا ومغربی افریقہ کی نسبت علاقہ مذکورہ میں زیادہ شدید پائی جاتی ہے ۔ اس کی وارداتیں بالعموم مہلک ہی ہوتی ہیں ۔ شاذ ونادر کوئی مریض جانبر ہوتا ہو ۔ مگر جن رقبات میں یہہ وبا اسوقت موجود ہے ۔ انہی میں نامعلوم زمانہ سے چلی آتی ہے ۔ ادھر اُدھر زیادہ نہیں پھیلتی ۔ بہرحال یہہ مرض ہے بڑا سنسنی خیز اور عبرت انگیز کہ جس میں آدمی سویا کا سویا رہ جاتا ہے ۔ ع کچھ ایسے سوتے ہیں ۔ سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے " کاش قدرت کا کوئی تازیانہ تو غفلت شعار انسان کی آنکھیں کھولے ۔

نشان آتشین خدا تعالےٰ کی قدرت وہیبت کے آثار زمین پر نیز آسمان سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں مامورین کے وقت میں اتنا البتہ ہوتا ہے کہ انسان کو اس قسم کے آئندہ واقعات کی اُن کے ذریعہ قبل از وقوع بھی خبر دیدیجاتی ہے کہ تا اُن کی صداقت کے نشان ظاہر ہیں اور خلق اللہ اپنی غفلت سے متنبہ ہو کر اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع ہو ۔ اور اُن کا ساتھ دیکر خدا ترسی وپرہیزگاری کی راہوں پر چلے ۔ قرآن کریم میں دن رات زمین آسمان آفتاب وماہتاب اور کواکب کے تغیرات تک کو آیات لاولی الالباب " فرمایا گیا ہے حالانکہ وہ روزمرہ بلاناغہ ظہور میں آتے رہتے ہیں اور ان میں اکثر انسانی منافع حالات پر کوئی خلاف معمول انقلاب بھی وارد نہیں کرتے ۔ پھر ایسے واقعات کو نشان خاص کیوں نہ سمجھا جائے جنکی نظیر کائنات کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہو اور جن نوع انسان کے متعلقات زندگی پر غیر معمولی اور پُرہیبت اثر پڑتا ہو چنانچہ حال میں ایک شہاب ثاقب کی نہایت ہولناک کیفیت سنی گئی ہے جسکے اثر سے دل ہلتا ہے ۔ آتشین کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے کہ موضع الکوسر متصل ولنشیا میں پچھلے دنوں ایک بڑا بھاری ستارہ ٹوٹ کر گرا جسنے تمام موضع کو تباہ اور گرد ونواح کو ویران کر دیا ۔ مطلع بالکل صاف تھا ۔ کہ اچانک ہوا میں پٹاخے سے چھوٹنے شروع ہو گئے ۔ جنکی آواز سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے ۔ اس کے ساتھ ہی ایک آتشین گولہ زمین کے قریب آتا جاتا تھا ۔ جس سے ہر طرف کو شعلے نکل رہے تھے ۔ آخر یہہ کرہ نار نہایت زور سے زمین پر گرا اور اندر کو دھنستا چلا گیا ۔ اس پاس کے علاقہ میں آگ لگ گئی گھنٹہ کے اندر اندر بجز سیاہ خاکستر کے ڈھیر کے کچھ باقی نہ رہا ۔ جا بجا مکانوں درختوں اور مویشیوں کے جلے ہوئے ڈھیر دبے دہواں اُٹھتا نظر آتا تھا ۔ حسن اتفاق سے اسوقت موضع کے باشندے کوئی میل کے فاصلہ پر گرجا میں مصروف نماز تھے ورنہ بہت سا نقصان جان ہوتا اس وقعہ کے بعد کئی گھنٹے تک گندھک کی نہایت ناگوار بدبو پھیلی رہی ۔ جس وقت الکوسر میں یہہ حادثہ گذرا پاس کے دیہات میں خوب بارش ہوئی ۔ اور بہت بڑے بڑے اولے پڑے جنمیں بعض ہر ایک ... کے تھے ۔ اللہم

بلادِ غرب میں تبلیغ اسلام

ترجمہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو

اسلامک ریویو اور اُسکا دوسری زبانوں میں ترجمہ

ریویو آف ریلیجنز قادیان پنجاب کے انگریزی ایڈیشن بابت مارچ [illegible] میں مسٹر پارکینسن سائن کلمنگ کی قلم سے ایک آرٹیکل زیرعنوان "اسلام اور دنیا" شائع ہوا ہے۔ اس میں قابل مضمون نگار نے ظاہر کیا ہے کہ لنڈن سے ایک ایسے مسلم رسالہ کے شائع کرنے کی سخت ضرورت تھی جس کا ترجمہ اسلامی دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی ہوجایا کرے۔ مسٹر پارکنسن ہماری ناچیز خدمت کی اطلاع پاکر اور اپنی خواہش کو عمل کی صورت میں دیکھکر کیسے ہی خوش ہوں۔ لیکن اُن کی تجویز اس قابل ہے کہ ہر ایک سمجھ دار مسلمان اس پر فوری توجہ کرے۔ ہمارے ہندوستانی برادران اسلام جنھوں نے موجودہ نازک وقت میں اپنے پاک مذہب کی حفاظت اور قیام عزت کی نسبت خاص جوش کا اظہار کیا ہے۔ خصوصیت سے اس تجویز پر غور و خوض کریں۔ ہماری رائے میں یہ تجویز قابل عمل ہے اور ہمارے لئے مخالفین اسلام کا اُنہی کے ایجاد کردہ علمی حربوں سے مقابلہ کرنا عین مناسب بلکہ اشد ضروری ہے۔ آج کل مصر میں مسیحی منادوں نے اپنے دجل و حیل کے جال بچھا دیئے ہیں اور زور مرحبے تاہرِ ان مذہب خصوصیت سے اسلام کے اولین مقبوضہ علاقہ کو اپنی گمراہ کن کوششوں کا مرکز بنا رہے ہیں۔

عیسائیت اب یورپ میں تو چند دن کی مہمان اور چراغ سحری ہے اور اس نے اپنی قلعبند جاسے رہائش کو ترک کرکے ممالک شرقیہ کو اپنا آہنی مامن و ملجا قرار دیا ہے۔ ان ممالک میں اُن کے قدم جمنے کا باعث مسیحی منادوں کی خفیہ سیاسی خدمات ہیں۔ جو یہ لوگ آئے دن یورپ کے تسلط کو پُر کرنے کے لئے سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں مسیحیت کی زندگی کا مدار غلط بیانی اور دشنام دہی پر ہے۔ اس لئے جب تک جہالت اور لاعلمی کا دور دورہ نہ ہو۔ اس مذہب کا اُبھرنا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آج سے نصف صدی قبل ہندوستان میں بھی اپنے ناجائز طریقوں پر عمل پیرا ہوکر مسیحی کوششوں نے کامیابی کا تاج پہنا تھا مسیحی واعظین جو رسالے و اخبار جاری کرتے ہیں اور اُن کے ایسے نام رکھتے ہیں گویا کہ وہ اسلامی ہیں اور یہ لوگ اپنی تصانیف میں بھی ایسا طرز تحریر اختیار کرتے ہیں۔ جس سے ظاہراً ہمدردی مترشح ہوتی ہے غرض ان حیل و مکاید سے بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنسا لیتے ہیں۔ پس اب وقت ہے کہ ہم ضرورت زمانہ کو محسوس کریں اور ان بیہودہ اسکر بولطیوں کی خفیہ چالوں کا پردہ فاش کردیں۔ چونکہ مشنریوں کی تجویز ہے کہ جنوبی عرب میں بھی گمراہ کن مسیحی لٹریچر کی اشاعت کریں۔ لہذا ہمارا بھی فرض ہے کہ اس زہر کا تریاق ان ممالک میں پہنچانے کا انتظام سوچیں۔ پس اس پاک مقصد کے حصول کے لئے ہمارا فرض ہے کہ مصر، عرب اور دیگر عربی بولنے والے اسلامی ممالک میں اسلامک ریویو کا عربی ایڈیشن شائع کیا جائے۔ اور اس تجویز کو عملی لباس پہنانا چنداں مشکل نہیں (انشاءاللہ العزیز) اس کے لئے بہ آسانی تمام مناسب انتظام ہوسکتا ہے۔ البتہ ہماری اس قدر خواہش ہے کہ ہمارے ہندوستانی احباب اس بارہ میں اپنے قیمتی مشورہ سے ہمیں ممنون فرمائیں۔

تھیوسوفسٹوں سے اپیل

ہمارے مکرم خواجہ کمال الدین صاحب نے پچھلے دنوں ووکنگ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ایک جلسہ میں جو لیکچر "اسلام اور تھیوسوفی" کے مضمون پر دیا جسے کثیر التعداد حاضرین نے بڑی توجہ اور شوق سے سنا۔ اس کی نسبت رائے زنی کرتے ہوئے مشہور اخبار ووکنگ ہیرلڈ نے بہت کچھ قابل قدر ریمارک دیئے ہیں۔ ان کا ترجمہ انشاءاللہ کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔ فی الحال ایک اور مقامی ہفتہ وار پرچہ موسومہ ووکنگ ایکسپریس کا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اخبار موصوف اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ جون میں پورے لیکچر کا خلاصہ دیکر آخری حصہ لیکچر کی نسبت یوں رقم طراز ہے:

قابل لیکچرار نے پیروان تھیاسوفی سے زور کے ساتھ اپیل کی کہ آپ لوگ اسلام کا بغور مطالعہ کریں۔ تو انشاءاللہ بیہودہ ثابت نہ ہوگا۔ بلکہ ہر ایک متلاشی حق کو ضرور اپنی طرف مائل اور متوجہ کرلیگا۔ تھیوسوفسٹ ہونے کی حیثیت سے آپ لوگوں پر لازم آتا ہے کہ کسی مذہب میں کچھ فرق و امتیاز نہ کریں۔ اس مذہب کے لوگوں پر قرآن کی پیروی درحقیقت لازم ہے۔ کیونکہ وہ تمام کتب مقدسہ میں سے آخری کتاب ہے اور نیز اُس میں

فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

اس میں جملہ صحایف آسمانی کا لُبِ لباب شامل ہے۔ جو ایک ہی چشمہ سے نکلی ہیں۔ اگر یہ ثابت نہ ہوسکے کہ ان کا تعلق مختلف سرچشموں سے ہے تو لامحالہ یہ ماننا پڑیگا۔ کہ انہیں قرآن ہی سے علاقہ ہو جو تمام اولین و آخرین کی صداقتوں کا منبع و مخزن ہے پس ایک سچا تھیوسفسٹ مذاہب مختلفہ میں تفریق نہیں کرسکتا۔ اگر وہ اپنی ہدایت اور بالآخر نجات کے لئے دروازہ کھٹکھٹائیں۔ تو وہ ضرور اُن پر کھولا جائیگا۔ مبارک ہے وہ کتاب جس نے اُن کے لئے بڑی بڑی نعمتیں اور برکتیں پیش کیں۔ اور یہ تعلیم دی کہ انسان اپنی پیدائش کے وقت فطرۃً گناہوں کی آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔ اور کہ خدائے بزرگ و برتر کی ذات جو اس کا خالق ہے۔ تمام عیبوں سے منزہ تمام اوصاف حسنہ سے متصف۔ تمام محامد کی مستحق اور جملہ پاکیزگیوں کا سرچشمہ ہے۔ جس نے انسانی فطرۃ میں پاکیزگی اور نیکی کا مادہ ودیعت فرماکے یہ بھی فرما دیا کہ:-

فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ پس اس لحاظ سے اگر انسان کو خدا تعالیٰ کے ساتھ رشتہ جوڑنا اور تعلق پیدا کرنا مقصود ہو تو اس پر لازم آتا ہے کہ گناہ کی آلودگی سے اپنے آپ کو بچائے رکھے۔ اگر خطا و معصیت جسے دوسرے لفظوں میں گناہ کہہ لیجئے۔ انسان کی سرشت میں ہوتا یا فطرت انسانی قابل تبدیل ہوتی۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا ملاپ نہ ہوسکتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ انسان اپنی غلطی یا غفلت سے کسی گناہ کا مرتکب ہوجائے۔ مگر وہ توبہ اور آیندہ حسن عمل سے اس کی تلافی و اصلاح بھی تو کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے ساتھ اپنا تعلق اسی صورت میں قائم رکھ سکتا ہے۔ جبکہ وہ گناہ کی آلودگی سے پاک ہو۔ سو قرآن شریف یہی تعلیم دیتا ہے۔ کہ تم فطرۃً گناہ سے پاک پیدا کئے گئے ہو۔ اگر بعد میں تم مبتلا بہ معاصی ہوجاؤ۔ تو رجوع الی اللّٰہ سے اس کا ازالہ کرسکتے اور واصل الی اللّٰہ ہونے کے مستحق بن سکتے ہو۔

آخر میں حاضرین کی طرف سے کئی ضروری مذہبی سوالات پیش ہوئے۔ جن کے تسلی بخش جواب خواجہ صاحب دیتے رہے۔

کانِ محمدی سے چند نایاب موتی
یعنی بعض احادیث نبوی کا ماحصل

(۱) اگر تم سے بتقاضائے بشری کمزوری کوئی خطا سرزد ہوجائے۔ تو اس کے بعد کوئی نیک کام ضرور کرو۔ کیونکہ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔ (۲) خبردار رہو کہ آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ اگر وہ خراب ہو تو تمام جسم خراب ہوجاتا ہے اور اگر وہ اچھا ہو تو سارا جسم سنور سکتا ہے۔ وہ مضغہ گوشت انسان کا دل ہے۔ کہ اسی کی تحریکات پر انسان سے تمام نیکیاں اور بدیاں سرزد ہوتی ہیں۔ (۳) ازدواج ہر مسلمان کے لئے جو اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی قابلیت رکھتا ہو۔ لازمی ہے۔ اور اسلام میں کوئی رہبانیت یا جوگی پنا نہیں ہے۔ (۴) زکوٰۃ و خیرات ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور آل محمد (صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم) پر اسکا کھانا روا نہیں۔ (۵) ہر ایک کام کو شروع کرنے سے پہلے اللّٰہ تعالیٰ کے حضور (جو تمہارا خالق و مالک اور ہر شے پر قادر اور علیم و خبیر ہے) طالب خیر کے لئے عاجزانہ التجا کرو (یعنی استخارہ مسنونہ) (۶) میری قبر کو تم کہیں معبود و مسجود نہ بنا بیٹھنا۔ بنی اسرائیل سے یہی غلطی ہوئی کہ وہ اپنے انبیاء کے مزارات کو پوجنے لگے۔ حالانکہ پرستش کے لایق سوائے خدا کی ذات واحد کے اور کوئی نہیں ہے۔ (۷) تمہیں ہمدردی اور ایثار علی النفس کی تو عادت رکھنی چاہئے۔ مگر یاد رکھو کہ تم گناہ کے معاملہ میں ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ:- لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ۔

جراحت اسلام
تعصب

ہم نہایت افسوس سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ آج کل دنیا میں اس قدر مذہبی و قومی تعصب بڑھ گیا ہے۔ کہ کیا ہندو۔ کیا عیسائی اور کیا مسلمان سب نے انصاف جیسی اعلیٰ صفت کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے مہذب تعلیم یافتہ مسلمان قوم کو بھی جب ایک ہی قسم کے دو مسایل پر رائے زنی کا موقعہ ملتا ہے تو اپنے خیالات و حرکات ثابت کرتے ہیں کہ انہیں اپنی آنکھ کا تو شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔ لیکن دوسری قوم کی آنکھ کا تنکا تک کھٹکنے لگتا ہے۔ مثلاً ہمارے برادران وطن خود تو رات دن تجارت کرتے ہیں۔ اور سودیشی کی تحریک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک گونجا دیتے ہیں اور اس کے بغیر قومی نجات ہی تصور نہیں کرتے۔ لیکن جب دوسری جانب ایک شہر کے مسلمان کچھ سنبھلنا چاہتے ہیں اور اپنی تجارت کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں تو کیا اردو اور کیا انگریزی پریس ظلم ظلم کا شور مچاتے ہیں اور لیڈروں تک کو ہندو مسلم یونین کی منافقانہ سوسائٹیاں بنانے کی سوجھتی ہے۔ یہی حال سرکاری ملازمتوں میں آئے دن نظر آتا ہے۔ اور یہی مذہبی مسایل میں ہے اپنا تو نیوگ جیسا گندہ مسئلہ بھی خاص حکمتوں اور حفظان صحت کے قانون پر مبنی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے کثرت ازدواج جیسا پاک اصول جو بعض خاص افراد کی مشکلات حل کرنے کے لئے ضرورت صرف جایز رکھا گیا ہے اور ہر مسلمان کے لئے جسکی تعمیل کرنا فرض نہیں ہے۔ سراپا ظلم اور مجسم بداخلاقی بتایا جاتا ہے۔

یہاں تک کہ جب حال میں ایک مندر مذہبی معبد ہونے کی وجہ سے بچایا گیا۔ اور اسی سڑک کے لئے جو کہ مسلمانوں کا معبد تھا مسجد کا ایک حصہ شہید کیا گیا۔ تو ٹریبون جیسے پایہ کے اخبار نے مسلمانوں کے شور و فریاد کے خلاف جو مذہبی جذبہ کا نتیجہ تھا۔ ایک نوٹ لکھ مارا کہ یہ باغیانہ خیالات ہیں۔ برخلاف اس کے فریق ثانی کی اجیٹیشن کا بھی جو آج کل ہندوستان کو ایک خطرناک ملک بنائے ہوئے ہے۔ اُسے کوئی خیال نہیں آتا۔ اسی طرح بعض مسلمان اخباروں کا حال ہے اور اسی طرح نیم سرکاری انگریزی اخباروں سول ملٹری گزٹ وغیرہ کا۔

الغرض ہم یہ قسم اور آج کل ہماری نظر سے مختلف اخباروں میں گذر رہے ہیں۔ جن کا نتیجہ دن بدن ملک میں بدامنی پھیلانے کے سوائے اور کچھ نظر نہیں آتا اور ہم کو ڈر ہے۔ کہ جو تعصب کی ہوا پہلے تعلیم یافتہ افراد تک محدود تھی۔ وہ اب دیہاتوں میں بھی بعض کوتاہ اندیش اخبار نویسوں کے ذریعہ پہنچ رہی ہے۔ اس وقت خیرخواہان ملک کا فرض ہے۔ کہ وہ معاملہ کو بگڑنے سے بچا لیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ ابھی تو مذہبی تعصب اور قومی منافرت کی یہ آگ اندر ہی اندر سلگ رہی ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کسی وقت بھڑک اٹھی۔ تو کوئی طاقت اس کو بجھا نہ سکیگی۔ اپنی قومی ترقی اور مذہبی اشاعت کے لئے علیحدہ علیحدہ کوشش کرو۔ لیکن اُسے دشمنی اور عناد کا رنگ دیکر حقیقی ترقی سے جو کہ ملک کے امن پر منحصر ہوتی ہے اپنے آپ کو محروم نہ کرلو۔ اس فرض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً اور تمام اہل وطن کو عموماً ایک تعلیم قرآنی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللّٰہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں "ولا یجرمنکم شنآن قوم الا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ" کسی قوم کی دشمنی تمہیں حدود عدل و انصاف سے تجاوز کرنے کا مجرم نہ بنائے (برخلاف اس کے چاہیئے کہ تم) انصاف کرو۔ یہی (شیوہ) قرین تقویٰ ہے۔ آج اس انصاف کو یورپ نے چھوڑ دیا۔ ہندوستان نے چھوڑ دیا۔ ہاں اے اسلام کے عاشقو! تم اس کی تعمیل دنیا کو کرکے دکھادو اور ثابت کردو کہ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ کہ دین اگر کوئی اللّٰہ کے نزدیک آج ہوسکتا ہے۔ تو وہ وہی ہے۔ جو ایسی پاک تعلیمیں ہمیں دیتا ہے۔ جن سے دنیا میں امن اور صلح قایم ہوسکے۔ خدا ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(سعید)

صورت حال

بزرگ ملت حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کے پاس جناب خواجہ کمال الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کا "روزنامہ" ولایت سے پہنچا جس میں خدمتِ اسلام سے متعلق اپنے تازہ حالات اور ایک درد و سوز بھرے خیالات درج تھے۔ خواجہ صاحب کی سوزشِ دل نے شاہ صاحب قبلہ کے قلب صافی پر ایک کیفیت خاص طاری کی۔ اشعارِ ذیل اسی کیفیت کا ایک سرسری خاکہ ہیں۔ ناظرین ان سے دلچسپی حاصل کریں اور شاہ صاحب کے حق میں دعائے خیر کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اس مکرم و معظم دردمندِ دین و ملت پر اپنا فضل و کرم رکھے اور دارین میں سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین! آپ کو پیغام صلح کا بھی دل سے خیال ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اُمید کہ آیندہ بھی یہی شفقت بزرگانہ ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ (اڈیٹر)

سکونے راکہ دارم اضطراب است
بیا بنگر کہ دلبر بے حجاب است
ببیں آں سوزشِ حق با کمالے
کہ باطل پیشِ او در التہاب است
بحق نور دیں یار کمالے
بتاریکیٔ یورپ آفتاب است
شبِ تاریکِ یورپ را کند روز
خداءِ ما کہ تواب و وہاب است
الٰہی نور احمد را قریں کن
بفضلِ خود کہ از تو فتحیاب است
نمی دانم چہا در غیب داری
دلِ مضطر بکشفش در شتاب است
ز آں شمسے کہ از مغرب برآید
ہمی بینم منور شیخ و شاب است
تو با من ہم نوا شو بلبلِ زار
ز ہجرِ گل دلِ من ہم کباب است
بہار نو بیا در گلشنِ ما
خزاں را گو ترا خانہ خراب است
خبر دادی مرا از سوزشِ دل
شنو خواجہ کہ از من ایں جواب است
دعا گوئے تو ہستم یار شفیقی
بہ بیں ایں چشم من بہرت پر آب است
بہ یارانِ طریقت می نمائم
ہماں راہے کہ او راہِ صواب است
بہ لطف و مرحمت باہم بپائید
ز حامد با شما بس ایں خطاب است

خیر مقدم جناب مولوی ظفر علی خاں صاحب مع الخیر ۳ اگست ۱۹۱۳ء (اتوار) کی صبح کو لاہور تشریف لائینگے۔ آپکی ان قومی خدمات کے اعتراف میں جو ۹ ماہ کے عرصہ میں آپنے اسلام اور مسلمانوں کے لئے کی ہیں نہایت جوشِ مسرت سے خیر مقدم کی طیاریاں ہو

(بقیہ اڈیٹوریل)

کوئی نقیض نہیں ہے | کانپور کی مسجد کے متعلق پیغام

صلح میں جو کچھ لکھا گیا وہ اس اصول کی بنا پر تھا کہ مساجد یا مزارات کی حفاظت ایک اہم اسلامی معاملہ ہے جس میں کوئی امر تمام مسلمانوں کی ہم آہنگی کا مانع نہیں ہو سکتا۔ اور محترم معاصر الفضل قادیان نے اسبارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کا جو ارشاد شائع کیا ہے۔ وہ ایک فتوٰے کی سی صورت ہے کہ اگر مسمار شدہ عمارت غسلخانہ یا وضوخانہ ہے تو اسے جزو مسجد قرار دے کر شور مچانا خاصکر جبکہ گورنمنٹ اس کا معاوضہ دیتی ہے ٹھیک نہیں اور حضرت ممدوح کا یہ فتوٰے بھی محض اطلاعات موصولہ کی بنا پر تھا جس کی نسبت ہمعصر موصوف اپنی تازہ اشاعت میں لکھتا ہے "ہمارے گذشتہ نوٹ پر بعض دوستوں نے لکھا ہے کہ جو حصہ گرایا گیا وہ ضرور مسجد کا حصہ تھا کوئی وضوخانہ یا ایسی جگہ نہ تھی۔ جو شامل مسجد نہ سمجھی جائے۔ ہم نے اس کے متعلق تحقیقات کے لئے خطوط لکھے ہیں اور امید ہے اگلے ارشو میں اسپر دوبارہ کچھ لکھنے کا موقعہ پائینگے انشاء اللہ" پس معاندینِ اسلام یا مخالفینِ سلسلہ عالیہ کا اسپر خواہ مخواہ غوغا کرنا.......کہ کسی طرح ہم میں نفاق پڑے اور نزاع بڑھے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ بجز بدسگالی و تعصب کے اور کس نیک خیال پر مبنی ہو سکتا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔ اہل وطن میں قومی منافرت اور نفاق کے خیالات پھیلانا کچھ شک نہیں کہ بہت افسوسناک بلکہ مستوجبِ ملامت شیوہ ہے۔ لیکن "البادی اظلم" پہل کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے۔ کیونکہ فریق مخالف کی طرف سے بھی ہیچ قسم برتاؤ ہونے کا باعثِ اصلی وہی ہوتا ہے۔ جب ایک طرف سے زہریلے شاخسانوں کی ابتداء ہو تو پھر چُپ رہنا اور قوم کے حقوق مدافعت کو پامال ہونے دینا بھی کسی طرح قرینِ دانشوری و مقتضائے مصلحت نہیں ہوسکتا۔ اسلام دین الفطرۃ ہے۔ وہ ہمیں حق دیتا ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارے ساتھ بدسلوکی کرے۔ تو ویسا ہی سلوک ہم اُس کے ساتھ کرسکیں۔ انسانی حمیت کا طبعی تقاضا بھی یہی ہے۔ ہاں قرآن پاک کی تعلیم یہ بھی ہے کہ اگر معافی دینے سے اصلاح ہوتی نظر آئے۔ تو اس وقت کے صبر و ضبط کا اجر اللہ تعالےٰ کے ہاں سے کسی نہ کسی صورت میں مل رہتا ہے پس اسلام یا مسلمانوں سے بات بات میں کاوش رکھنے والے اچھی طرح سمجھ رکھیں۔ کہ ہم دیگر ادیان و اقوام کے ساتھ سچے دل سے صلح و اتحاد کے خواہاں ہیں مگر تالی دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے

اگر در خانہ کس است حرفے بس است ؎

(بقیہ برقی خبریں صفحہ ۱)

سرویہ اور یونان کی شرائط۔ بخارسٹ (یکم اگست ۱۹۱۳ء) ہر کاری کانفرنسوں سے پہلے مختلف ممالک کے قائم مقاموں میں نجی طور پر صلاح مشورے ہو رہے ہیں۔ اتحادیوں نے بلغاریوں کے سامنے اپنے مطالبات پیش کردیئے ہیں۔ ان مطالبات میں ایک نئی سرحد کی تجویز بھی شامل ہے۔ جو دریائے سینٹ روما کو پیرانی ترکی بلغاری سرحد کے ذریعہ دو حصوں میں تقسیم کرے اور مقام ویڈیگیچ کے مغرب میں سمندر سے چند کیلومیٹر تک پہنچے نیز ان شرائط میں ایک یہ ہے کہ جزائر ایجین سے متعلق بلغاریہ کے مطالبات منظور نہ کئے جائیں اور کہ تھریس میں یونانیوں کی علمی اور مذہبی آزادی برقرار رکھی جائے

ایرانی مجلس (طہران۔ یکم اگست) شاہ نے اپنی سالگرہ کی تقریب پر سفرائے دول کا خیر مقدم کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مجلس کا انتخاب عنقریب ہونے والا ہے۔ یہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ کہ وزیر داخلیہ آج صوبجات کو پیغامات تار بھیج رہے ہیں۔ کہ اس انتخاب سے متعلق مناسب انتظام کیا جائے ؎

سلطان مسقط اور عرب باغیوں کے درمیان مزید جنگ و جدل کے متعلق کوئی تازہ خبر نہیں ہے ؎

خلیج فارس میں ترکی اقتدار کے متعلق لارڈ کرزن نے سوال کیا تھا۔ لارڈ کریو نے کہا۔ کہ ہمیں پوری امید ہے کہ اس کا فیصلہ قابل اطمینان طور پر ہوجائیگا۔ کیونکہ خلیج فارس کے بارہ میں ٹرکی ہم سے دوستانہ سمجھوتہ کرنے پر مائل ہے۔

متفرق خبریں

بھوپال میں جو زنانہ صنعتی نمائش بسرپرستی ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال شروع جنوری میں ۱۹۱۴ء ہونیوالی ہے۔ اُس کے ساتھ ایک نمائش پھولوں اور نباتات بھی کی کھولی جائیگی ؎

مدراس کے ایک جنٹلمین نے حال ہی میں مع اپنی بیوی لڑکی اور ایک ملازم کے مدراس سے کشمیر تک ۲۹۹۸ میل کا سفر موٹر کا میں طے کیا۔

پنجاب پولیس کے انسپکٹر جنرل بہادر سر ای۔ بی۔ فرنچ ۲۹ جولائی کو شملہ سے دورہ پر روانہ ہوئے۔ کسولی۔ انبالہ۔ لاہور۔ لائلپور گجرانوالہ۔ راولپنڈی۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ ڈلہوزی بھلور پولیس کا معائنہ فرماتے ہوئے ۱۸ راگست کو شملہ واپس آجائیں گے۔

گورنمنٹ پنجاب نے سات ہزار روپیہ کا انعام اُن گھوڑوں اور ٹٹوؤں کے لئے منظور کیا ہے جو کہ ہندوستان کی ہی پیدائش ہوں۔ اور لاہور۔ راولپنڈی و انبالہ کی گھوڑ دوڑ میں اوّل رہیں

پنجاب میں محکمہ زراعت کا ایک اسسٹنڈ ڈپٹی ڈائرکٹر مقرر ہوا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اس آسامی پر کسی قابل ہندوستانی کو رکھنا چاہتی ہے۔

شاستری کے امتحان میں امسال (پنجاب یونیورسٹی کے) ۱۱۰ امیدوار شریک ہوئے تھے جن میں سے فقط ۱۷ پاس ہوئے۔ اس سے شاستری کی ہر دلعزیزی و ضرورت پر فاصی روشنی پڑتی ہے۔

پٹیالہ میں مہاراجہ صاحب کے حکم مورخہ ۲۴ر جولائی کے بموجب وزارت سب اور اکر ہر صیغہ کے لئے بدستور سابق سکرٹری مقرر کئے گئے ہیں۔ مختلف محکموں کے جدا جدا سکرٹری حسب ذیل ہونگے۔ فنانشل سکرٹری سید حامد حسین صاحب جو پہلے ہائی کورٹ پٹیالہ میں جج تھے صیغہ مالگذاری۔ مال۔ بارگماشتری اور سکے انچارج ہونگے۔ جوڈیشل سکرٹری سردار عمن لال صاحب جوڈیشل پولیس جیل اور میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے انچارج۔ ملٹری سکرٹری سردار بہادر میجر جنرل بخشیش سنگھ صیغہ افواج۔ اصطبل ریاست۔ بار برداری۔ رجسٹریشن۔ جنگلات معاون اور محکمہ رسد رسانی کے ذمہ دار۔ پرائیویٹ سکرٹری میجر کے ایم ستری وزیر خانگی کے فرائض ادا کریں گے اور ریاست کے باغات بجز اندرونی اور بیرونی ڈیوڑھیوں (محلات) کے براہ راست مہاراجہ صاحب کی نگرانی میں رہیں گے۔ ان سکرٹریوں کی تنخواہیں ایک ایک ہزار روپیہ ہونگی ؎

دہلی کی خبر ہے کہ وہاں اب صاحب چیف کمشنر بہادر کے بنگلہ پر کوئی شخص بلا اجازت صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نہیں جانے پاتا۔ دن رات پولیس کا پہرہ لگا رہتا ہے ؎

ریاست حیدرآباد کی چہار سالہ انتظامی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ سالہائے زیر رپورٹ میں سالہائے ماسبق کی نسبت سرکاری مالگذاری میں ۲۵ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا ؎

مسٹر تلک کی سزا کے متعلق سر ایڈورڈ گرے نے دار العوام میں جو سوال اٹھایا تھا۔ اس کا جواب یہ ملا کہ اس مقدمہ میں گورنمنٹ مزید رحم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتی۔

چارگام میں ایک چیتے نے چار آدمیوں کو زخمی کیا۔ آخر ایک کسان نے اسے بندوق سے ہلاک کر دیا۔

محمد محسن خان سب انسپکٹر پولیس جنکے خلاف مسٹر اینڈرسن کی عدالت میں زیر دفعہ (۱۶۱) تعزیرات ہند رشوت ستانی و استحصال بالجبر کا مقدمہ چل رہا تھا اور وہ معطل تھے۔ آخر بعد سماعت مقدمہ بری کر دیئے گئے

کلکتہ کی ڈائمنڈ ہاربر میں طوفان کی موج اس شدت سے آئی کہ قریباً سو تجھ و نیز دوں کو بہالے گئی۔ اندیشہ تھا کہ بند ٹوٹ کر تمام قصبہ کو سمندر کی بھینٹ چڑھا دیگا مگر خیر گذری صرف بند کے ایک ہی حصہ کی بلا ٹلی اگر دریا ایک دو انچ اور چڑھ جاتا تو ہزار دل جانوں کا ڈھیر تھا اب بھی صد کشتیاں غرق

ہندو کالج دہلی کو گورنمنٹ نے ۵ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد دینی منظور کی ہے

خالصہ کالج امرتسر میں دو یورپین پروفیسروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں ۔

نرائن سنگھ ڈاکو جو بہانے کے علاقہ میں اکثر ڈاکے ڈال چکا تھا رائے ونڈ سٹیشن پر اترتا ہوا معہ دو ساتھیوں کے پکڑا گیا ؎

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۳۲

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دوستو اُس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن
خدمتِ دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

اخبار پیغام صلح لاہور

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یک جہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا
(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) اسلام اور بانی اسلام کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا
(۷) تمدن۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار۔ یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ للعہ ششماہی ؎ طلبار سے للعہ اور عہ (۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب ویرائیر انگلش ویرہوس لاہور سیکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام اڈیٹر آنے چاہیں دیگر خط و کتابت مینجر کے نام پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور

اڈیٹر { خواجہ کمال الدین۔ بی اے آنریری
ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

جلد ۱ | لاہور۔ سہ شنبہ ۵ اگست ۱۹۱۳ء مطابق یکم رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۲

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

جنڈارمی کے افسر۔ (لندن ۲۔ اگست) سفرائے دُول کی کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہالینڈ سے درخواست کی جائے کہ وہ البانیہ کی جنڈارمی سپاہ کے واسطے افسر بہم پہنچائے۔ کیونکہ سویڈن اس فرائض کے پورا کرنے سے معذور ہے۔ اور گورنمنٹ سویڈن نے یہہ کہکر صاف جواب دے دیا ہے۔ کہ ہمارے بہت سے افسر ایران میں کام دے رہے ہیں

عہد نامہ بلغاریہ و رومانیہ (بخارسٹ ۲۔ اگست) بلغاریہ اور رومانیہ کے درمیان عہد و پیمان بظاہر مکمل ہوچکے ہیں۔ سرحد جدید عملی طور پر طرتو کوئی سے سالچک تک رکھی گئی ہے۔ مگر ہر طرف قریباً دس کیلومیٹر کی توسیع رومانیہ کے حق میں تسلیم کی گئی ہے۔ نیز اس معاہدہ کے رو سے بلغاریہ نے یہہ بھی مان لیا ہے کہ نئی سرحد سے فاصلہ معینہ تک کوئی قلعہ بندی نہیں کرے گا۔

مطالبات سرویہ و رومانیہ۔ (ویانا ۳۔ اگست) بخارسٹ میں سرویہ اور رومانیہ کے مطالبات کو بالکل حد اعتدال سے متجاوز اور ناقابل قبول سمجھا گیا ہے۔ اکثر بیشتر دول یورپ بلغاریہ کی حمایت میں اس رائے پر متفق ہیں کہ اسے موضع کوار اور اس کے عقب میں کافی علاقہ ملنا چاہئے۔

بلغاریہ کی تجاویز۔ (لندن ۳۔ اگست) اتحادیوں کی تجاویز کے مقابلہ میں جو تجاویز خود بلغاریہ نے پیش کی ہیں ان کا منشا یہہ ہے سرحد جدید مقام جامع بالا سے شروع ہو اور خلیج آرفس پر جاکر ختم ہو اور اس کے اندر بلغاریہ۔ اغری۔ پلانکا۔ سربس۔ کرالوٹر کو چینا نا۔ اشٹپ۔ دوئراں۔ درامہ۔ دمیری حصار اور کلوا سب شامل ہوں بلغاریوں کو اس بات سے بھی انکار ہے کہ تاوان جنگ ادا کریں۔ یا جزائر ایجئین کے متعلق کوئی سمجھوتہ یا عہد و پیمان کریں۔ سفراء کے خیال میں یہ شرائط ذرا سخت اور حد اعتدال سے متجاوز ہیں۔ جنمیں کچھ تبدیلی کرنی پڑے گی۔ انہیں توقع ہے کہ صلحنامہ اس بنا پر مکمل ہوگا کہ جن امور سے متعلق ابھی کوئی عہد و پیمان نہیں ہوئے ہیں۔ وہ دول عظام کے فیصلہ کے واسطے ملتوی رہنے دیئے جائیں۔

جرمن اخبار کی رائے۔ (برلن ۳۔ اگست) جرمنی کا ایک ممتاز اخبار ترک ہمدردان ملت کی اس خواہش کو تو پسند کرتا ہے کہ اڈریانوپل انہیں کے پاس رہے۔ مگر ساتھ ہی یہہ بھی لکھتا ہے کہ اگر یہ شہر ترکوں کے پاس رہا تو بلغاریہ کے ساتھ انکا آئے دن جھگڑا رہا کرے گا۔ اور ممکن ہے کہ ترکی کو مجبور ہوکر تھریس میں ہمیشہ کے لئے فوجی سعی و سرگرمی کا اہتمام کرنا پڑے اور اس طرح اُس (یعنے ترکی) کا بہت سا روپیہ جو دیگر مفید کاموں میں کام آسکتا اسی نزاع کی بھینٹ چڑھتا رہے۔

یونان و سرویہ کے دعاوی میں تبدیلی (صوفیہ ۳۔ اگست) تسلیم کیا جاتا ہے کہ یونانی اور سروی مطالبات میں بوجوہ معقول کچھ نہ کچھ ترمیم و تنسیخ کرالی جائیگی۔ اور پانچ دن تک عارضی طور پر لڑائی بند رہنے کے بعد قرار واقعی صلح ہو جائیگی۔

یونانی سپاہ کے کارنامے۔ (سالونیکا ۳۔ اگست) بلغاری اور یونانی مہینہ بھر تک کٹتے مرتے رہے۔ اس اثناء میں یونانی لشکر قریباً دو سو میل تک آگے بڑھا۔ اور برابر جنگ و جدل کرتا رہا۔ چھ چھ ہزار فیٹ اونچی پہاڑیوں پر بھی جو ناقابل گذر سمجھی جاتی تھیں۔ اس نے غنیم کا مقابلہ کیا۔ بائیس کامیاب حملے کئے۔ اور بیس اہم مقامات پر قبضہ کیا۔ دس ہزار آدمی افواج مخالف کے اسیر کئے۔ ۱۲۰ توپیں گرفتار کیں۔ اور بلغاریہ کا تیس ہزار جوان ہلاک و مجروح کیا۔

جامع سلیم میں نماز جمعہ اور حاضرین کا عزم مصمم (اڈریانوپل ۳ اگست) قسطنطنیہ کے عازمان حج جمعہ کے روز جامع مسجد سلیم میں شریک نماز ہوئے۔ تیس ہزار آدمی سے زیادہ کے مجمع نے یہہ عزم بالجزم ظاہر کیا کہ ہم ہر ایک قربانی کرنے پر آمادہ ہیں۔ مگر اڈریانوپل کو غنیم کے حوالہ ہرگز نہیں کریں گے۔

چین میں خانہ جنگی

(لندن ۲۔ اگست) شنگھائی سے کل کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ چینی امیر البحر لنگ نے قونصل ہائے دول خارجیہ کو اطلاع دی ہے کہ آج چار جنگی جہاز قلعجات ووسنگ پر گولہ باری کریں گے برٹش اور جرمن بحری اتاچی اس کارروائی کا مشاہدہ کریں گے۔ ہانگ کانگ سے دو ہزار وفادار سپاہ آن پہنچی ہے۔ اور تمام شمالی افواج کمک بھی چیفو سے آگئی ہیں۔

شنگھائی۔ ۲۔ اگست) قلعجات ووسنگ سے ۵ میل کے اندر دو جنگی جہاز پہنچے اور انھوں نے آگ رسانی شروع کردی۔ اہل قلعہ نے ترکی بترکی جواب دیا۔ گھنٹے بھر تک دونو طرف گولہ باری ہوتی رہی۔ مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔

کانٹن۔ (۲) چنانچہ اگزین شہر سے فرار ہورہے ہیں۔ افسران محکمہ جنگی

متفرق خبریں

رپورٹ محکمہ حفظان صحت پنجاب بابت ۱۹۱۲ء سے معلوم ہوتا ہے کہ سال زیر رپورٹ میں رفاہ عام کے اکتیس کام پرائیویٹ اشخاص کی طرف سے تیار ہوئے ان میں کچھ کنوئیں ہیں اور کچھ دھرم سالائیں وغیرہ کل عمارات پر ۳ لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ ان میں سب سے بڑی عمارت ضلع ہوشیارپور کی پکی سرائے ہے جو لالہ چھپا رام نے سوا لاکھ کی لاگت سے بنوائی ہے۔

ٹریبیون لکھتا ہے کہ (رپورٹ مندرجہ بالا میں) رفاہ عام کے کاموں کی نسبت یہہ امر خاص دلچسپی اور نوٹ کے قابل ہے کہ ان میں سے پانچ عمارات تو ہندو لیڈیوں ہی کی فیاضی کا نتیجہ ہیں۔ بحالیکہ مسلمانوں کے طبقہ ذکور کا بھی ان میں سے صرف دو کے ہی ساتھ تعلق ہے۔

(شاید ہمارے ہمعصر کو خامہ فرسائی و طبع آزمائی کی دُھن میں ہندو مسلمانوں کے تناسب آبادی و تمول کا خیال نہیں رہا (پیغام صلح)

سنٹرل ٹریننگ کالج۔ لاہور کے امتحان سینئر ورنیکلر میں امسال کل ۴۴ امیدوار کامیاب نکلے جن میں سے ۲۵ مسلمان ہیں

میسور و اودھ کے شاہی خاندانوں میں عنقریب ایک رشتہ ازدواج ہونیوالا ہے۔ دولہا آنریبل نواب سید محمد رئیس مدارس کے فرزند اکبر ہوں گے۔ اور دولھن شاہزادہ مرزا ثریا خاں بہادر ابن اودھ کی دختر نیک اختر۔ رسوم شادی لکھنؤ میں ادا ہونگی

تراش گنج۔ میں انہوں ایک بڑی دلیرانہ واردات سرقہ ہوئی۔ جناب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس علاقہ مذکور گورنر صاحب کے دربار میں شریک ہوتے ڈہاکہ گئے ہوئے تھے۔ پیچھے کوئی ”دزد دلاور“ صاحب ممدوح کا ایک ریوالور۔ ۶ سو کارتوس اور ۲۲۴ روپے نقد نکال لیگیا

بمبئی کے پوسٹل کلرکوں نے بالاتفاق صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر کے ہاں شکایت بھیجی ہے کہ ضروریات زندگی کی روز افزون گرانی تو حوصلے پست کئے دیتی ہے مگر ہماری تنخواہیں اسی پیمانہ پر چلی جاتی ہیں جو ۱۸۶۱ء میں تھا۔ اُن کے مطالبات یہہ ہیں۔ کلرک کی تنخواہ کم از کم للعہ ماہانہ ہو۔ سالانہ ترقی ایسی شرح سے ملے کہ ۱۵ سالہ خدمات کے بعد تنخواہ لعہ روپے تک پہنچ جائے۔ سال میں بیس روز کی اتفاقی چھٹی مل سکا کرے۔

موسمی رپورٹ ۔ (پنجاب) بابت ہفتہ مختتمہ ۲۹۔ جولائی مظہر ہے کہ بارش اس ہفتہ کہیں خوب زور کی ہوئی کہیں متوسط۔ فصل خریف کی تخم ریزی جاری ہے رقبہ زیر کاشت معمولی۔ فصل استادہ کی حالت عموماً اچھی ہے اکثر اضلاع میں فصل ربیع کے لئے قلبہ رانی بھی شروع ہو گئی ہے بعض

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ١ ۵ اگست ١٩١٣ء نمبر ١٢

احسان جزاء الاحسان

(ایڈیٹوریل)

اگران مختلف مناظرین پر جو رات دن اس دنیا کے تھیٹر میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ غور کریں تو ایک عام سمجھ کے انسان کو بھی مجبوراً اس صداقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ”احسان کا بدلہ لازمی احسان ہے۔ مثلاً گائے کا دودھ دینا۔ گھوڑے کا سواری کے لئے مالک کے آگے خم کرنا۔ اور اُسکے اشاروں پر چلنا۔ سرکسوں میں گینڈوں۔ چیتوں۔ شیروں۔ اور ہاتھیوں جیسے خونخوار جانوروں کا مالک کے حکم پر طرح طرح کے کرتب دکھانا۔ کتوں کا ساری ساری رات اپنے محسن کے مال کی حفاظت میں جاگنا۔ اور مالک کے اشارہ پاتے ہی خطرناک سے خطرناک دشمن پر جا پڑنا۔ پھر پرندوں کا شکار کھیلنا یہہ سب ایسے مناظر نہیں ہیں۔ جو کہ ہم میں سے کسی سے بھی چھپے ہوئے ہوں۔ یہہ سب کیوں ہے؟ اس لئے نہ کہ اُن کی فطرت مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے محسن کے احسان پرورش کے عوض میں شکرگذاری کا اظہار کریں اور احسان کا بدلہ جہاں تک ہوسکے احسان سے دیں۔ پھر یہہ حالت جاندار اشیاء تک ہی محدود نہیں بیجان اشیاء مثلاً سیاروں۔ معدنیات وغیرہ چیزوں کے حالات کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ وہ بھی اپنے آپ کو خاص مقرر کردہ قوانین کے شکنجہ میں کسی محسن کی خاطر جکڑے ہوئے ہیں۔ اور اس سے ایک آن بھی اِدھر اُدھر نہیں ہل سکتیں۔ اور لہ اسلم من السمٰوات والارض طوعاً وکرھاً کی عملی تصدیق کرتے ہیں۔ یہہ سب کیوں ہے صرف اس لئے کہ کسی محسن کے احسان نے اُن کی گردنیں جھکا رکھی ہیں۔

پس جب فطرۃً کیا حیوانات کیا دیگر کائنات اس صداقت کی شاہد ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان ہو۔ فبای اٰلاء ربکما تکذبان۔ تو پھر اسے انسان تو کس طرح اس صداقت کا انکاری ہوسکتا ہے تیرا بھی فرض ہے کہ اپنے محسن کے احکام کے آگے سر تسلیم خم رکھے۔

الغرض دنیا کے کسی شعبہ کو لے لو ایک غور کرنے والے کو ماننا پڑے گا کہ احسان کا بدلہ احسان ہونے میں ہی برکت ہے۔ اور یہہ ایک اٹل قانون ہے۔ اور ایسی صداقت ہے جس سے کوئی بشر انکار نہیں کر سکتا یہ ہی نہیں بلکہ ذرا سے غور و فکر کے بعد ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ یہہ صداقت ساری کائنات کی بقا کے لئے ایک کنجی ہے۔ ذرہ ایک لمحہ کے لئے فرض کرلو کہ سورج چاند اور ذرات عالم اس آئین فطرت سے سرتابی کرکے اپنے محسن کی احسان فراموشی کررہی ہیں پھر دیکھو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ کہ خود بھی تباہ ہوجاتے ہیں اور باقی ساری دنیا کو بھی تباہ کردیتے ہیں۔

گھوڑا۔ بیل۔ گائے وغیرہ جانور اگر سرکش ہوں اور مالک کے احسان کو نہ جانیں تو فوراً بیرحمی سے بوچڑوں کے سپرد کردئے جاتے ہیں۔ مالک کی نظر سے گرجاتے ہیں اُن کی حفاظت اور نگرانی مثل سابق نہیں ہوتی بیمار ہوں اُن کا کسی کو فکر نہیں چور لے جاوے اُن کا کسی کو غم نہیں یہاں تک کہ ماں باپ بھی اگر بیٹا ناہنجار نکلے تو رفتہ رفتہ اُس کی طرف سے لاپرواہ ہوجاتے اور عاق کردیتے ہیں۔ یہہ سب امور ثابت کرتے ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان نہ صرف ایک تقاضائے فطرۃ ہے بلکہ یہہ ایک برکت ہے جس سے دُنیا کا قیام ہے۔ پس ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے محسن کی بھی نافرمانی نہ کرے جو ایسا کرتا ہے وہ اگر فرد واحد ہے تو تباہ ہوجائیگا۔ اور اگر قوم کی قوم ہے تو کبھی کامیابی کا مونھ نہ دیکھے گا۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہمارے اس تقاضائے فطرۃ کا علم رکھتے ہوئے اپنی ایک صداقت کا اظہار فرمایا اور بتایا ہے کہ انسانوں میں سے کون سُکھی رہ سکتا ہے فرمایا ”من اسلم وجہہ للّٰہ وھو محسن فلہٗ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون“۔ جو کوئی اپنے سب قوٰے کو اپنے اللہ کے حضور فرمانبردار کردیتا ہے۔ اور محسن ہوجاتا ہے۔ اس کا محافظ خدا ہوجاتا ہے۔ پس اُس کو نہ اِس دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم خواہ ایسا کرنے والا فرد واحد ہے یا ساری قوم۔

یہ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ ہمارا خالق مالک رازق ہونے کے سبب ہمارا حقیقی محسن ہے پس جیساکہ ثابت کیا گیا ہے۔ امن اسی میں ہے کہ ہم اُس کے فرمانبردار بن جاویں۔ اُس محسن حقیقی پر تو ہم کیا احسان کرسکتے ہیں احسان اگر ہے تو وہ بھی اپنے پر ہی کہ اگر نفس کی سرکشی نے ہمیں خونخوار شیر بنادیا ہے تو اُن سب خصائل رذیلہ کو چھوڑکر اپنے نفس کو مارکے ہم اپنے اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے آپ کو لگادیں۔ تا اُس کی نظر عنایت ہم پر اور زیادہ ہو۔ اور ہم زیادہ سے زیادہ ترقیات کرسکیں اسی ضمن میں ایک ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ سے انسان تب ہی اپنا تعلق اس رنگ میں پیدا کرسکتا ہے۔ جبکہ پہلے دنیا کی ہر ایک چیز سے احسان ومروت کرنے کی روح اپنے آپ میں پیدا کرے۔ کیونکہ ہر ایک طاقت تدریجاً ہی ترقی پاسکتی ہے۔ ایک بچہ پہلے ہی دن دوڑنے نہیں لگتا۔

چنانچہ فرماتے ہیں من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ یعنے جو انسان کا ہی شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ خدا کا شکرگذار کس طرح بن سکتا ہے؟

پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کا شکرگذار بنے تا وہ اللہ کا بھی شکرگذار بندہ بن سکے اور اُن برکات اور افضال سے مستفید ہوسکے جو اُس کے لئے درگاہ آلہی سے مقدر ہیں۔

مسلمانوں کے قومی تنزل اور زوال کے جہاں اور بہت سے اسباب بھی ہوں ایک بڑا بھاری سبب یہہ ہے کہ انھوں نے اس فطرتی تقاضے کی پرواہ نہیں کی۔ اُن کے اعمال ”احسان کا بدلہ احسان“ کی صداقت کی شہادت نہیں دیتے اول درجہ کے احسان فراموش اور کافر نعمت یہہ قوم ہوگئی ہے الا ماشاء اللہ نتیجہ یہہ ہے کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہوئے۔ دنیا بھی گئی اور دین بھی۔ اپنی شامت اعمال سے ذلیل ترین قوم دنیا میں گنی جاتی ہے۔ یہودیوں کے قریب قریب حالت پہنچ چکی ہے۔ قرآن اور آلہی فرمان کو بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اللہ کو چھوڑکر یونیورسٹیوں اور سودی بنکوں سے قومی ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر افراد ملت نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ سب کے تارک ہیں۔ پھر چاہتے ہیں کہ ترقی کریں۔ اور وہ بھی شعائر اللہ کو توڑکر جوئے۔ شراب۔ سود کو عملاً حلال کرکے۔ اللہ رحم کرے۔ اتفاق اور اتحاد کی بو نہیں رہی۔ لا تفرقوا کے حکم کی بالکل پرواہ ہی نہیں۔

ویسے دعوے اتنے کہ خلفاء راشدین نے بھی نہ کئے ہوں۔ تکبر ونخوت خودپسندی وانانیت۔ اتنی ہوگئی ہے کہ ابلیس کو بھی پیچھے چھوڑ رکھا ہے۔ ”یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا“ اسی قوم کے لئے تو آیا تھا۔

پس اے برادران اسلام اگر ترقی کرنا چاہتے ہو۔ تو اپنے میں شکرگذاری کا مادہ پیدا کرو اور قرآن کریم جیسے آلہی قانون کی خلاف ورزی نہ کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ سے وہ انعامات حاصل کرسکو جو اس پر عامل ہونے کا نتیجہ ہوتے رہے ہیں۔

”ھل جزاء الاحسان الا الاحسان“ کی خلاف ورزی اور مسلمانوں کا تنزل ہم نے اوپر بتایا ہے کہ کس طرح حیوانات جو ناشکرگذار ہوتے ہیں مالک کی توجہ اور حفاظت سے محروم کئے جاتے ہیں۔ خواہ بیمار ہوں۔ خواہ جنگلی جانور اُن کو کھائیں کوئی اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی حالت آج مسلمانوں کی ہے۔ انھوں نے اسلام یعنے فرمانبرداری کو چھوڑ دیا اور اپنے محسن حقیقی کی شکرگذاری نہ کی بلکہ نفسانی شہوات کے پیچھے لگ گئے اللہ تعالےٰ جیسی محسن ہستی کو کیا چھوڑا۔ اپنے آپ کو آلہی انعامات سے محروم کرلیا اب خواہ انہیں جنگل کے خونخوار جانور ماریں اور کھائیں۔ یا غاصب اور ڈاکو اُن کے مال وعزت کو برباد کریں کوئی اُن کا محافظ دنیا میں نہیں رہا۔ یہی قوم ہے کہ آج کروڑوں کی تعداد میں ہے۔ اور دن دہاڑے اُن پر ظلم وستم کی چھریاں چلتی ہیں۔ نہ خود کچھ کرسکتے ہیں اور نہ اِن کا کوئی معاون و مددگار ہی کھڑا ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہے اس لئے کہ انھوں نے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے قانون کی خلاف ورزی کی اپنے محبوب حقیقی محسن ازلی کے احسانات کی پرواہ نہ کی۔ اُس سے اپنے آپ کو علحدہ کرلیا۔ کیا معنے خود کو اُس کی حفاظت سے محروم کرلیا۔

یہی قوم تھی کہ معدودے چند عرب تھے اور وہ بھی ان پڑھ۔ اور ایسے بے بال و پر کہ اپنے ملک سے نکال دئے گئے۔ لیکن جب اُنھوں نے اپنے محسن کو راضی کرلیا۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک اُن کے رعب اور سلطنت نے جگہ لے لی وہ ابھی شام میں ہوتے تھے۔ کہ ہندوستان کے لوگ تھرا اٹھتے تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ محسن حقیقی اور مالک کل اُن کی پشت پناہ تھا۔ وہ باپ کے لائق اور فرمانبردار بیٹے بن گئے۔ ضروری تھا کہ اُن کو اُنہی جو ایسے فرمانبردار نہ تھے برتری دیجاتی پس مسلمانو آج اگر تمہارے اس مرض کی کوئی دوا ہے تو یہی کہ اپنے آپ کو فرمانبردار اور محسن بناؤ۔ اسلام مجسم بن جاؤ۔ تا آلہی حفاظت جسکا وعدہ ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلام کے لئے ہے۔ وہ تم پر نازل ہوجاتا ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے ؛ حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے۔

آج کوئی حکمت عملی۔ کوئی روپیہ۔ کوئی تعلیم۔ کوئی تجارت تمہارے لیے اس فقر و ذلت سے نکالنے کا باعث نہیں ہوسکیگی۔ کوئی حکومت تمہاری مددگار نہ ہوگی جب تک اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ نہ کرو۔ اور آئندہ محسن حقیقی کی شکرگذاری میں نہ لگ جاؤ۔ یہہ ایک علاج ہے اور نہایت ہی آسان سہل ہے۔ تمہارے اختیار میں یہہ اُسی طرح ہے جسطرح آج سے تیرہ سو سال پہلے تھا۔ پس سب دُنیادار لیڈروں کو چھوڑ دو اور اُن کے خیالات کو خیرباد کہہ دو۔ اور قرآن کو اپنا لیڈر اور امام بناؤ۔ اور اس کی حکومت کو اپنے پر کُلی قبول کرو۔ فرمانبردار بن جاؤ۔ یہانتک کہ فرمانبرداروں میں تمہارا نام لکھا جاوے۔ اس طرح اگر تم تھوڑے ہوگے تو بہت کئے جاؤگے غریب ہوگے امیر کئے جاؤگے۔ کیونکہ پہلے بھی اس نسخہ کے استعمال سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔

مولوی ظفر علی خان صاحب اڈیٹر زمیندار کی مراجعت لاہور جیساکہ ہم ٣ اگست کی اشاعت میں مختصر اطلاع شائع کرچکے ہیں۔ اس اتوار کی صبح کو قریباً ساڑھے ۹ بجے مولوی ظفر علی صاحب بمبئی میل سے مع الخیر لاہور پہنچے سٹیشن پر اُن کے کثیر التعداد احباب نے بڑی گرمجوشی دتپاک سے ان کا استقبال کیا۔ اور سٹیشن سے باہر ایک شاندار جلوس کی شکل میں پھولوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے انھیں باغ بیرون موچیدروازہ میں لے گئے۔ آگے آگے سوار اور علمبردار تھے اُن کے پیچھے مولوی صاحب کے مخلص احباب اُنکو حلقہ میں لئے ہوئے خراماں خراماں چلے جاتے تھے۔ دور و بہ خلقت کے پرے جمے ہوئے تھے۔ ہر طرف سے سلام اور مرحبا کا شور بلند تھا۔ نوجوانوں کا جم غفیر اللہ اکبر کے نعرے لگارہا تھا۔ مولوی صاحب بخندہ پیشانی سلاموں کا جواب دیتے جاتے تھے۔ غرض اس شان سے باغ مذکور میں پہنچے۔ جہاں مسلمانان لاہور کی طرف سے خیر مقدم کا اڈریس دیا گیا جس کا انہوں نے شکریہ ادا کیا اور مختصر طور پر اپنی سیاحت کا بھی کچھ حال سنایا یہاں سے فرصت پاکر ریلوے روڈ کی طرف سے اپنے مطبع اور مکان کی طرف آئے۔ احمدیہ بلڈنگس کے پاس پہنچکر حلقہ احباب نے بڑے جوش کے ساتھ مکرمی خواجہ کمال الدین صاحب کے لئے دعائیہ نعرے مارے اور آخر گیارہ بجے کے قریب مولوی صاحب کئی ماہ کی غیر حاضری کے بعد پھر بخیر وعافیت اپنے گھر میں رونق افروز ہوئے۔ فالحمد للہ۔

ہمارے مبلغین دوسرا وفد الحمدللہ کہ منشی نور احمد صاحب اور چودہری فتح محمد صاحب بخیر وعافیت مع الخیر خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچ چکے ہیں اور جنکے حالات انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین ہوتے رہینگے۔ ہمارا دوسرا وفد اواخر جولائی میں روانہ مصر ہوگیا ہے۔ اس میں ایک تو شیخ عبدالرحمن صاحب لاہوری نومسلم ”مولوی فاضل“ ہیں اور دوسرے شاہ ولی اللہ صاحب شیخ صاحب ابھی نوجوان ہیں۔ انٹرنس پاس کرکے عربی کے شوق میں مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ اور شاہ صاحب نے ایف اے کا امتحان دیا تھا۔ مگر دونو صاحبوں کو تحصیل علوم عربیہ اور

بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام

ترجمہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو

کھلا عریضہ بعالیخدمت وزیر اعظم انگلستان یا تقاہم

(۲) اعلیحاہا: سرکار انگریزی سے مسلمانوں کے سابقہ تعلقات اور اُن کی موجودہ روش آج کل بعض لوگوں کے لئے چیستان کا کام دے رہی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ پہلے حکومت کی طرف سے مطمئن اور خوش تھے اب وہ اچانک غیر مطمئن اور ناراض ہو رہے ہیں۔ اور کہ جو قوم اپنی وفاداری اور ارادت کیشی کے لئے خاص طور پر ممتاز تھی۔ اب اُس میں ناراضگی اور عدم اطمینان کی علامات رُونما ہو رہی ہیں۔ ایسے لوگ گویا یہ خیال کر بیٹھے ہیں۔ کہ جذبات قلب کا اظہار بھی وفاداری اور اطاعت شعاری کی شان کے منافی ہے۔ یہاں پر لنڈن میں) ٹائمز نے آنریبل میاں محمد شفیع کی تقریر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس لکھنو پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے یہ لکھ کر اپنی کمال عدم واقفیت کا ثبوت دیا ہے "کہ ہم باوجود سعی وکوشش کے اُن زبردست وجوہات کا پتہ نہیں لگا سکتے۔ جو مسلمانوں کو اپنی سابقہ پالیسی کے تبدیل کرنے کی محرک ہوئی ہیں" بے شک ہم نے اپنی قومی اغراض ومقاصد کی حفاظت کے لئے نہ تو انگلستان کے کسی اخبار سے مشورہ لیا ہے۔ نہ ٹائمز سے کسی مہربانی کی درخواست کی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ لیگ کے میر مجلس کو ٹائمز کی اطلاع کے لئے ایسے واقعات پر روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ جو آج کل زبان زد خلایق ہو رہے ہیں۔

عالی جناب! ہمارا ماضی وحال کسی خاص پالیسی پر قایم نہیں۔ بلکہ ہمارے ہاں تو لفظ 'پالیسی' کا وجود ہی نہیں۔ ایک سچا مسلمان اُس پالیسی سے جس کے معنی شاید نفاق۔ مصلحت۔ دفع الوقتی اور خفیہ کارروائی کے ہیں۔ بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ ہم مذہب پرست لوگ ہیں۔ ہمارے افعال واعمال ہمارے معتقدات پر مبنی ہوتے ہیں۔ مسلمان ہر ایک امر میں سنت نبویؐ پر عامل ہونا ثواب۔ اور سنت سے انحراف کرنا عذاب تصور کرتا ہے۔ مسلمان سمجھتا ہے کہ سنت نبوی کے ترک کرنے کی بجائے موت بہتر ہے۔ غرض ہمارے ماضی وحال کا دستور العمل کسی خاص پالیسی وغیرہ پر مبنی نہیں۔ بلکہ ہم ہر امر میں اپنے آقا و مولا دنیا کے کامل شارع (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تعلیم کو اپنی رہنمائی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حضور والا! مذہب اسلام چند اعتقادی امور یا اصولوں کا مجموعہ نہیں اور نہ ہی چند ایک رسومات کی پابندی کا نام اسلام ہے۔ بلکہ اسلام تو انسانی زندگی کے لئے ایک کامل مجموعہ قوانین ہے۔ جو ہمارے مذہب کے مقدس بانی نے اپنے پیچھے ہماری ہدایت کے لئے چھوڑا ہے۔ جہاں شارع اسلام نے ہم کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ تم اپنے حاکم کی اطاعت کیا کرو اور اُن کے احکام کی کامل اطاعت بجا لاؤ۔ وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمہارے حکمرانوں میں کوئی عیب یا نقص ہو۔ تو اُس کی اصلاح کی طرف توجہ دلاؤ اور اپنی شکایات رفع کراؤ۔

لہٰذا ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم آپ کے آئین جہانداری کا مطالعہ کریں اور اگر ہندوستان کے نصاب تعلیم سے تاریخ انگلستان کو خارج کر دیا جائے تو ہم کو اس کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ ہماری تمام جسمانی و رُوحانی آرزوئیں ہمارے تمام جذبات وتحریکوں کا ماخذ ومحرک قرآن اور رسول اللہؐ کی احادیث ہیں۔ اگر ہم آج تک سلطنت انگلشیہ کی وفادار رعایا رہے اور اب ہیں تو اس کا باعث ہمارے مقدس نبی کی تعلیم ہے اور اگر ہم وزیر خارجہ کی غیر موزون حکمت عملی پر نکتہ چینی کرتے اور اُن کی غلطیوں کی طرف آپکی توجہ کو منعطف کراتے۔ یا طرابلس۔ ٹرکی اور ایران کے ناگوار واقعات پر سخت اظہار ناراضگی ظاہر کرتے اور یہ بتلاتے ہیں کہ ان واقعات سے ہماری اغراض اور ہمارے اقتدار کو صدمہ پہنچا ہے تو غریب پرور! ہم اپنا فرض مذہبی ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارے سیّد و ولی نے جہاں ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ "اگر تمہارا حاکم حبشی سر والا حبشی بھی ہو۔ تو بھی تم اُس کی بات توجہ سے سُنو اور اُس کی اطاعت کرو" وہاں حضور علیہ السلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے "اپنے حاکم کو اُس کی غلط کاریوں پر تنبیہ کرنا جہاد اکبر ہے" پس ہمارے ماضی وحال کی روش کی ذمہ وار ہمارے مذہب کی تعلیم ہے۔

دنیا کی کسی قوم نے اپنے ہادی کی ہدایات کا اس قدر پاس نہیں کیا۔ جس قدر مسلمانوں نے اپنے مولا ومطاع (صلعم) کے احکام کا لحاظ رکھا ہے میرے اس دعوے کی شہادت کے لئے گذشتہ بے چینی کے ایام میں جو کچھ ہمارا طرزِ عمل رہا ہے وہ کافی ہے۔ کیا حضور نے کبھی اس بات کے معلوم کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے؟ کہ ہم ہندوستان کی انقلاب آمیز تحریکات سے کیونکر علیحدہ رہے ہیں؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ گذشتہ چند سال میں بمشکل ہی کوئی حصّہ ہندوستان کا سیاسی شورش یا انقلابی سازش سے خالی رہا ہوگا؟ اور پھر حضور سے یہ بھی پوشیدہ نہیں۔ کہ ہند کے وسیع براعظم میں ہر جگہ مسلمان آباد ہیں۔ مشرقی بنگال میں خصوصیت سے مسلمانوں کا عنصر زیادہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس صوبہ کے بعض اضلاع سیاسی شورشوں کا مرکز رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کوئی مسلمان کبھی ان تحریکوں اور شورشوں میں آلودہ نہیں ہوا؟

یہ امر خصوصیت سے قابل توجہ ہے۔ کہ ملک میں ہر جگہ سازشوں شورشوں سیاسی ڈاکہ زنیوں۔ چوریوں اور دیگر جرائم کا زور شور رہا اور آبادی کا مسلم عنصر ہر مقام پر ان قابل نفرت افعال سے محترز اور علیحدہ رہا۔ اس کا باعث گورنمنٹ کی کوئی خاص نوازش وعنایت نہ تھی اور نہ یقینًا کسی مسلمان لیڈر کا ہی اثر اس طرزِ عمل کا محرک تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی آبادی سات کروڑ ہے۔ جن میں سے ساڑھے چھ کروڑ کے قریب اپنے لیڈروں کا نام تک نہیں جانتے۔ میرا اس جملہ سے یہ مطلب نہیں۔ کہ میں اپنے لیڈروں کی وقعت گھٹانا چاہتا ہوں بلکہ میں تو حضور کے گوش گذار یہ امر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حکومت کے ساتھ وفاداری کا تعلق رکھنے کے لئے ہم کو کسی بیرونی اثر یا حکومت کی ضرورت نہیں۔ جناب والا! یہ تو اسلام اور شارع اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم ہی ہے۔ جو غیر ملکی حکمرانوں کی بھی اطاعت کا سبق سکھاتی ہے۔ حضرت نبی کریمؐ نے خود اپنی رسالت کا ابتدائی زمانہ قبایل عرب کی حکومت کے غیر مکمل قوانین کے ماتحت بسر کیا اور باوجود تکالیف اور صعوبتوں کے اس حکومت کے آئین کی نہ کبھی خود خلاف ورزی کی۔ نہ آپ کے پیرؤں میں سے کوئی کسی قانون شکنی کا مرتکب ہوا۔ مسلمانوں نے ناقابل برداشت مصائب جھیلے اور قریش کی جفاکاریوں کو برداشت کیا۔ لیکن کبھی یہ مذموم خیال اُن کے پاس تک نہ پھٹکا۔ کہ حکومت وقت کے خلاف خفیہ سازش کریں۔ جب حضرت نبی کریمؐ نے دیکھا کہ اب مکہ والوں کے مظالم حد سے زیادہ تجاوز کر گئے ہیں اور آپ کے صحابہؓ کا اس شہر میں امن و امان سے زندگی بسر کرنا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ تو آپ نے مظالم کی بیخکنی کے لئے کسی خفیہ سازش وغیرہ کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وطن مالوف کو ترک کر کے نزدیک کے ایک عیسائی بادشاہ کی حکومت میں ہجرت کر جائیں اور ایک مسیحی بادشاہ کی رعایا ہو کر اوقات بسر کریں۔ اس کے بعد قیام مدینہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اعلےٰ درجہ کی جمہوری حکومت بھی قایم کی۔ اور اس طرح اپنے طرزِ عمل سے اور کامل نمونہ سے ہم کو دکھا دیا۔ کہ مسلمان ہر قسم کی حکومت کے ماتحت امن پسندی سے گذران کر سکتے ہیں۔ لہٰذا نہ تو غیر مسلم حکومت ہمارے لئے موجب خطرہ ہے اور نہ ہمارا منتہائے خواہش کوئی سوراج ہے ہم خفیہ سازشوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور بغاوتوں پر حقارت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ہم کسی کے زرخرید غلام یا کمین نہیں ہماری نگہ میں حکومت اُس آئین کا نام ہے۔ جو حاکم ومحکوم کے باہمی حقوق اور باہمی اغراض ومقاصد کی حفاظت پر مبنی ہے۔ ہمارا کام ہے کہ ہم ٹیکس ادا کئے جائیں اور سرکار کے احکام کی تعمیل کریں اور سرکار کا فرض ہے کہ ہمارے جان ومال کی حفاظت کرے اور ہماری عام بہبودی و اغراض کا خیال رکھے ہم ہر طرح سے اس امر کے مجاز ہیں کہ اپنے محسوسات کے طرف توجہ ہوتی ہوئی دیکھیں اور ہم کو حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنے اغراض کی طرف سے لاپرواہی کا برتاؤ دیکھ کر صدائے احتجاج بلند کریں ہم آپ سے وہی کچھ چاہتے ہیں۔ جسکا مطالبہ دوسرا طبقہ رعایا اس ملک (انگلستان) میں گورنمنٹ سے کر رہا ہے کیا بلاد یورپ کی عیسائی رعایا نے اکثر اوقات اپنی حکومتوں کو عیسائی مفاد کی حفاظت کے لئے اجنبی حکومتوں سے برسر پرخاش ہونے پر مجبور نہیں کیا؟ کیا غیر ملک کے مسیحی لوگوں کی حمایت یا حفاظت کے لئے بحری مظاہرے یا تجاویز نہیں کی گئیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں؟ کہ انگلستان کا خزانہ ایسی ایسی جگہوں پر خرچ ہوا ہے۔ جن کا ملکی معاملات سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا

مراسلات

متعصبانہ غلط بیانی

دنیا کی حرص وآز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
پر اُن کو اس سخن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

قربان اور صدقے جائیے اُس حکیم خدا کے جس نے ہمیں ہر ایک قسم کے مذہبی ... سے بچانے کے لئے قرآن کریم جیسا پاک نور عطا کیا اور اس سے ہماری روحانی آنکھوں کو ہر طرح کے نیک وبد سے تمیز کرنے کی طاقت بخشی۔ لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمانوں نے اس الٰہی شمع کو پس پشت ڈال دیا یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا کی صدائیں ان کے اعمال سے آ رہی ہیں۔ اور محمد عربی کے نام لیوؤں میں آج ایسے ایسے انسان بھی بدقسمتی سے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو اسلام کے لئے باعث ننگ وعار ہیں انہی میں سے ایک گروہ مسلمانوں کا ہمیں ایسا نظر آتا ہے جس کا نقشہ قرآن کریم نے ذیل کی آیات میں کھینچکر ہم کو متنبہ کیا ہے کہ ہم اس قسم کا بننے سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں۔ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کہ انسانوں میں بعض ایسے بھی ہو جاتے ہیں لھم اٰذان لا یسمعون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا لھم قلوب لا یفقھون بھا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل۔ کہ زر کی محبت میں بعض لوگ ایسے مستغرق ہو جاتے ہیں کہ انکو دنیا ومافیہا کی کچھ ہوش نہیں رہتی۔ حالت بالکل مخبوط الحواس کی سی ہو جاتی ہے۔ کان رکھتے ہیں لیکن ایسے فنا فی الدنیا ہیں کہ صداقت کی کوئی آواز سن ہی نہیں سکتے۔ آنکھیں موجود ہیں لیکن حق کو نہیں دیکھ سکتیں۔ دل موجود ہیں تاکہ اگر یہ دونوں یعنی کان اور آنکھ غلطی کھا گئیں۔ تو درست فیصلہ صادر فرما کر اُن کو صراط مستقیم پر لائیں لیکن اُن میں قوت فیصلہ ہی نہیں غور وفکر کا مادہ ہی نہیں رہا۔ یہ لوگ در حقیقت دیکھنے میں تو انسان معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ درحقیقت حیوانوں میں اور ان میں کچھ فرق نہیں بلکہ وہ تو حیوانوں سے بھی بدتر مخلوق ہو چکے ہیں۔

آج جو اسباب کسی واقعہ کی اصلیت کو معلوم کرنے کے اللہ تعالےٰ نے دنیا کو مہیا کئے ہیں تاریخ شاہد ہے۔ کہ ایسے پہلے کبھی نہیں ہوئے اس پر بھی ہمارے بعض دوست ہیں۔ جو کہ رات دن ہمارے ساتھ ملتے جلتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ دیدہ دانستہ اصل واقعات کو چھپا کر پبلک کو دھوکہ دیتے ہیں رات دن کوشاں نظر آتے ہیں۔ غرض صرف اتنی ہے کہ اُن کی نمبرداری بنی رہے۔ یہ مرض خاص کر اخبار نویسوں میں یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ اگر اس کا نام نیوزو فوبیا (جنون اخبارات) رکھ لیا جاوے۔ تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ ہمارے بہت سے ہمعصروں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوائے مہدویت کے آغاز سے آج تک طرح طرح کی غلط بیانیاں کرکے لوگوں کو دھوکے میں رکھنا شیوہ بنا رہا ہے۔ انہوں نے کبھی کہا حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نئی شریعت لانے کے مدعی ہیں۔ حالانکہ انھوں نے کبھی ایسا دعوےٰ نہیں کیا اور وہ اپنا ایمان یہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جو ایک شوشہ بھی قرآن کریم میں سے کم یا زیادہ کرتا ہے وہ کافر ہے اور فرماتے ہیں ؎

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
اگر لُوے عماں ہے دگر لعل بدخشاں ہے

کبھی یہ لکھ مارا کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ممدوح فرماتے ہیں ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پھر فرماتے ہیں :۔ ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است

پھر الزام لگایا کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن وہ فرماتے ہیں کہ میں تو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔ تم خود مجھ کو کافر کہتے ہو۔ لیکن چونکہ میں مومن ہوں۔ اس لئے بموجب حدیث نبویؐ یہ کفر کا فتویٰ تم آپ پر خود وارد کر لیتے ہو۔ میں مجھ کو کافر کہہ کر تم کافر بن جاتے ہو۔ وہ فرماتے ہیں ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

بیدا [illegible] مخالف سم گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

غرض [illegible] لوگوں نے دیدہ و دانستہ بانی و ممبران سلسلہ احمدیہ پر اتہام لگائے۔ لیکن انہوں نے صبر سے ہی کام لیا۔ اور دُعا سے اُن کا جواب دیا اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار !
کآخر کنند دعوے حُبِّ پیمبرم

درگذر اور معافی کو کام لاکر اُن کے ہر ایک کام میں حصہ لیا۔ اور ہر ایک نیک تحریک میں مدد کی لیکن باوجود اس کے بھی یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور روز جزا سے بالکل بے خوف ہو گئے ہیں۔ جب لکھتے ہیں کچھ نہ کچھ جھوٹ ہی لکھ مارتے ہیں۔ تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو بھڑکا کر مسلمانوں میں تفرقہ کو قائم رکھیں۔ اور ان کا حلوہ مانڈا بنا رہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کے حکم کی ان کے دل میں کوئی وقعت نہیں۔ ایک کارکن جماعت کی خدمات سے مسلمانوں کو محروم رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی لیڈری میں فرق نہ آئے۔ لیکن یاد رکھو اے قوم کے ابولہبو تبت یدا ابی لھبٍ وتب ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسبٗ کی پاک آیت آج بھی ویسی ہی سچی ہے۔ جیسی نبی کریم صلعم کے عہد مبارک میں تھی۔ باز آجاؤ۔ گردوپیش کی مثالوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کا پیشہ اب چھوڑ دو۔ علیحدہ بازی شیطانی کام ہے۔ مومن کو "تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" کی تعلیم دی گئی ہے۔ جو لکھو حق لکھو جو بولو حق بولو۔ اور اگر کسی بھائی سے غلطی ہو گئی ہے تو صبر اختیار کرو اگر ایسا نہ کروگے زمانہ گذر جائیگا۔ والعصر ان الانسان لفی خسرٍ تم گھاٹے میں رہوگے۔ ڈرو کہیں خدا کے مامور کی ملی لعنت میں تمہارے قلم اور ہاتھ مندرجہ بالا وعید کا شکار نہ ہو جائیں اور یہ مال جو اس طرح کماتے ہو۔ سارے کا سارا اکارت نہ جائے۔

حال ہی میں اسی قسم کی غلط بیانی ہمارے اخبار پیغام صلح کی نسبت پیسہ اخبار نے کی ہے۔ کہ اس نے مسجد کانپور کے متعلق جمہور اسلام کے خلاف لکھا ہے۔ ہم ایڈیٹر اخبار کو اگر اس کا ایمان خدا پر ہے۔ قسم دے کر چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ہم کو پیغام صلح میں سے ایسا کوئی آرٹیکل نکال کر دکھاوے ہمارا ایمان ہے کہ ملک میں بغاوت کرنا یا بغاوت کے خیال کو پھیلانا قرآن کریم کے احکام "تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی" کے بالکل خلاف ہے۔ اور اس میں ہر وقت ہم جمہور اسلام کے خلاف کرنے کو تیار ہیں ہم خدا کے پرستار ہیں نہ کہ جمہور کے۔ ہاں ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ ہندوستان کے مسلمان نہ اس وقت تک باغی ہیں اور نہ بغاوت پھیلانے کا خیال کیا وہم و گمان بھی لاسکتے ہیں۔ علاوہ بریں گورنمنٹ برطانیہ کے انصاف نے مخلوق کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اس لئے جہاں ناانصافی ہو۔ ہر فرد رعایا کو بار بار اس کا دروازہ انصاف کھٹکھٹانے کی عادت ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ افسران بالا کے کان تک آواز پہنچ جاوے۔ یہ مسجد کے لئے شور اسی قسم کا ہے اور ہمیں امید ہے کہ افسران بالا اس میں ضرور کچھ نوٹس لیں گے۔

پیسہ اخبار نے جو ہمارے اخبار کی نسبت الزام لگایا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اخبار الفضل کی نسبت بھی نہایت غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے اصل واقعہ یوں ہے کہ ایڈیٹر صاحب الفضل کو اطلاع ملی تھی۔ کہ صرف غسلخانہ یا پاخانہ مسجد کا گرایا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح سے فتویٰ پوچھا۔ آپ نے جو حق تھا فرما دیا کہ غسل خانہ یا پاخانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسجد میں موجود نہ تھا۔ اس لئے مسجد کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے اتنا شور مناسب نہیں ہے۔ اس کی بنا پر ایڈیٹر صاحب الفضل نے مسلمان بھائیوں کی ہمدردی مدنظر رکھتے ہوئے اُن کو ایک نیک مشورہ دیا تھا۔ نہ یہ کہ خلاف جمہور مسلمانان رائے زنی کی تھی۔ چنانچہ جب آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کا علم اس معاملہ میں زیادہ تر شنید کی بنا پر ہے اور ہو سکتا ہے کہ غلط ہو۔ آپ نے فوراً دوسرے ہی پرچہ میں تحریر فرما دیا۔ کہ وہ تحقیقات کر رہے ہیں کہ آیا مسجد کا بھی کوئی حصہ گرایا گیا تھا یا نہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں تک مسجد گرائے جانے کا معاملہ ہے وہ بھی جمہور کے ساتھ ہیں اور خلاف نہیں۔ ہاں ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن کے احکام اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اگر جمہور اسلام کرے تو ہم سب سے اول اس [illegible]

کرنے والے ہیں اور ہم نہیں خیال کرتے۔ کہ کوئی بھی درد دل رکھنے والا مسلمان ہمیں اس پر متہم کر سکے۔ ہم بفضلہ قوم پرست نہیں ہیں۔ بلکہ خدا پرست ہیں۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہیں۔

بالآخر ہم معاصر مذکور کو نصیحت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرے۔ پیسہ کے لئے حق کو نہ چھپاوے۔ اور ایسی تحریریں جن سے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں تفرقہ پڑنے کا ڈر ہو۔ اُن سے باز رہے۔ آگے ہی مسلمان تفرقہ کے مارے ہوئے ہیں۔ آج زمانہ اس قسم کی شرارتوں سے بیزار ہو رہا ہے جو نہ باز آئیں گے۔ وہ خدائی دستِ قدرت کے منتظر رہیں۔ جزا اسی طرح جس طرح ظالم بلقانیوں کو سزا ملی ہے۔ اب ہر نافرمان کے سر پر کھڑا ہے۔ ہمارا کام ہے۔ نصیحت کرنا۔ اور آپس میں محبت اور صلح کے پیغام کو پہنچانا۔ جو مانے گا انشاء اللہ ضرور بھلا ہوگا۔ ہم ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ نے تو اس سلسلہ کے خلاف بہتیری کوشش کی۔ لیکن سلسلہ احمدیہ کا بار ور درخت پھلا اور پھولا۔ اور اس کی شاخیں اب ہر سمت میں پھیل کر اشاعت اسلام کے پھلوں سے اسلام کو مالا مال کر رہی ہیں۔ اس کے عناد سے باز آویں۔ ؏

از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

کے الہامی مصرعہ کو مدنظر رکھیں۔ اور خدا سے اجر پاویں (سعید)

بقیہ ایڈیٹوریل

ٹریبیون کی سقیم رائے | کنگ ایڈورڈ میموریل ہوسٹل جو لاہور میں طیار ہو رہا ہے اُس کی عمارت کے نیچے دو مسجدیں اور ایک مقبرہ آتے تھے۔ جن کے گرائے جانے کا اندیشہ تھا۔ اس کے لئے ایک ڈیپوٹیشن مسلمانان لاہور کا عالی جناب ٹالنٹن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صاحب ممدوح نے از راہِ شفقت حاکمانہ رعایا نوازی و مصلحت اندیشی کو کام فرما کر عمارت زیر تیاری کی اصل جگہ کو صرف اس خیال سے کہ مسلمانوں کی دل آزاری نہ ہو بدل دیا۔ چنانچہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر بھی اس موقعہ کا ملاحظہ فرما گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب ٹریبیون نے اس تبدیلی کو پسند نہیں کیا اور ایک لمبا چوڑا نوٹ اپنی ایک پچھلی اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ کالج اسی موقعہ پر بنے۔ جہاں پہلے تجویز تھی۔ اس کا منشاء بجز اس کے اور کیا سمجھا جائے کہ مسلمانوں کی دل آزاری ہو۔ اور گورنمنٹ کے مصالح کو نقصان پہنچے ہم اپنے معزز معاصر کی خدمت میں دوستانہ التماس کرتے ہیں۔ کہ اپنی اس چال کو چھوڑ دے اور خدا کے لئے ملک کی دو قوموں میں اتفاق کے لئے کوشش کرے اور ایسی نیک دل سلطنت کی بہبودی اور استحکام و قیام کی تجاویز سوچا کرے۔ رعیت کو خوش رکھنا سلطنت کا ایک ضروری فرض ہے اور مسلمانان ہند ایک بڑا بھاری وفادار حصہ سلطنت برطانیہ کا ہے۔ اس لئے ہر ایسے امر میں جس سے رعیت میں بے چینی پھیل سکتی ہو۔ خیر خواہان سلطنت کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو نیک مشورہ دیں

"رعیت چو بیخ است و سلطان درخت"

کے محکم اصول کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔

سابقون بالخیرات | مبارک ہیں وہ غیرت مندانِ اسلام جو اس نازک وقت میں جبکہ دنیا اعلائے کلمۃ اللہ کی از بس محتاج ہے تبلیغ و اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت کو سمجھتے اور اس کار خیر کی اعانت میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ آئندہ ایسے اصحاب کا ذکر خیر "سابقون بالخیرات" کے عنوان سے ان کالموں میں درج کرتے رہیں گے اور آج ایک کرمنامہ کے اقتباس سے اس کی ابتدا کرتے ہیں۔ منشی محمد امین صاحب وٹرنری اسسٹنٹ ضلع میانوالی فرماتے ہیں: "میں نے خواجہ کمال الدین صاحب کا مضمون اپنے غیور دوست سید محمد انور صاحب ہیڈ ماسٹر کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے نہایت فراخ حوصلگی سے وعدہ فرمایا کہ میں انشاء اللہ ماہ جولائی سے ۴ روپیہ ماہوار بطور امداد دیتا رہونگا میری یہ چند سطور درج اخبار فرمائیں۔ تاکہ دوسروں کو بھی اس نیک کام میں امداد کی ترغیب ہو اور ثواب دنیا و ثواب عقبیٰ کی سعادت حاصل کرنیکا موقعہ ملے" جزاھا اللہ فی الدارین خیرا۔

بولتے ہوئے خطوط | مغربی دنیا کی حیرت ناک ایجادات میں ایک نہایت عجیب اور مفید و جدید اضافہ حال ہی میں ہوا ہے اب تک آمد و پیام میں اس بات کی محتاجی تھی کہ پڑھنے یا کسی سے پڑھوا کر سننے پر مکتوب الیہ کو چٹھی کا مطلب حل ہوتا تھا۔ لیکن اب اہل پیرس نے جن کا قدم یورپین تہذیب و تمدن کے میدان میں اکثر دیگر معصر اقوام سے کہیں آگے بڑھا ہوا ہے۔ یہ نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ کہ مضمون خط ایک خاص قسم کے کپڑے پر بطور ریکارڈ کے ثبت کر کے لفافہ میں بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔ اور اُدھر اُسے فونوگراف پر لگا کر ہو بہو فرستندہ کے لب و لہجہ میں سن لیا گیا۔ وہ ظرف سامان ضروری اور بہت سے مروج رسالوں پر جو ریکارڈ کا کام دیتے ہیں۔ دس سے بارہ پونڈ تک خرچ آتا ہے۔ یہ نت نئی اختراعات ترقی علوم و فنون کا ثمرہ ہیں۔ جن سے اہل مغرب مستفید ہو رہے ہیں کہ ہم ہیں کہ نادرات تو درکنار معمولی تمدنی ضروریات میں بھی یورپ ہی کے دست نگر ہیں۔ ہاں یہ قابلیت تو ہمارے بھائیوں میں بہت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ یورپ والوں کی وہ باتیں بہت جلدی اختیار کر لیتے ہیں جو نہ یہاں کے ملکی و قومی حالات کے مناسب حال ہیں نہ ساری سوسائٹی ان کے بارگراں کی متحمل ہو سکتی ہے۔ حالانکہ دیگر اقوام کی تقلید ہونی اُن امور میں چاہئے۔ جن سے دوسرے ارباب وطن بھی متمتع ہو سکیں۔ اور جن کا رواج عام ملک کی مذہبی۔ اخلاقی اور مالی حالت پر کسی قسم کا نہ بوں اثر ڈالنے والا نہ ہو۔

افراط و تفریط | نے ہمیشہ دنیا کو خراب کیا ہے اور مسلمانوں کو تو اس نے بہت ہی نقصان پہنچایا ہے۔ ان کے خواب غفلت کا رونا ہے تو وہ تاسف خیز اور تقلید یورپ میں آثار بیداری ہیں تو وہ عبرت انگیز۔ کاش کہ وہ اب بھی ہوش میں آئیں۔ اور اعتدال کی راہ اختیار کریں۔ کہ وہی صراط مستقیم ہے۔ ایک دوست لکھتے ہیں۔ کہ مسلمانان ہند میں پہلے پیر پرستی کا زور تھا۔ پھر قوم پرستی کا زمانہ آیا۔ خدا پرستی تب بھی عنقا صفت رہی۔ قوم پرستی کے دور کی ابتداء میں کہتے تھے کہ قوم پر حالت جمود طاری ہے۔ احساس کا مادہ باقی نہیں رہا۔ مگر شاید استعمال محرکات کی کثرت ہوئی۔ جمود مرض جمود مفقود ہوا۔ تو ذکاوتِ حس کا روگ لگ گیا۔ اپنے نفوس کی اصلاح و حفاظت تو کرتے نہیں حفاظت کعبہ کی فکریں کرتے ہیں۔ کیا ربّ کعبہ کے حی و قیوم ہونیکا یقین نہیں رہا۔ یا سورۂ الم ترکیف کو بھی بھول گئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس قوم کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین!

مع الخیر واپسی | خان صاحب ذو الفقار علی خاں صاحب احمدی افسر محکمہ آبکاری ریاست رامپور کے کثیر التعداد احباب کو یہ سن کر خوشی ہوگی۔ کہ آپ جو حسب الارشاد ہز ہائینس نواب صاحب ریاست موصوف کربلائے معلیٰ نجف اشرف وغیرہ اماکن مقدسہ کے سفر پر گئے ہوئے تھے تاکہ رئیس ممدوح کے لئے جو اُدھر کا عزم سفر رکھتے ہیں۔ راستہ کے ضروری حالات وغیرہ معلوم کر آئیں۔ اس طویل سفر سے واپس آ کر اتوار کے دن بتاریخ ۳ راگست رونق افروز لاہور ہوئے۔ اور احمدیہ بلڈنگس میں حضرت شاہ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ سلمہ اللہ کے مکان پر فروکش رہے۔ مقامی احمدی احباب سے پُرتپاک ملاقاتیں ہوئیں۔ جن سے غلامانِ حضرت مسیح موعود کا باہمی اخلاص خاص عیاں ہوتا تھا۔ اللّٰھم زد فزد۔

بقیہ برقی خبریں

سنسنی خیز خبریں (لنڈن ۲ راگست) جاپانیوں کے باغیان چین کو امداد دینے سے متعلق روزمرہ سنسنی خیز اطلاعات موصول ہو رہی ہیں انہی میں یہ افواہ بھی سُنی جاتی ہے۔ کہ بہت سے جاپانی جوان اُن باغیوں کی جمعیت میں بھرتی ہو گئے ہیں۔

پیکن (۲۔ اگست) یوان شیکائی کی حالت میں کوئی علامات کمزوری ظاہر نہیں ہیں۔ اس نے حال میں ایک اعلان بدیں مفہوم جاری کیا ہے کہ باغیوں کو مدد دینے والوں میں سے اکثر و بیشتر کومنگ ٹنگ "پارٹی" سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی لئے ان کا نام اس کی ممبری سے کاٹ دیا جائیگا۔ اس نے اسبات پر بھی زور دیا ہے کہ پارٹی مذکور ان باغیوں کے بارہ میں اپنا صاف صاف بیان دے۔ اگر اس کا جواب قابل اطمینان نہ ہوا۔ تو سختی سے قانونی کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔

۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اخبار پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو! اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کیلئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یک جہتی قائم کرنا۔
(۴) عقائد اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا
(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا
(۷) سیاسی۔ تمدنی۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ سے ششماہی ہے۔ طلباء سے للعہ اور عہ (۳) نمونہ کا پرچہ مفت
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے
(۷) مضامین بنام اڈیٹر آنے چاہئیں
دیگر خط و کتابت مینیجر کے نام بپتہ احمدیہ بلڈنگس لنڈا بازار لاہور صاف و خوشخط لکھیں

اڈیٹر
خواجہ کمال الدین۔ بی۔ اے۔ (آنریری)
ماسٹر احمد حسین فریدآبادی

جلد ۱ | لاہور پنجشنبہ مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۴

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

صلح کی سلسلہ جنبانی ۔ (بخارسٹ ۴ اگست) صلح کے متعلق گفتگو کا سلسلہ انتہائی نقطہ تک پہنچ چکا ہے۔ جانبین کو کچھ نہ کچھ مراعات دینی پڑینگی جن کے واسطے رومانیا اور دول عظام کوشش کر رہی ہیں یہہ سمجھا جاتا ہے کہ رومانیا جو ریاستہائے بلقان کے درمیان صلح کرانیوالی پارٹیوں میں سے ایک ہے وہ برابر سرویا اور یونان کی رفاقت کریگا گو اس کو ان کے مطالبات کی تعدیل میں بھی اپنا رسوخ و اثر کام میں لانا پڑے

بلغاری اور رومانی وکلاء کا اتفاق بلغاری اور رومانی وکلاء صلح بلغاریہ اور رومانیا کی درمیانی سرحد اور نیز دیگر رومانی مطالبات سے متعلق باہم متفق الرائے ہو گئے ہیں۔ بلغاریہ اقرار کرتا ہے کہ مقامات رتسچک اور شوملہ کی قلعہ بندیاں کو مسمار کرا دیگا۔

عارضی صلح کی میعاد میں توسیع بلغاریہ۔ یونان اور سرویہ کے وکلاء مصالحت کے مابین اپنی اپنی ملکی سرحدوں کے بارہ میں ابھی تک اتفاق رائے نہیں ہوا۔ اسواسطے رومانیہ کل یہہ تجویز پیش کریگا کہ عارضی طور پر جنگ بند رکھنے کی میعاد میں تین روز کا اضافہ کیا جائے (بعد کی خبر) کانفرنس نے آج میعاد مذکور میں تین دن بڑھا دئے اور کل تک کے لئے جلسہ برخاست کیا گیا۔

مقدونیہ والوں کی اپیل حصول خودمختاری کیلئے (صوفیا ۴ اگست) اہل مقدونیہ مقیم بلغاریہ کے ڈیپوٹیشن نے دول یورپ سے استدعا کی ہے کہ مقدونیہ کو خودمختاری ملنی چاہئے۔ کیونکہ مقدونیہ والوں کو یونان سرویا میں سے کسی کے زیر حکومت رہنا منظور نہیں۔

بلغاریہ کی تجاویز مضحکہ خیز ہیں (دنیا ۴ اگست) بلغاریہ کی تجاویز کے بارہ میں خیال کیا جاتا ہے کہ جیسی اتحادیان بلقان کی شرائط ضرورت سے زیادہ سخت اور حد اعتدال سے متجاوز ہیں ویسی ہی اُن کے جواب میں یہہ بلغاریہ کی تجاویز بھی قابل مضحکہ ہیں لیکن یونانی اور سروی تجاویز میں جو ترمیم و تبدیلی ہونے کی توقع ہے اُن سے امید ہے کہ دیگر طاقتوں کی مداخلت کے بغیر ہی خاطرخواہ فیصلہ ہو جائیگا۔

یونانی فوج کا داؤ ۔ (لندن۔ ۵ اگست) صوفیا کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی سپاہ جو وادی ستروما میں تھی وہ عارضی طور پر لڑائی کی موقوفی سے فائدہ اٹھا کر دوروز سے برابر پیچھے کو ہٹ رہی ہے تاکہ ایک نازک موقعہ سے بچکر نکل سکے جہاں اس کے قلب کو اندیشہ تھا کہ جنگی کارروائی جاری رہنے کی صورت میں ستروما کے درہ میں نہ گھر جائے

ترک اور ادریانوپل (لندن۔ ۵ اگست) کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ سے اس مفہوم کا ایما ہو چکا ہے کہ دول یورپ کی مخالفت کے باوجود ادریانوپل پر قبضہ نہیں رکھا جائیگا۔ اس قبضہ سے محض اس کی کوشش مقصود ہے کہ عثمانی رسوخ و اثر کو بحال کیا جائے اور یورپ سے مالی مراعات حاصل کی جائیں۔ جب یہہ مطالب حاصل ہو جائینگے۔ تو ترک۔ اینوز میڈیا لائن سے پیچھے ہٹ جائینگے۔

تصفیہ میں توقف ۔ (بخارسٹ۔ ۵ اگست) یہ تو یقینی ہے کہ چھوٹی چھوٹی مراعات کا اعلان ہو چکا ہے لیکن متعاقدین تا ہنوز سب اپنے اپنے بڑے مطالبات پر ابھی تک اڑے ہوئے ہیں۔ جمعرات سے پہلے کوئی تصفیہ ہو سکنے کی توقع نہیں پڑتی۔ مگر تمام وکلاء نے اپنا اپنی

چین میں خانہ جنگی

گولہ باری ۔ (شنگھائی ۔ ۴ اگست) جیسی گولہ باری پہلے ہو چکی ہے۔ ایسی ہی مختصر سی گولہ باری قلعجات ووسنگ کے ساتھ اب پھر ہوئی جس کا ماحاظ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبول اطاعت کے سلسلہ جنبانی کو اس منظاہرہ سے مزید تحریک ہو۔ شمالی امیرالبحر ایک بڑی بھاری صفایا کرنے والی نقل و حرکت میں مصروف ہیں اس غرض سے کہ تمام باغیوں کے جنبھوں کو گھیر گھار کر ووسنگ میں وتعطیل دیں باغی دریائے ہوئی پر سے پوکاؤ کی طرف واپس جا رہے ہیں خبر لگی ہے کہ ایک بڑا پل جو دریائے ہوئی پر بنا ہوا ہے۔ اس کے اڑائے جانیکے سامان ہو چکے تھے۔ برٹش انجنیروں کی حکمت عملی سے بچا لیا گیا

باغیوں کی کمک ۔ (ہانگ کانگ ۴ اگست) کینگسی کے باغیوں کو مقامات کانٹن۔ ہونان۔ اور آن ہوئی سے کمک پہنچ گئی ہے۔ اور اب ان کا شمار ۲۵ ہزار تک پہنچ گیا ہے۔ ایک بڑی مڈبھیڑ میں جو گذشتہ پنجشنبہ کو ہوئی۔ باغی بالکل بھگا دئے گئے۔ شمالی افواج نے ایک مضبوط مورچہ پر قبضہ کر لیا زیادہ تر اپنی اعلے درجہ کی توپوں کی وجہ سے

کانٹن والوں سے معرکہ (ہانگ کانگ ۴ اگست) کانٹن کے ایک پیغام سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے دس ہزار جنگی جوانوں اور جنرل لنگ چای کوانگ کی افواج میں کل بمقام شیونہنگ مڈبھیڑ ہو گئی نتیجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔

انگریزی فوج کی نقل و حرکت ۔ (ہانگ کانگ ۵ اگست) ۲۲ ویں پنجابی پلٹن معہ چار کلدار توپوں کے کپتان ٹائرل و کپتان شیل و کپتان ۔ ۔ کی ماتحتی میں مقام شامین کی طرف روانہ ہوئی ہے۔ کپتان پسنڈی صیغہ ٹرانسپورٹ کے انچارج ہیں۔

بغاوت۔ اور اعلان خودمختاری ۔ (ر) کانٹن کی سپاہ باغی ہو گئی۔ اپنے (پہلے) کمان افسر کو ہلاک کرکے خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ اور (جدید) کمان افسر کو چانگ ونگ منگ کی جگہ بطور گورنر جنرل کے نامزد کر لیا۔ جو برٹش سٹیمر پر سوار ہو کر بھیس بدل کے کانٹن سے ہانگ کانگ کو روانہ ہو گیا ہے۔

(پیکن۔ ۵ اگست) چند مسلسل لڑائیوں کے بعد جن میں تھوڑی سی خونریزی ہوئی۔ یوان شیکائی کی فوجیں ہر جگہ فتحمند رہی ہیں۔ اور بغاوت بظاہر فرو ہوتی جاتی ہے۔

خونریز جنگ کا اندیشہ ۔ (شنگھائی ۔ ۵ اگست) ووسنگ کے قلعوں کو باغیوں سے چھینکر دوبارہ قبضہ میں لانیسے پہلے یا تو وہاں بڑی خونریز لڑائی ہو گی۔ شمالی جمعیت نے کل بہت سے ذخائر رسد گرفتار کئے جن میں ۷ ہزار رائفل مع گولی بارود کے ہیں۔ یہ گرفتاری شہر شنگھائی کی دیسی آبادی کے قرب میں ہوئی ہے۔

ایرانی ترکی سرحد پر لڑائی ۔ طہران۔ ۵ اگست ۔ تبریز سے خبر آئی ہے کہ ترکی و ایرانی سرحد پر اس علاقہ میں جو ترکوں نے حال ہی میں خالی کیا ہے۔ روسی افواج اور کردوں کے درمیان لڑائی ہو پڑی۔ ایک روسی افسر ہلاک ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ کرد قبائل ترکی علاقہ میں آن کر پناہ گزین ہوئے ہیں۔

حقوق طلب عورتوں کی نسبت (۵ اگست۔ لندن) تازہ تار خبر مظہر ہے کہ انھوں نے ڈیون شائر کا مشہور مقیش ہاؤس جسے سر جارج نیونس نے تعمیر کرایا تھا۔ تباہ کر دیا۔ قریباً ۔۔۔۔ پونڈ کا نقصان ہوا۔ نیز لنڈنگھم میں ایک اور عمارت کا بھی کچھ حصہ اڑ گیا۔

بمبئی کا ایک تازہ تار ہے کہ جدہ میں المانی ترکی نوجوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

احباب

پیغام صلح لاہور

جلد ۱ ۔ ۷ ر اگست ۱۹۱۳ء نمبر ۱۳

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی بیدار مغزی و رعایا نوازی

مسجد اور مقابر کی حفاظت ۔ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں مختصراً لکھا جاچکا ہے ۔ مسلمانان لاہور کا ایک وفد پچھلے ہفتہ مسٹر نالٹن بہادر صاحب ضلع ہذا کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہہ گذارش کی میڈیکل کالج لاہور کی توسیع کے ضمن میں جو دو مسجدیں اور خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات کے خاندان کے کسی بزرگ کا ایک مقبرہ یہ تین اسلامی آثار احاطہ کالج میں آتے ہیں ۔ انھیں گرانے سے محفوظ رکھا جائے ۔ جناب خان صاحب شیخ خیر الدین صاحب نے وفد کی یہ عرضداشت صاحب ممدوح کے سامنے اس خوش اسلوبی سے پیش کی کہ ڈپٹی کمشنر صاحب ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے ۔ پھر فرداً فرداً ممبران وفد سے تبادلہ خیالات فرمایا گیا اور معاملہ کے تمام ضروری پہلوؤں سے آگاہی حاصل کرکے مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ مقبرہ بھی محفوظ رکھا جائیگا اور مساجد کی بھی مرمت ہوتی رہیگی ۔ فرمایا کہ پہلے البتہ یہہ تجویز تھی کہ مقبرہ کی طرف کالج بنے ۔ مگر اب یہہ تجویز منسوخ ہوگئی ہے اور اسے وٹرنری کالج کی جانب تعمیر کیا جائیگا تاکہ ہسپتال سے نزدیک ہے ، اور طلبا کو کالج سے ہسپتال آنے جانے میں سہولت ہو علاوہ ازیں صاحب ممدوح نے یہہ بھی فرمایا کہ بادشاہی مسجد جو ریلوے احاطہ میں ہے اور جو لارڈ کرزن بہادر بالقابہ سابق وائسرائے ہند کی مہربانی سے واگذار ہو کر مسلمانوں کو از سر نو ملگئی تھی وہ اب پھر توسیع ریلوے کی جدید سکیم میں آتی ہے اور حکام ریلوے نے درخواست کی ہے کہ اسے گرایا جائے لیکن اس تبادلہ خیالات کے بعد جناب ممدوح نے فرمایا کہ کوئی زبردستی نہیں کی جائیگی اور عمارت مسجد کو گزند نہیں پہنچایا جائیگا ۔ مقامی مسلم کمیونٹی اپنے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی رعایا نوازی ۔ تالیف قلوب اور نیک دلی و مآل اندیشی کی بہت ممنون و مداح ہے ۔ برٹش راج کے سارے حاکم افسر ایسے ہی بیدار مغز معاملہ فہم اور شریف و نیکبخت ہوتے تو قلمرو ئے انگریزی میں ہندوستان واقعی جنت نشان بنجاتا ۔ اور حاکم و محکوم دونو کی متفقہ کوششوں سے یہاں نہ صرف رعایا کے لئے امن و عافیت کی ایک قابل ستائش نظیر قائم ہوتی بلکہ قیام استحکام سلطنت کی بھی ایک قابل اعتماد گارنٹی ہو سکتی تھی لیکن افسوس کہ بعض حکام رعایا کے جذبات اور گورنمنٹ کی مصالح کو نظر انداز کرکے شتابکاری اور بے محل تحکم سے کام لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہہ کہ رعایا کے طبقہ متعلقہ میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے ۔ معاملہ طول کھینچتا ہے ۔ نہ صرف غریب رعیت بہت سی پریشانی زیر باری اور مصائب کا شکار ہوتی ہے ۔ بلکہ خود گورنمنٹ کو بھی کچھہ نہ کچھہ الجھنیں اور دقتیں ضرور ہی پیش آتی ہیں ۔

عازمان حج کے متعلق انتظام جدید ۔ گذشتہ اتوار کو گیارہ بجے دن کے صاحب بہادر ممدوح نے شہر کی اسلامی انجمنوں کے عمائد کو اس غرض سے اپنی کوٹھی پر طلب فرمایا کہ حاجیوں کی تکالیف اور زیر تجویز اصلاحات کے متعلق گورنمنٹ کی چٹھی پر غور اور اُن سے مشورہ کیا جائے ۔ حاضرین میں اصحاب ذیل کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں ۔ جناب محمد شبیر علی خان صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ جناب میاں نظام الدین صاحب شیخ عبد العزیز سیکرٹری انجمن حمایت اسلام ۔ جناب میاں فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا ۔ جناب مولوی تاج الدین صاحب وکیل ۔ جناب محرم علی صاحب چشتی جناب مولوی عبد الحکیم صاحب ۔ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ لاہور ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۔ امام صاحب

اس مجلس شوریٰ سے پہلے بھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قریباً تمام مقامی انجمن ہائے اسلامیہ کی رائیں معلوم فرما چکے تھے ۔ پھر بھی آپ کم و بیش گھنٹہ بھر تک اس ڈیپوٹیشن کے اراکین سے تبادلہ خیالات فرماتے رہے ۔ اور بالآخر سبکے اتفاق رائے سے حسب ذیل نتایج پر پہنچے :-

ا ۔ جہانتک ممکن ہو گورنمنٹ عالیہ موجودہ اسلامی انجمنوں کو ہی حجاج کی تکالیف رفع کرنے میں مدد دے ۔ اور اس مقصد کے لئے کوئی علحدہ کمیٹی قایم نہ کی جائے ۔

ب ۔ حاجیوں سے جو تین روپے فی کس ٹیکس بمبئی میں لیا جاتا ہے جس میں سے دو روپے فی حاجی گورنمنٹ عثمانیہ کو بھیجا جاتا ہے ۔ اور ایک روپیہ فی حاجی گورنمنٹ انگریزی کے پاس رہتا ہے اس ٹیکس میں ایک روپیہ کا اضافہ کرکے نادار حاجیوں کے لئے ایک امدادی فنڈ قایم کیا جائے اور اگر یہہ تجویز قابل عمل درآمد سمجھی جائے تو پھر یہہ ہو سکتا ہے کہ صوبہ ہذا کی انجمن ہائے اسلامیہ اپنے (پنجاب کے) حاجیوں کی واپسی کے لئے روپے کا بندوبست کر دیا کریں ۔

ج ۔ واپسی ٹکٹوں کے متعلق ضروری سہولتیں پیدا کی جائیں مثلاً یہ کہ ایسے ٹکٹ ہر بڑے شہر میں مل سکا کریں ۔ واپسی کا خریدنا لازمی نہو بلکہ حاجیوں کی مرضی پر چھوڑا جائے ۔

د ۔ کسی خاص جہازوں کمپنی کو اجارہ نہ دیا جائے ۔ بلکہ کئی کمپنیاں اپنے اپنے جہازوں میں حاجیوں کو لانے لیجانے کی مجاز ہوں ۔ جہازوں کی صفائی درستی باقاعدگی اور انہیں مسافروں کے بتعداد مناسب سوار کئے جانے کی گورنمنٹ خود نگرانی فرمائے تاکہ مسافروں کو کسی طرح کی تنگی و تکلیف ہونے نہ پائے ۔

صاحب بہادر ممدوح نے ارکان وفد کو یقین دلایا کہ گورنمنٹ کو حاجیوں کی بہبودی اور آرام و آسائش مدنظر ہے ۔ اس میں جہانتک اس سے بن پڑیگا ساعی ہوگی کسی طرح کا جبر و تشدد مقصود نہیں ہے ۔

لاہور کی مسلمان پبلک میں ہر دو امور متذکرہ صدر کے متعلق ایک طرح کی بے چینی سی پائی جاتی تھی لیکن شکر ہے کہ صاحب ضلع بہادر کی نیک مزاجی ۔ دور اندیشی اور صلاحیت پسندی نے ان دونو کا بڑی خوش اسلوبی سے تصفیہ کر دیا ۔ خدا تعالےٰ ایسے حکام کو رعایا کے سر پر تا دیر سلامت رکھے اور انھیں دو نوجہان کی سعادت نصیب کرے ۔

مسجد کانپور کے بارہ میں فساد ۔ ہمیں یہہ سنکر دلی رنج ہوا کہ گورنمنٹ صوبہ متحدہ کی غیر ہر دلعزیز پالیسی کی بناپر جو اس نے مسجد کانپور کے ایک حصہ کے منہدم کرانے میں برتی ۳ ر ماہ حال کو کانپور میں بڑا بھاری فساد ہو پڑا ۔ ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان و برھما کے اس سرے سے اُس سرے تک مسجد کانپور کے بارے میں تمام مسلمانان ہند میں برھمی و ناراضی پھیل رہی ہے ضرورت تھی کہ برٹش گورنمنٹ کی مسلمہ بُردباری اور تدبر سے کام لے کر اس معاملہ کو رعایا کی مرضی کے مطابق فیصلہ کر دیا جاتا مگر افسوس کہ حال کے واقعات نے جو مجسٹریٹ صاحب کانپور کی عاجلانہ کارروائی کا نتیجہ تھے جلتی آگ پر تیل ڈال کر مسلمانوں کو سرکار انگلشیہ سے بدظن کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ اور کروڑہا دلوں کو جو ذرا سی حکمت عملی سے خوش ہو سکتے تھے ۔ ان کے بیکس اور نہتے بھائیوں پر گولیوں کی باڑھ مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ۔ اور ان کے مذہبی احساسات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی گئی ۔

حکام کانپور اور حضور لاٹ صاحب بہادر پر یہ امر واضح ہو چکا تھا کہ کانپور و دیگر اقطاع ہند کے مسلمان اسوقت خواہ اصلی یا نقلی وجوہات کی بنا پر معاملہ مسجد میں مشتعل ہیں ۔ تو ایسی صورت میں کوئی اس قسم کی کارروائی منجانب حکام بالا نہ ہونی چاہئے تھی جو اس معاملہ کو زیادہ سنگین بنا دے مجسٹریٹ صاحب کانپور اگر بجائے سوران پولیس کے ہمراہ خود تشریف لے جانے کے تمام معززین اہل اسلام کانپور اور خصوصاً منتظمین جلسہ کو اپنے روبرو بلا کر فہمائش کرتے اور اُن کو قانون شکنی کے نتایج سے آگاہ کرتے تو ممکن نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک طول کھینچتا اور دس منٹ تک نہتے آدمیوں پر گولیوں کی بارش کرنے کی ضرورت پڑتی اب جبکہ معاملہ حد سے گذر چکا ہے اور خونریزی تک نوبت پہنچ چکی ہے ہم یقین کرتے ہیں کہ حضور وائسرائے بہادر حکام متعلقہ سے بازپرس کرکے وفادار رعایا کے ایک بڑے حصہ کی تالیف قلوب میں سعی بلیغ فرمائینگے ۔ اور مجروحین اور ورثائے مقتولین کو کافی معاوضہ دینے کے علاوہ اصل بنائے فساد یعنے مسجد کے منہدم شدہ حصہ کو دوبارہ مرمت کروا کر رعایا کے شکستہ دلوں کو جوڑنے میں دریغ نفرمائینگے ورنہ اس قضیہ نامرضیہ نے تمام مسلمانان ہند کے مذہبی احساسات پر جو سخت دلشکن اثر پیدا کیا ہے ۔ اگر اسے جلدی ہی حسب منشائے رعایا دبانے کی کوشش نہ کی گئی تو اس سے اور بھی بے چینی بڑھنے کا اندیشہ ہے ۔ پولیٹیکل ایجی ٹیٹر ایسے شکستہ دل اور ناراض گروہ رعایا کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور وہ ایسے موقعوں پر اس قسم کے گروہ کو حصول مقصد کے لئے طرح طرح کے سبز باغ دکھانے کی کوشش کیا کرتے ہیں ۔ اس لئے گورنمنٹ ہند کو اس معاملہ میں بہت سوچ سمجھکر فیصلہ کرنا چاہئے ۔ اور گورنمنٹ صوبہ متحدہ کی طرح محض حکام کی بے بنیاد رپورٹوں کی بنا پر فیصلہ نہ دینا چاہئے ہم کو اس واقعہ سے بسبب گورنمنٹ برطانیہ کا خیرخواہ ہونے اور برادران ملت سے دلی ہمدردی رکھنے کے سخت صدمہ ہوا ہے ۔ کیونکہ اس سے مسلمانان ہند کی ان وفادارانہ روایات پر بُرا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے ۔ جو کہ نصف صدی سے چلی آئی ہے

عزیز محمد عمر مرحوم ۔ مولوی ظفر علی خان صاحب اڈیٹر زمیندار کا حقیقی بھتیجا جو تیرہ چودہ سال کا ایک نہایت ذہین اور ہونہار نوجوان تھا ۔ جس سے مولوی صاحب کو بہت ہی محبت تھی افسوس کہ پچھلے پیر کے روز ساڑھے بارہ بجے دوپہر کے صرف ایک دن علیل رہ کر وبائے ہیضہ میں فوت ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون اس سے پچھلے ہی دن (اتوار کو) مولوی صاحب کی مراجعت سے نہ صرف اُن کے گھر خورمی و شادکامی سے گھما گھمی ہو رہی تھی بلکہ شہر بھر کے مسلمانوں میں ایک جوش مسرت موجزن تھا ۔ ایسی خوشی میں یہہ غم ! اللہ اللہ مشیت ایزدی بھی کیا زبردست چیز ہے جس کے آگے بجز صبر و شکر کچھہ پیش نہیں جاتی ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں مولوی صاحب سے دلی ہمدردی ہے ۔ خدا تعالےٰ اس مرحوم عزیز کو مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے

تہذیب مغرب کے کرشمے اور اسلام کے احکام ۔ نارتھمپٹن کے ایک رئیس اعظم نشیٹر کی ایک مشہور ایکٹرس پر شیدا ہو کر اس سے شادی کے قول و قرار کر بیٹھے تھے جنپر آپ بعض مجبوریوں کے باعث قایم نہ رہ سکے ۔ اُس نے ہائیکورٹ عدالت میں نالش دائر دی ۔ وہاں سے ایکٹرس کو پچاس ہزار پونڈ یعنے ۱/۲ ۷ لاکھ روپیہ ہرجانہ دلایا گیا ۔ یہہ ہیں مغربی تہذیب اور بیدینی اخلاقی تعلیم کے ثمرات ۔ ورنہ کیوں ایک خاندانی شریف ایک پیشہ ور حسن فروش کی الفت میں گرفتار ہوتا ۔ کیوں پھر اپنے دل بسمل کو نقصان عظیم کے ساتھ اس سے بیزار ہونے پر مجبور کرتا ۔ دیکھو اسلامی تعلیم اسبارہ میں کیسی پاکیزہ اور قرین صحت و سلامتی ہے ۔ یہہ کھیل تماشے خاصکر جنمیں پرہیزگاری و تقوےٰ کے منافی کے خلاف حیا سوز حرکات ہوتی ہوں ۔ سب داخل لغویات ہیں ۔ جنکے مومنوں کو ان الفاظ میں اجتناب کی تعلیم دیگئی ہے کہ و هم عن اللغو معرضون ۔ یعنے وہ لغویات کی طرف رخ ہی نہیں کرتے اُن سے منہہ پھیر کر گذر جاتے ہیں ۔ پھر غض بصر یعنے اپنی نظر نیچے رکھنے کی تعلیم کیسی مآل اندیشی پر مبنی ہے کیونکہ آدمی حیا اور شعار تقوےٰ کے خلاف اکثر و بیشتر فتنے اسی نظر کے بیجا استعمال سے پیدا ہوتے ہیں پھر الخبیثات للخبیثین ۔ الآیہ میں کیسا محکم اصول تبلایا گیا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے واسطے اور اس کے برخلاف آگے ارشاد ہوا ہے کہ نیک بیبیاں نیک مردوں کے واسطے اور نیک مرد نیک بیبیوں کے لئے پھر اگر ان تمام احکام پر

بلادِ غرب میں تبلیغ اسلام

(ترجمہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو)

کھلا عریضہ نمبر ۲ بقیہ ۵ راگست

غریب پرور! اگر ملک معظم کی مسیحی رعایا اپنی حکومت کو غیر ملکوں کے ہم مذہبوں کی خاطر کوئی کارروائی کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔ تو کیا حضور کی وفادار اور قانون کا احترام کرنے والی مسلمان رعایا کو بھی اپنی مہربان حکومت سے ایسا ہی مطالبہ کرنے کا حق نہیں؟ کیا آپ اپنی مسلمان رعایا کے متعلق کسی امر کے پابند نہیں؟ میرا خیال ہے کہ آپ پابند ہیں۔ اور ہم اپنے بیکس غریب فلاکت زدہ مظلوم بھائیوں کے لئے جو خواہ دنیا کے کسی حصہ میں ہوں آپ سے استدعا کر سکتے ہیں کہ ان مصیبت زدہ لوگوں کی طرف توجہ فرمائی جاوے اور پھر ہمیں یہ بھی امید ہے کہ آپ بمقتضائے معدلت گستری عیسائیوں اور مسلمانوں کی یکساں درخواستوں کو مختلف نگاہ سے نہیں دیکھیں گے؟ پس۔ ہم حضور کی مسلمان رعایا یکزبان ہو کر عرض پرداز ہیں۔ کہ غیر ممالک میں ہمارے لئے بھی وہی کچھ کیا جاوے۔ جو سرکار انگلشیہ اپنی مسیحی رعایا کی درخواست پر بخوشی کرنے کو تیار ہے۔

عالی جناب! اگر ہم مصیبت کے وقت آپکا دروازہ نہ کھٹکھٹائیں۔ تو آپ ہی فرمایئے۔ کہ کیا ہم حکومت جرمنی سے کہیں کہ آؤ ہماری مدد کرو۔

ہمارا قیاس ہے کہ ٹرکی کی موجودہ تقسیم یشرق قریب میں مسلمانوں کا قتل عام۔ یورپ کے باہمی اتحاد سے وقوع میں آئے ہیں۔ یورپ جو چاہے کرے۔ لیکن آپ کے سکرٹری امور خارجہ کو تو لازم تھا۔ کہ اس کی ہمیشہ دوانیوں کی تائید سے محترز رہتے۔ کوئی وعدہ دینے سے بیشتر دور اندیشی سے کام لیتے اور اگر وزیر خارجہ نے بلقان کے متعلق کوئی وعدہ بھی دیا ہوا ہے تو مردہ وعدہ اب بلقانیوں کی درندگی اور وحشیانہ خونریزی۔ ابلیسانہ شہوت پرستی اور ریاجیانہ غارت گری کے باعث قابل احترام نہیں رہا۔

عالیجاہا! ہمیں جس بات کا بڑا بھاری فکر دامن گیر ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب اسلام کو بھی صفحہ ہستی سے مٹانے کی کمینہ کوششیں ہو رہی ہے۔ ہم نے یورپین پریس میں ایران کے متعلق کچھ ایسی باتیں مطالعہ کی ہیں جن سے ہمیں مزید فکر پیدا ہوا ہے ابھی کل کی بات ہے کہ سر ایڈورڈ گرے نے جنوبی ایران کی غیر محفوظ حالت کا ذکر فرمایا تھا اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ جرمن اخبارات انگریزی پالیسی کی تائید میں مضامین لکھ رہے ہیں۔ اور ایران کو ہندوستان کی کلید بتا رہے ہیں۔ کیا ہم اس عجیب اتفاق سے یہ نتیجہ نکالیں؟ کہ برلن کی شاہی شادی جس میں یوروپین حکومتوں کے فرمانرواؤں کا اجتماع ہوا تھا کسی اور اسلامی مصیبت کا پیش خیمہ ہو گی؟ جس کے آثار اس کے عمل در آمد سے ظاہر ہونے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ برلن کی شادی کے بعد سے ہی روسی حکام نے استرافان اور دوسرے ایرانی مقامات پر مالگذاری کے معاملات میں دست اندازی شروع کر دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان معاملات کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کا خیال گورنمنٹ کو بتلا دیا جائے۔ تو یہ بھی سرکار کی ایک بڑی خدمت ہو گی۔ لہذا میں کھول کر عرض کر دیتا ہوں۔ کہ میرے ہم مذہب چاہتے ہیں۔ کہ

ایران خود مختار رہے۔ عرب میں یورپین تاثر و تعلق کا نفوذ نہ ہونے پائے۔ اور ٹرکی کو اپنی حالت کے آپ سدھارنے کا موقع دیا جائے۔ ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا الٰہی ارشاد ہے۔ لیکن اب اس طرف بھی کسی نہ کسی طرح ہمارے راستہ میں روڑے اٹکائے جا رہے ہیں اور بعض ممالک میں تو اس مقصد کی تکمیل کے لئے قانون وضع کرنے کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ لہذا ہم چاہتے ہیں۔ کہ یہ روکاوٹیں ہمارے راستہ سے دور کر دی جائیں۔ ہم کو اپنی تمام اسلامی برادری سے جو خواہ دنیا کے کسی گوشہ میں ہو۔ تعلق اخوت ہے۔ ان کی تکالیف سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ یورپ جو چاہے کرے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہماری ان جائز خواہشات کو ہماری حکومت نظر انداز نہ کرے۔ اور سرکار انگلشیہ کی وفادار رعایا ہونے کے باعث ہم انصاف اور مساوات کے برتاؤ کا استحقاق رکھتے ہیں۔

الغرض ہم آپ سے مستدعی ہیں۔ کہ آپ ہمارے لئے وہی کچھ کریں۔ جو آپ اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ کرتے یا کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور اگر ہماری کسی درخواست کی طرف توجہ کرنے سے انگریزی مفاد و عظمت کو نقصان کا اندیشہ ہو۔ تو اس سے مطلع فرمائیں۔ پھر انشاء اللہ اس معاملہ میں آپ ہم کو آئین پسند اور اطاعت شعار پائیں گے۔

ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یورپ کی سیدھی زبان ہمارے لئے اب کوئی راز سربستہ نہیں رہی۔ اب ہم سمجھتے ہیں کہ "محدود اغراض" "خاص حقوق" "حلقہ اثر" "زیر حفاظت" "سیاسی تائید" وغیرہ الفاظ کا کیا مطلب اور ان کے کیا معنی ہیں۔ اس لئے اب یہ وقت ہے کہ انگریز مدبر اپنی آئین کی سیاسی حکمت عملی کا سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ آپ کو ہندوستان میں نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ اور آپ کو ہماری شناخت کا کافی موقع ملا ہے آپنے ہمیں جانچا۔ پرکھا اور وزن کیا ہے۔ لیکن کبھی ہم کو ہلکا نہیں پایا ہم وفادار ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔ لیکن ہمارے آپ پر کچھ حقوق ہیں۔ جن کو آپ کسی طرح حقارت سے نہیں دیکھ سکتے ہندوستان ابھی تک بےچینی سے پاک نہیں ہوا۔ نہایت بھیانک سازشوں کا آئے دن انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ کلکتہ سے دہلی دار الخلافہ تبدیل کر لینے سے بھی معاملات نے اچھی صورت اختیار نہیں کی۔ چنانچہ ہمارے وائسرائے کا تلخ تجربہ اس امر کا شاہد ہے۔ واضح رہے کہ خفیہ پولیس یا عدالتوں کی لمبی چوڑی کارروائیاں اس غرض کو مشکل سے بھی پورا نہیں کر سکتی۔ جو رعایا کا ایک طبقہ بآسانی اور احسن طور سے انجام دے سکتا ہے۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اگر رعایا میں محبت ہمدردی اور کام میں ہاتھ بٹانے کا خیال نہ رہے۔ تو بھی انگریزی عظمت میں کوئی فرق نہ آئیگا۔

جناب عالی! آج تک ہماری قوم نے ہر طرح اپنی سرکار کا ساتھ دیا ہے۔ اور آئندہ اس ساتھ کو ساتھ رکھنا بھی آپ ہی کے ہاتھ ہے۔

خدائے اسلام

اسلامی اعتقاد کے بنیادی اصول میں سب سے پہلا اصل خدائے تعالےٰ پر ایمان لانا ہے۔ انسان سے بالاتر ہستی گو ظاہری آنکھ سے ہمیں دکھائی نہ دے لیکن اس پر ایمان کا نہایت ہی قدیم زمانہ تک جہاں تک کہ تواریخ ہماری رہنمائی کر سکتی ہے برابر پتہ ملتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ازمنہ مختلفہ میں مختلف ممالک کے لوگ اس ہستی اعلےٰ کے مفہوم میں اختلاف رکھتے آئے ہیں۔ اسلام اول تو ایک ایسے خدا کو پیش کرتا ہے۔ جو خانہ ساز "قومی دیوتاؤں" اور "ملکی خداؤں" سے ارفع ہستی ہے۔ اور اسلام کا خدا کسی خاص قوم کا خدا نہیں ہے۔ کہ وہ صرف اس کی ضروریات کا نگران ہو۔ بلکہ قرآن کریم کی ابتدائی آیات میں اسے رب العالمین یعنی تمام جہانوں کا پروردگار کہا گیا ہے اور اس طرح خدا کے مفہوم کو وسیع کرنے کے ساتھ ہی انسانی برادری اور انسانی ہمدردی کے دائرہ کو بھی وسیع کر دیا گیا ہے۔ جس میں دنیا بھر کی قومیں شامل ہو سکیں۔ قرآن کریم نے خدا کی وحدانیت کے مضمون پر بہت ہی زور دیا ہے۔ خدا کی ذات میں ایک غیر مشروط وحدانیت ہے۔ اور اس میں کسی قسم کے اشتراک یا ازدواج کا روادار نہیں۔ اسلامی خدا کا مفہوم سمجھنے کے لئے وحدانیت بطور کلیہ کے ہے۔ اسلام خدا کی ذات میں تعدد یا دنیا کے معاملات میں کسی کو بھی اس کا ساجھی ماننے سے انکار کرتا ہے۔ اس کی صفات نہایت ہی اعلےٰ اور اکمل ہیں۔ لیکن صفت رحمانیت سب پر غالب ہے اور قرآن کریم کی ہر ایک سورۃ انہی ناموں یعنی الرحمٰن اور الرحیم سے شروع ہوتی ہے۔ انگریزی زبان کے الفاظ ان صفات رحمانیت و رحیمیت کا مفہوم ادا کرنے سے (جو کل دنیا پر حاوی ہیں) قاصر ہیں اور ایک ناقص مفہوم ادا کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "وسعت رحمتی کل شیٔ" یعنی میری رحمت بلا استثنا ہر شے پر حاوی ہے۔ اسلئے خدا کا وہ رسول جس نے اس مفہوم کی دنیا میں تبلیغ کی۔ قرآن کریم میں صحیح طور پر رحمۃ اللعالمین کے لقب سے پکارا گیا ہے۔ خدا کی وحدانیت کو دنیا میں شائع کرنے والا رسولؐ کبھی بھی ایسے خدا کا خیال دل میں نہیں لا سکتا تھا۔ جو تمام موجودات عالم کا بنانے والا نہ ہو۔ خدا کی طاقت اور علم میں اس قسم کی ہتک اور کمزوری خدا کے اعلےٰ مفہوم اور اس کی بزرگی کو سخت بٹہ لگاتی ہے۔ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے۔

هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمٰن الرحیم هو الله الذی لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان الله عما یشرکون هو الله الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنیٰ یسبح له ما فی السمٰوات والارض وهو العزیز الحکیم۔ (سورۃ حشر)

یعنی وہ اللہ ایسا پاک ہے۔ کہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر سب باتوں کے جاننے والا ہے۔ وہی بڑا رحمٰن اور رحیم ہے وہ اللہ ایسا بے مثل ہے۔ کہ اس کے سوائے کوئی لایق بندگی نہیں۔ وہ بادشاہ ہے پاک ذات ہے۔ ہر قسم کے عیب سے پاک اور امن دینے والا نگہبان ہے۔ بڑا زبردست۔ بڑا دباؤ والا اور بڑی عظمت رکھتا ہے۔ یہ لوگ جیسی جیسی شرک کی باتیں اس کے متعلق کہتے ہیں۔ اس کی ذات ان (نقایص) سے پاک ہے وہی اللہ ہر چیز کا خالق موجد طرح طرح کی صورتیں بنانے والا ہے اور اس کے نام اچھے ہیں۔ جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

وہ خدا سب کچھ سنتا۔ دیکھتا اور مصائب سے رہائی دینے والا فیاض مہربان۔ توبہ قبول کرنے والا اور نزدیک تر ہے۔ جو نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت کرتا ہے اور انسانی اعمال کا محاسبہ کرے گا۔

اس طرح سے اسلام جہاں خدائے تعالےٰ کے یقین کو ایمان کی بنیاد قرار دینے میں دوسرے مذاہب سے موافقت کرتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ خدا کے لئے اکمل وحدانیت کا دعوےٰ کرنے میں بھی دیگر مذاہب سے افضل ہے اور وہ خدا کے علم و طاقت پر کسی قسم کی رکاوٹ یا حد بست نہیں لگاتا۔ جیسا کہ اس کو روح اور مادہ کا خالق نہ ماننے کی صورت میں یا کسی فانی ہستی میں اس کا حلول تعین کرنے سے عاید ہوتی ہے۔ اور جب خدائے تعالےٰ کی ہستی کا یقین بنی نوع انسان میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا ایسا اعلےٰ اور مکمل مفہوم اسلام نے جو پیش کیا ہے۔ کسی کے لئے بھی محل اعتراض ہو (سید دلاور شاہ مترجم)

مراسلات

جنگ بلقان سے سبق

اس جنگ نے ہمیں کیا سکھایا:۔

(۱) کہ ہم نے قرآن پاک کے احکام واجب الاحترام خذو احذرکم کی پرواہ نہ کی۔ دشمن کو بڑھتے دیکھا کئے۔ لیکن اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تجویز کی۔ پس ہمیں چاہئے کہ آئندہ ہر معاملہ میں خواہ ہم کسی شعبہ میں ہوں اس ارشاد خداوندی کو پیش نظر رکھ کر اس سے فایدہ اٹھائیں۔

(۲) ہم نے اطیعوا الله ورسوله ولا تنازعوا کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل میں کوتاہی اختیار کی۔ آپس میں تنازعات شروع کر دیئے اسلئے ہمارے قلوب سے اتحاد۔ یگانگت۔ الفت کی خوشبو جو فالف بین قلوبکم کے الٰہی ارادے کے ماتحت ودیعت کی گئی تھی۔ اڑ گئی۔ اور ہم تنفشلو وتذهب ریحکم کے خداوندی وعید میں آ گئے۔ ہماری ہوا جو دنیا میں بندھی ہوئی تھی۔ اکھڑ گئی۔ ہماری دیانت امانت کا رعب دنیا سے اٹھ چکا ہے۔ اور ہم کمزور ہو چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم ان نقائص کو دور کریں۔

ہم نے اللہ اور رسول کو چھوڑا۔ اللہ نے ہمیں چھوڑ دیا۔ اب اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور ہم اور باقی مخلوق خدا میں کوئی وجہ امتیاز کی نہیں رہی۔ ایک طرف صلیب اور ہلال کا جنگ شروع ہے شکست پر شکست ہو رہی ہے۔ بہت سے بیقصور مسلمانوں کے جان و مال کو بے رحمی سے تباہ کیا جا رہا ہے ہمدردی انسان کے مدعی پڑے دیکھتے ہیں۔ کوئی بچاؤ کے لئے مدد کا ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ دوسری طرف مبلغان اسلام انگلینڈ جیسی جگہ میں موجود ہیں۔ اور بغیر کسی روکاوٹ کے اشاعت کا کام کرتے ہیں۔ ہر انجمن اور اخبار سے خوش آمدید کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ اس زمانہ میں اشاعت دین متین کے لئے ہمیں جنگ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ لا اکراہ فی الدین کا پاک اصول آج دنیا میں حکمران ہے اور کہ یہ زمانہ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یضع الحرب والی پیشگوئی

کے پورا ہونیکا ہے۔ اور کہ موجودہ جنگ صرف دنیوی حرص ہوا کا نتیجہ ہے آج ظاہری رنگ میں دین اسلام کمزور ہے۔ اندرونی اور بیرونی دشمن اس کو طرح طرح سے ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ اس لئے جاہدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم کے پاک حکم کی تعمیل آج مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ضرورت ہے کہ حامیان دین متین اور فدایان پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں اور اسلام کی حمایت اور اشاعت کے لئے جان و مال سے جہاد کریں۔ یہ وہ زریں سبق ہے جو جنگ بلقان نے ہمیں پڑھایا۔ لیکن افسوس ہے بہت سے مسلم بھائی آج اس حقیقی جہاد سے بالکل غافل ہیں اور خونی جہاد کے خیال میں جن کی آج دین محمدی کو ضرورت نہیں مستغرق ہیں۔ ہاں احمدی قوم نے وقت کو پہچانا اور حقیقی جہاد اسلام کی ترقی اور بہبودی کے لئے شروع کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ پادری صاحبان نے اس کی سختی اور سنگ کو مان لیا ہے۔ اور حال ہی میں اخبار ویسٹ منسٹر میں ایک پادری صاحب نے باشندگان انگلستان کو خبردار کرنے کے لئے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب معہ اپنے دیگر ہمراہیوں کے تن من دھن سے دین عیسوی کے خلاف جہاد میں مصروف ہو چکے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس ہم برادران ملت کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ جہاد کی اصل حقیقت کو سمجھیں اور اس نیک جہاد میں جو ہم نے ولایت میں شروع کیا ہے مدد کریں اور عنداللہ ماجور ہوں ؎

بفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

(۴) کہتے ہیں سلطنت ہی سے دین کی عزت اور ترقی ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ادیان باطلہ کا تعلق ہے یہ قول درست ہے۔ لیکن اسلام کے متعلق یہ بالکل غلط ہے۔ اسلام غریبوں سے شروع ہوا۔ جب وہ مسلمان بن گئے۔ خدا نے اُن کو بادشاہ بنا دیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کسی سلطنت کا مرہون منت نہیں۔ ہاں سلطنتیں ضرور اس کی ممنون ہیں۔ دین کو سلطنت کی ضرورت نہیں۔ ہاں دین کے ساتھ عزت وجبروت۔ فتح و نصرت لازمی ہیں پس اے محبان سلطنت و عاشقان طاقت وجبروت دین دار بنو تا انہیں حاصل کر سکو۔ ہماری موجودہ ذلت اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ہم آج ویسے مسلمان نہیں۔ جیسے ہمارے سلف صالحین آج سے تیرہ سو سال پہلے تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ،، کے مقدس وعدے آج بھی ویسے ہی سچے ہیں جیسے پہلے زمانوں میں تھے ہاں مومن بننا ہمارا فرض ہے +

اب ہماری حالت انا لننصر رسلنا والذین آمنوا الخ کے وعدہ کی جاذب نہیں رہی۔ اس حالت کا نقشہ حضرت مسیح موعود نے ذیل کے اشعار میں کیا خوب کھینچا ہے:۔

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنی کچھ بھی محبت نہیں رہی!
دل مر گئے ہیں نیکی کی طاقت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
دنیا و دین کی کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی (مسیلؔ)

گورنمنٹ صوبہ متحدہ اور مسلمانوں کی تعلیم

مسلمانان صوبہ متحدہ کی ابتدائی تعلیم میں ترقی کے ذرائع سے سوچنے کا کام گورنمنٹ مذکور نے نہایت دور اندیشی سے ذی اثر غیر سرکاری مسلمانان صوبہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اور ایک کمیٹی مقرر کی ہے کہ وہ اس مسئلہ پر غور کرے کہ مسلمانوں میں سکنڈری تعلیم کے لئے کیا وسائل اختیار کئے جائیں۔ جس میں سہولت ہو۔ اس کمیٹی میں ۴ غیر سرکاری ممبران ہیں جن کی مجموعی تعداد ۸ ہے۔ ۱۴ اگست کو یہ کمیٹی اس مسئلہ پر غور کرنے کیلئے اپنا پہلا اجلاس کریگی۔ یہاں تک تو ہم گورنمنٹ متحدہ کے احسان مند ہیں اور اس کی اس عاقلانہ کارروائی پر تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن ممبران کا انتخاب کسی طرح قابل تحسین نہیں ہے۔ کمیٹی میں چند حضرات ایسے ضرور ہیں۔ جن کو تعلیمی معاملات سے کم و بیش دلچسپی ہے۔ لیکن بعض نام تو ایسے نظر آ رہے ہیں۔ کہ جو محض اپنی ذاتی وجاہت اور رسوخ سے اس کے مستحق بنا دیئے گئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے تعلیمی وسائل پر غور کریں۔ ورنہ انہیں تعلیمی معاملات سے مطلقاً مس نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو یہ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ کمیٹی میں اکثر حضرات ایسے بھی ہیں۔ جو پورے طور سے تعلیمی پیچیدگیوں کے سمجھنے سے قاصر نظر آئیں گے۔ رائے دینا تو در کنار۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ انتخاب کس اصول پر کیا گیا ہے صوبہ متحدہ میں ابھی بہت سے ایسے بزرگ موجود ہیں۔ کہ جن کی عمر کا بڑا حصہ تعلیمی اور پبلک معاملات میں دلچسپی لینے میں کٹا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ گورنمنٹ نے ان تجربہ کار اور قابل لوگوں کو منتخب نہ کیا۔ اور بجائے ان کے ایسے حضرات منتخب کئے۔ جو بجز اس کے کہ کمیٹی میں اونگھتے رہیں اور کچھ نہیں۔ ہمارے نزدیک ابھی حد سماعت عارض نہیں ہوگئی ہے گورنمنٹ پھر غور کرے اور تعداد ممبران میں اچھی طرح غور کر کے اضافہ کر دے گورنمنٹ سے تو ہماری یہ استدعا ہے کہ وہ دوسرا انتخاب کرے۔ یا جدید ناموں کا فہرست ممبران میں اضافہ کرے اور جو حضرات منتخب ہو چکے ہیں۔ اُن کی خدمت میں یہ گذارش ہے۔ کہ برائے خدا مسئلہ متعلقہ پر اپنا دماغ اور وقت صرف کریں اور اخلاقی جرأت کو کام میں لا کر مسلمانوں کو شکر گذار بنائیں۔ اور اپنی کسی کارروائی سے پبلک کو اسکا موقعہ نہ دیں۔ کہ وہ یہ سمجھے کہ گورنمنٹ نے بظاہر از راہ خیال اور حقیقت میں اپنی ہم رنگ مسلمانوں کی کمیٹی مقرر کی تھی (حبل المتین)

متفرق خبریں

فسادکانپور کے واقعات۔ جو غیر سرکاری ذرائع سے بذریعہ تار معلوم ہوا ہے ہیں ۳ اگست کو مسلمانوں نے عیدگاہ میں ایک جلسہ عام منعقد کیا۔ جو ایڈریس ذیل کی تبع پر اظہار مسرت کی غرض سے تھا۔ اور اسی کے آخر میں مقامی مسجد کے مشہور ناگوار حادثہ پر رنج بھی ظاہر کیا گیا۔ اس جلسہ کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار بند کر دیئے تھے۔ ۵ ہزار مسلمان ننگے سر سیاہ ماتمی جھنڈے لئے مچھلی بازار پہنچے اور مسجد کے مسمار شدہ حصہ کی اینٹوں کو از سر نو تعمیر کرنے کی غرض سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ کوتوالی تھانہ اور کرنیل گنج کے سب انسپکٹر گلی بازار کی چوکی میں موجود تھے۔ اول سب انسپکٹر نے سوار ہو کر چاہا۔ کہ مجمع کی طرف جائے۔ مگر کنکروں ڈھیلوں سے مجبور ہو کر جو اکثر لڑکے پھینک رہے تھے واپس آگیا۔ پھر کوتوال کچھ جمعیت لیکر گیا۔ اسے بھی اسی طرح ناکام واپس آنا پڑا۔ مسجد کے پاس ہزار کے قریب آدمی ہوگئے۔ جن میں زیادہ تر تماشائی تھے تھوڑی دیر میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر کچھ سوار اور پیدل جمعیت لیکر موقع پر پہنچے۔ جمعیت کو کسیقدر پیچھے چھوڑ کر خود مجمع کی طرف بڑھے۔ جو مسجد کے پاس تھا۔ گر ابھی وہ تین ہی قدموں کی دوری پر پہنچ گئے اسپر وہ تھوڑی دیر تک مجمع کے منتشر ہونیکا انتظار کرتے رہے۔ مگر جب یہ حالت دیکھا انہوں نے اپنی جمعیت کو طلب کیا اور مجمع پر فیر کرنیکا حکم دیدیا پہلے خالی فیر کئے

فسادکانپور کے متعلق ۷ اگست تک کی اخیر خبر یہ ہے کہ کل ۱۶ آدمی ہلاک اور ۲۷ مجروح ہوئے۔ اور پولیس کی جمعیت میں سے ۴۴ آدمیوں کے خفیف چوٹیں آئیں۔ گرفتار شدگان میں سے چالیس لڑکے رہا کر دیئے گئے ہیں اور ایک سو بیس ابھی زیر حراست ہیں۔ مجروحین میں امید ہے کہ بہت سے جانبر ہو سکیں گے۔

میسور میں ایک بیوہ مسمات کمّا نے بی اے پاس کیا۔ اس سے قبل تین شادی شدہ بیگم صاحب اولاد لیڈیاں گریجوایٹ بن چکی ہیں اور مہارانی صاحبہ کے کالج میں ملازم ہیں۔

کلکتہ میں ایک گیارہ سالہ بنگالی لڑکا کسی بدمعاش کے اغوا میں اپنے باپ کا ایک بکس لیکر فرار ہو گیا۔ جس میں تین ہزار کے جواہرات

فساد کانپور کے متعلق ۴ اگست کی تار خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸ مجروح مر چکے ہیں۔ ایک پولیس مین بھی مرا ہے لیکن اپنی جمعیت کا نشانہ بندوق بن کر ہسپتال میں تقریباً ۴۵ آدمی زخمی پڑے ہیں جن میں تین چار تو امید نہیں۔ کہ جانبر ہو سکیں۔ مجروحین میں قریباً ۱۵ پولیس مین بھی ہیں۔ جن کے کم و بیش زخم آئے ہیں۔ ایک سو پچاس گرفتار شدگان میں سے مولانا شیخ عبدالقادر آزاد سبحانی پرنسپل مدرسہ الٰہیات۔ حافظ احمد اللہ مشہور تاجر چرم اور شیخ قمرالدین اور حافظ ابوسعید خاں۔ محمد یٰسین۔ محمد اسمٰعیل بھی شامل ہیں تقریباً ۴ لڑکے جو زیر حراست تھے۔ رہا کر دیئے گئے ہیں۔ سنا گیا ہے۔ کہ باقی زیر حراست اشخاص جائنٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوئے تھے پولیس نے ۱۰ روز کے واسطے اُن کو واپس لے لیا۔ ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر نے آج سہ پہر کے وقت کئی ممتاز رئیسوں سے ملنے ٹھہر کر ملاقات کا موقع دیا

گورنمنٹ ہند کی حکمت عملی متعلقہ حفظان صحت کے بارہ میں عنقریب ایک اعلان ہونے والا ہے۔

سہ شنبہ گزشتہ کی موسمی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہار آسام بنگال میں عام طور پر اچھی بارش ہوگئی ہے۔ دیگر مقامات میں بھی ترشح ہوا ہے۔

مسٹر عبدالعزیز خان خلف خان بہادر حبیب الرحمن صاحب متعلقہ محکمہ تار جنہوں نے پانی کے اندر بے تار پیام رسانی کی ایجاد میں بڑی شہرت حاصل کی ہے سرکاری ریلوں کے اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ منتخب ہوئے ہیں باشندگان بلوچستان میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اعلےٰ تعلیم پا کر سرکاری ملازمت اختیار کی ہے +

ریلوے بورڈ نے سرکاری ریلوں پر بطور اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ تعینات ہونے کے لئے اصحاب ذیل کو منتخب کیا ہے۔ مسٹر شانتی ناتھ مسٹر ظہیر الدین۔ مسٹر عبدالعزیز خان۔ مسٹر جی ایل واٹکس۔ اور مسٹر جی۔ پی ہورسٹ +

صدر انجمن احمدیہ کا ضروری اعلان

دفتر تعمیر کا کام برابر جاری ہے۔ جتنے کہ ہم بہت میں بھی بند نہیں کیا۔ اس وجہ سے روپے کی اشد ضرورت ہے چار پانچ ہزار روپیہ قرض لیا گیا۔ مگر یہ رقم بالکل غیر مکتفی ہے اس لئے جملہ احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ علی الخصوص میں انجمنوں کے سکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان کی توجہ اس طرف منعطف کراتا ہوں از راہ کرم چندہ تعمیر مدرسہ کے کام کے لئے جس قدر وعدے احباب نے کئے تھے ان کی وصولی کا کوئی خاص انتظام جلد کیا جاوے۔ تاکہ عمارت مدرسہ کا کام بند نہ ہو۔ بلکہ پورے زور شور سے جاری رہے۔ تاکہ عمارت کی جلد تکمیل ہو سکے۔ میں اس سے زیادہ کیا ضرورت ظاہر کروں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے تکمیل عمارت مدرسہ کے لئے خود تکلیف اٹھا کر مذکورہ بالا قرض کا انتظام فرمایا ہے۔ پس دیگر احباب بھی اس کام میں ہاتھ بٹا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ ایسا ہی دفتر محاسب کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لنگر خانہ و مدرسہ احمدیہ دن بدن مقروض ہوتا جاتا ہے اس لئے میں احباب کی توجہ اس طرف بھی خصوصیت کے ساتھ مبذول کراتا ہوں۔ کہ لنگر کا وجود مساکین۔ مہاجرین اور بغرض حصول تعلیم دینی آنے والے احباب کیلئے حضرت مسیح موعودؑ نے ضروری قرار دیا تھا اشاعت سلسلہ و تبلیغ اسلام کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ ایسا ہی مدرسہ احمدیہ بھی دینی تعلیم کا مدرسہ ہے۔ ان کے لئے بھی باقاعدہ چندہ بھیجنے کا انتظام فرما دیں + (شیر علی سکرٹری)

مورخہ ۴ اگست ۱۹۱۳ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو! اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا۔
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قائم کرنا۔
(۴) عقائد اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا۔
(۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دُنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا
(۷) سیاسی تمدنی اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اخبار پیغام صلح لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی اے (آنریری)
ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ سہ شنبہ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے
(۲) قیمت سالانہ للعہ ششماہی ہے طلبا سے للعہ اور عہ (۳) نمونہ کا پرچہ مفت
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویر ہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط و کتابت مینجر کے نام پتہ صاف و خوشخط لکھیں } احمدیہ بلڈنگس نو لکھا لاہور

جلد ۱ | لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۴

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

نئی سرحد (بخارسٹ ۷۔ اگست) جس سرحد پر اتفاق رائے ہوا ہے وہ پرانی سرحد پر دریائے سترما کے مغرب میں ایک مقام سے شروع ہو کر قصبہ سترم نتزا کے مغرب کی طرف آبشار کے برابر چلی جاتی اور وہاں سے وادئی سترما میں ہوتی ہوئی کوہستان بلیجسٹرا سے گزرتی ہے۔ پھر سیدھی دریائے مسٹا کو جاتی ہے قصبہ سٹرم نتزا اور لاگس زینتھی کی بندرگاہوں کو بلغاریوں کے واسطے چھوڑ جاتی ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ صلحنامہ کے مسودہ پر آج دستخط ہو جائیں گے بلغاریوں کے حوصلے پست ہو رہے ہیں اس شکستہ دلی میں انہیں صرف اس امید کا سہارا ہے۔ کہ یورپ اس عہد نامہ کی ترمیم کر دیگا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میجر اسکو نے منگل کے روز بلغاریوں کو نجی کے طور پر نوٹس دیا ہے۔ کہ اگر انہوں نے تبدیل شدہ سرحد کو نامنظور کیا تو رومانیہ والے ہفتہ کے روز صوفیہ پر قبضہ کر لینگے +

یہ صلح پیش خیمہ ہے ایک اور کشمکش کا (لندن ۔ ۷ اگست) اخبارات کی عام رائے ہے کہ یہ صلح محض ایک مقدمہ ہے ایک دوسری کشمکش کا۔ اڈریانوپل پر ترکی قبضہ اور بیمار ھی صلح صفائی دونو باتیں مل کر مشرق کے مسئلہ کو اور بھی اس قدر خار دار بنا کر چھوڑ دیتی ہیں۔ کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا +

طویل سلسلہ نامہ و پیام کا نتیجہ کل کے روز بخارسٹ میں آخری عہد و پیمان ہونے سے قبل بہت رنگ کا غذی گھوڑے دوڑتے رہے آخر بلغاریہ نے قصبہ سٹرما نتزا حاصل کر لیا ہے۔ مگر اسے قصبات کوٹ چانہ و راد وچ سرویہ کو دینے پڑے۔ اور مقام کوالہ یونان کو +

سفرائے دول کا اجتماع خلوے ادرنہ کا مطالبہ قسطنطنیہ کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ کل تمام سفرائے دول جمع ہوئے اور اُن کے باہمی تبادلہ خیالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ یورپی طاقتوں کے قائمقام آج وزیر اعظم ترکی سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کرنے گئے۔ اور مطالبہ کیا کہ عہد نامہ لندن کا احترام کرنا اور اڈریانوپل کو خالی کر دینا چاہئے +

پیس کانفرنس کا فیصلہ (بخارسٹ ۸۔ اگست) مجلس مصالحت نے بلاتعیین تاریخ موقوفی جنگ کا فیصلہ کیا ہے۔ اور نیز چند وکلا نامزد کئے ہیں جو قرار واقعی معاہدہ صلح کا مسودہ تیار کرینگے۔ جس کی نسبت توقع کی جاتی ہے۔ کہ ہفتہ کے دن تک اس پر دستخط ہو جائیں گے۔ یونانی اور بلغاری وکلاء معاملہ سرحد کے بارہ میں متفق الرائے ہوگئے ہیں +

بلغاریہ کی یادداشت دول عظام کے نام۔ (صوفیہ۔ ۸ اگست) بلغاریہ نے دول یورپ کے نام ایک مراسلہ بھیکر انہیں مطلع کیا ہے۔ کہ اُس نے عہد نامہ صلح ہوتے ہی اپنی افواج ہٹا لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ باوجودیکہ اس کو ترکی فوج کشی کا خدشہ ہے۔ اور کہ بلغاریہ کو اس بات کا یقین ہے کہ دول عظام ترکی کو ضرور اس بات پر مجبور کریں گی۔ کہ عہد نامہ لندن کا احترام ملحوظ رکھے

اخبارات آسٹریا کا اصرار۔ (لندن۔ ۸ اگست) آسٹریا کے اخباروں میں کئی آرٹیکل ایسے شائع ہوئے ہیں۔ جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ عہد نامہ بخارسٹ پر نظر ثانی ضرور ہونی چاہئے +

طاقتوں کی طرف سے دباؤ۔ ایک مراسلہ بنام باب عالی میں ترکی کو نہایت زور کے ساتھ یاد دہانی کی گئی ہے۔ کہ عہد نامہ لنڈن کو ملحوظ رکھے اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ دول عظام اس بات پر آمادہ ہیں۔ کہ حد بندی کے بارہ میں ترکی اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے جن شرائط کو ضروری سمجھے۔ وہ اس پر غور کریں +

اخبارات یورپ کے خیالات۔ آسٹریا کے نیم سرکاری اخبارات جبکہ عہد نامہ بخارسٹ کی ترمیم کو ضروری سمجھتے ہیں ساتھ ہی اشارۃً یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑی تو آسٹریا الگ دیگر کارروائی کریگا۔ دیگر یورپین دار الخلافوں کے اخبارات خصوصاً پیرس کے پرچے یا تو اس وقت بے توجہی سے کام لے رہے ہیں۔ یا صاف صاف یہ ظاہر کرتے ہیں عہد نامہ کی ترمیم سے تازہ مشکلات پیدا ہو جائینگی۔

چین میں خانہ جنگی

سرکاری افواج کی فتح ۔ (نانکن ۷ اگست) شمالی کنگسی کیطرف جو باغی جمعیت تھی وہ شمالی پیشقدمی کے قبل تین ہزار رہ گئی۔ افواج سرکاری نے کیانگسی میں دو فیصلہ کن فتوحات حاصل کیں۔ اور نانچنگ کا راستہ کھول دیا۔

باغیوں کی فراری ۔ (ٹوکیو ۸ اگست) جنرل فنگ کوچینگ تالی سپاہ کی بیس ہزار جمعیت لیکر جلدی ہی نانکنگ کیطرف کوچ کرنے کو ہے۔ باغیوں کے اکثر سرغنے بھاگ گئے ہیں۔ سن یاتسن ایک جاپانی سٹیمر میں روانہ فارمسا ہو گیا ہے۔ جنرل ہوانہنگ اور جنرل چنچی تلعجات ووسنگ میں مقیم ہیں جہاں ایک سٹیمر ہر وقت اُنکے لئے تیار ہے یہاں کی سفارت کا خیال ہے کہ اب بغاوت قریبًا خاتمہ پر ہے۔

حالت نازک ۔ (کانٹن ۔ ۷ اگست) یہاں کی حالت نازک ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ ۲۵ ویں پنجابی پلٹن کی کمک جلدی ہی پہونچا چاہتی ہے۔

کمک پہنچ گئی ۔ (ہانگ کانگ ۔ ۸ اگست) پلٹن کے دو سو جوان میجر رابنس اور کپتان واکر کی ماتحتی میں بلا شامین ہو گئے ہیں۔

معرکہ کی لڑائی (سنگھائی ۔ ۷ اگست) کل بمقام دونگ قلعہ والے باغیوں اور مشہور رجمنٹ موسومہ "سرکیف" کے درمیان جو باہر کیطرف مقیم تھی اور جس کے کمان افسر کی نسبت اشتباہ تھا کہ وہ قلعہ جات کو گورنمنٹ کے ہاتھ بیچ ڈالنے کی غرض سے حاصل کرنیکے منصوبے کر رہا ہے۔ ایک سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ جونہی یہ رجمنٹ اپنی بارگوں سے نکلی قلعوں کیطرف سے آگ برسنی شروع ہو گئی۔ اور اسی اثناء میں افواج نے ایک پہلو بچانے والی نقل و حرکت کر کے رجمٹ کو نیچے کیطرف روانہ کر دیا۔

پانچسو مقتول (کانٹن ۔ ۸ اگست) مشرقی پہاٹک روا کی لڑائی میں پانسو آدمیوں کے مارے جانیکی خبر آئی ہے۔

ہز آنر سر جیمز میسٹن لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ۶ اگست کو آگرہ پہنچے۔ بجواب ایڈریس آپ نے ہنگامہ کانپور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اُن کے کانپور پہنچنے کے وقت جنگ و جدل ختم ہو چکی تھی لیکن اس کے دردناک نتائج یعنے مقتولوں اور مرتے ہوؤں کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بیواؤں کے نوحہ و بکا اور یتیموں کی گریہ زاری کانوں سے سنی ہز آنر نے کہا۔ کہ میں اس وقت اس کا الزام کسی پر نہیں لگاتا کیونکہ یہ عدالتوں کا کام ہے لیکن جہالت و خبط سے یہ حالت پیدا ہو گئی تھی ہز آنر نے حکام کی ہمدردی انسانی کی تعریف کی۔ کہ ہنگامہ کے فرو ہونے پر انھوں نے انتقام کو ملحوظ رکھنے کی بجائے مقطوع الاعضاء اشخاص اور زخمیوں کو سرگرمی سے مدد دی۔ اور گرفتاریوں کے متعلق اصل شرکائے فساد اور تماشائیوں کے درمیان تمیز کرنے میں کوتاہی نہیں کی +

بنگال میں تصادم ریلوے سٹیٹ انڈین ریلوے کی ایکسپرس ٹرین سیپور کے سٹیشن پر مال گاڑی سے ٹکرا گئی ایک برکمین اور ایک بلاک خطر ہلاک اور ایک مسافر خفیف زخمی ہوا مسافر گاڑی کا ڈرائیور فائرمین اور ایک اور شخص مجروح ہوئے۔ آمد و رفت کی بڑی لائنیں مسافر گاڑی کے انجن کے اُلٹ جانے اور ٹرینوں کی چار گاڑیوں اور ایک بریک ان کے ٹوٹ جانے سے غالبًا ۲۴ گھنٹوں تک رکی رہینگی +

نماز جمعہ کے لئے چھٹی (رنگون ۷ اگست) مسلمانان رنگون کی انجمن نے تعطیل جمعہ کے متعلق لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں جو درخواست بھیجی تھی۔ اُس کا جواب اب ملا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ مسلمان ملازموں کو ۱۲ اور ۲ بجے کے درمیان نماز کے لئے جانے کی اجازت مانگنے سے مل جایا کرے گی۔ بشرطیکہ دوسرے وقت میں اس حرج کی کمی پوری کر دیں

زلزلہ ۔ (کوئٹہ ۸ اگست) دس بجے صبح کے ایک زلزلہ آیا۔ جو کل کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
اخبار
پیغام صلح لاہور
جلد ۱ ۔ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۳ء ۔ نمبر ۱۴

دعوت الی الخیر کی ضرورت

(اور تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے)

مندرجہ عنوان ارشاد الٰہی ایک نہایت اہم اور زبردست اصول ہے دنیا اور اہل دنیا کو اسلام اور قرآن کریم کی خیر و برکت سے مستفید کرنے کا یہہ ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور ایسے وقت میں ہوا جبکہ دنیا فسق وفجور اور گمراہی کی تاریکی سے ایک شرمناک و تاسف خیز حالت میں مبتلا تھی اور خلق اللہ اس پرخطر اندھیرے سے نکالے جانے کی ازبس محتاج تھا آنحضرتؐ کے متبعین کو اس میں تبلیغ حق اور اشاعت ہدائیت کی تاکید کی گئی تھی صحابہ کرام نے اس کی تعمیل میں یہاں تک جانفشانی اور کمال کر دکھلایا کہ اپنی جانیں قربان کرکے بھی لاالہ الااللہ کی گونج زمین کے کناروں تک پہنچادی۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

گو اسوقت جبکہ ان واقعات پر کئی صدیاں گذر چکی ہیں دنیا کی حالت پہلے سے بہت مختلف ہو۔ لیکن آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اہل عالم کو اُس نور ہدائیت سے حصہ پانے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہہ ضرورت ہمیشہ سے رہی اور ہمیشہ رہے گی فرق صرف اتنا ہے کہ اُسوقت جہالت کا دور دورہ تھا تو ضلالت و معصیت کی نوعیت کچھ اَور تھی۔ اب علمی ترقی کا زمانہ ہے تو صورتِ حال دگرگون ہے مگر یہہ نہیں کہ سائنٹفک ترقیات نے دنیا کے سر سے گناہ کا بوجھ کچھ ہلکا کر دیا ہو بلکہ برخلاف ازیں جوں جوں خشک علمی کمالات عروج حاصل کرتے جاتے ہیں شرارت خباثت ناحق کوشی و خدا فراموشی نت نئی شکلیں اختیار کرکے اور بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اسواسطے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگرچہ اس ارشاد الٰہی کی تعمیل میں دعوت الی الخیر کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے لیکن چونکہ شر جیسا نقطہ کمال کو اس زمانہ میں پہنچا اور پہنچ رہا ہے اس کی نظیر ازمنہ ماضیہ میں کہیں نہیں ملتی۔ لہذا۔ اسوقت سے زیادہ دعوت خیر کی احتیاج پہلے کبھی بھی نہیں ہوئی پس ضرورتِ وقت تو بظاہر ایسی ہے کہ اس کلام پاک کے مخاطب (مسلمان) سارے کے سارے ہی۔ چار دانگ عالم میں پھیلکر اسی ایک اہم اور مبارک کام کے سپرد ہو جائیں۔ لیکن ارشاد خداوندی کے اصل الفاظ پر غور کرنے سے قرآن کریم اور اسلامی تعلیم کی کمال عظمت و حکمت ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے مسلمانوں کی اور بھی دینی و دنیوی ضروریات کو ملحوظ رکھکر

تقسیم عمل

کے قیمتی اصول پر یہہ حکم نہیں دیا کہ تم سب ہی اس ایک خدمت میں لگ جاؤ بلکہ یہہ فرمایا کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو خلق اللہ کو نیکی کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کا حکم کرے اور برائیوں سے منع۔

عامتہ المسلمین کو اس پرفتن زمانہ کا کھڑے کھڑے تماشہ دیکھتے ہوئے قرن گذرے چلے جاتے ہیں نہیں نہیں بلکہ وہ احکام الٰہی اور سنت نبویؐ کو پس پشت ڈال کر ایسے محو تماشا ہوئے کہ خود بھی جزو تماشا بنگئے ہیں۔ اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اصل میں ان کی حالت اس سے بھی کچھ زیادہ مستوجب ملامت ہے۔ کیونکہ دیگر اقوام عالم کی حالت تو اسلام سے بیگانگی کے باعث بگڑی ہوئی ہے۔ مگر یہہ اس پاک دین کے اہل اور نام لیوا ہوکر اپنی شامتِ اعمال سے اُسے دنیا میں بدنام و رسوا کر رہے ہیں۔ الغرض عام مسلمانوں کو تو اس اشد ضرورتِ حقہ (دعوت الخیر) کی چنداں پروا نہیں اور الاماشاءاللہ کوئی شاذونادر افراد اس درد میں شریک ہیں بھی تو انھیں ابھی تک خیالی منصوبوں سے ہی فرصت نہیں ملی کہ

میدان عمل

کی طرف آتے۔ مگر الحمدللہ کہ احمدی قوم خدا اس کی ہمت میں برکت دے۔ با وجود بے بضاعتی اور قلت تعداد کے اسلام کی اس اہم خدمت کی طرف متوجہ ہو گئی ہے۔ اور اس کے مبلغ گو ابھی چھوٹے پیمانہ پر ہی۔ لیکن کمر بستہ ہوکر جہاں تہاں پھیلنے شروع ہو گئے ہیں احمدی داعیان خیر کا سلسلہ پہلے تو چند سال سے خاموشی کے ساتھ اندرون ملک ہی میں کام کرتا رہا مگر اب ممالک غیر کا بھی نمبر آ گیا ہے فالحمدللہ علی ذالک۔

لیکن ہمارے بھائیوں کو ان مدح سرائیوں سے خوش ہوکر صرف ابتدائی اور نہائت جزوی خدمات پر ہی قانع نہ رہنا چاہئے۔ اُن کی تبلیغی مساعی کے لئے ابھی بڑا بھاری میدان خالی پڑا ہے۔ خدا کی وسیع زمین پر بہت سے خطے ایسے ہیں جہاں ہنوز نورِ حق کی خفیف سی شعاع بھی نہیں پہنچی وہاں کی مخلوق کو

دعوت اسلام

دینے کے لئے ضرورت ہے کہ غیر معمولی الوالعزمی سرگرمی اور جوش واخلاص سے کام لے کر اپنا فرض ادا کرنے کو اٹھ کھڑے ہوں اسلام کی تائید ونصرت کے لئے خداتعالے کے بڑے بڑے حوصلہ افزا وعدے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو کچھ ہوگا اُسی کے فضل سے ہوگا لیکن ضرورت ہے کہ تم اپنی عملی حالت میں ایسی پاک تبدیلی کرو جو خارق عادت طور پر

جاذب نصرت

ہو اور ہمکو منشاء الٰہی کے مطابق کام کرنے کی توفیق ملے۔ آمین

والپریزو یونیورسٹی
ہم خرما و ہم ثواب

اضلاع متحدہ امریکہ کے صوبہ انڈیانا میں مندرجہ عنوان نام بیت العلوم اسی نام کے شہر (والپریزو) میں واقع ہے جہاں چند مسلمان طلبا بھی تعلیم پاتے ہیں۔ ان میں ایک مسٹر ایم۔ ایس حسین خاں بھی ہیں جو گورنمنٹ ایران کے سکالرشپ پر وہاں مشغول تحصیل ہیں۔ قریبًا دو ڈھائی ماہ کا عرصہ ہوا انھوں نے مسلمان طلبا ہندوستان کو وہاں آنے کی ترغیب دلاتے ہوئے لکھا تھا کہ جو نوجوان حصول تعلیم کے شائق ہوں اور محنت مشقت سے نہ گھبراتے ہوں وہ یونیورسٹی مذکور میں باسانی اپنی مراد کو پہنچ سکتے ہیں۔ اس یونیورسٹی کے مسلمان طلبا نے ایک اسلامی سوسائیٹی بھی قائم کر رکھی ہے جو اپنے دینی بھائیوں کو مقاصد تحصیل میں ہر طرح سے امداد دیتی ہے۔ جفاکش طالب علم کو وہاں اپنی گرہ سے کچھ بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ پڑھائی بہت آسان ہے۔ سہ ماہی وار تین جدا جدا کورس ہوتے ہیں چوتھی سہ ماہی کی تعطیل رہتی ہے جس میں لڑکے محنت مزدوری سے اپنا سال بھر کا خرچ بسہولت پیدا کر لیتے ہیں کیونکہ ایک ڈالر (قریبًا ۳ روپیہ) روزانہ ملتا ہے۔ پھر خوبی یہہ کہ طریق تعلیم ایسا عمدہ ہے کہ قوائے دماغی پر یہاں کی طرح بیجا بار نہیں پڑتا۔ اور یہہ بھی نہیں کہ برسوں کی شاقہ محنت کے بعد بیدردی سے انکی کوششوں پر پانی پھیرا جائے بلکہ وہاں ممتحن کو طلبا کی دماغ سوزی و جانکاہی کا پھل دینا مدنظر رہتا ہے۔ غرض والپریزو یونیورسٹی کے حالات ایسے حوصلہ افزا ہیں کہ مسلمانوں اور خصوصًا احمدی قوم کو تو ضرور ہی اسطرف توجہ کرنی چاہئے ہمارے چند ہونہار نوجوان اکٹھے ہوکر اُدھر کا قصد کریں تو علاوہ تعلیم وسیاحت کے زائد دبرکات حاصل ہونے کے تبلیغ واشاعت اسلام کی خدمت بھی بہت کچھ انجام دے سکتے ہیں۔ اگر بھی خواہان اسلام اور اکابر سلسلہ عالیہ اسوقت ہمت وحمیت کو کام فرمائیں تو یہہ تجویز کچھ بہت دقت طلب نہیں ہے۔ ہماری اس آواز پر لبیک کہنے والے اُٹھیں تو ہم انشاءاللہ اس کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

موجودہ مصائب میں مسلمانوں کیلئے امن کی راہ کیا ہے؟

فتوائے حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح

کانپور کی مسجد کے متعلق حال میں جو شورش بپا ہوئی۔ اس میں کئی قیمتی جانوں کا زیان ہوا۔ بیسیوں پچاسوں زخمی ہوئے۔ اور سینکڑوں ہزاروں [illegible]

امن پسند اور بہی مُدبر تاکہ اندرونی [illegible] ہونا چاہئے۔ مگر صرف غم وغصہ بے سود ہے۔ اس واسطے مقتضائے دانشوری یہی ہے۔ کہ ہم سوچیں وہ مشکلات کی وجوہ اصلی کیا ہیں۔ آئندہ ایسی زحمت پیش نہ آنے کی فکر کریں۔ اور ساتھ ہی کوئی ایسی تدابیر بھی اختیار کریں۔ جن سے موجودہ مصیبتوں کا بادگران کچھ ہلکا ہو سکے۔ بہرحال ہیں دوسروں پر ہی سارا الزام عائد کرنا ایک نیک نیم اور عقلمند اور انصاف پسند انسان کا کام نہیں۔ وہ جو ہمیشہ دوسروں کی ہی عیب شماری کے درپے رہتا ہے۔ نہ تو کبھی اپنی اصلاح کر سکتا ہے نہ دوسروں کے ہی اصلی اور مفروضہ مصائب میں تمیز کرنے کا کام دے سکتا ہے۔ ایسے معاملات میں افراط وتفریط سے باز رہ کر اعتدال کی راہ اختیار کرے جو عین منشاء اسلام ہے۔ مگر اس قسم کے نازک موقعوں پر جیسا کہ یہ واقعہ کانپور ہے تشویش۔ گھبراہٹ اور پریشانی اور اضطراب کا پیدا ہونا لازمی بات ہے۔ جس میں راہ صواب کا سوجھنا۔ اور رائے صائب کا قائم ہونا ایک امر دشوار ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ اپنے ذاتی [illegible] پر حصر نہ رکھکر خداتعالے کے احکام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو معلوم کرکے حتی الوسع ان پر کاربند ہونے کی کوشش کریں۔ اسی خیال سے ذیل میں ہم وہ فتوی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مولانا ومرشدنا مولوی نورالدین صاحب سلمہ نے ایک دوست کے استفسار پر رقام فرمایا ہے۔ حضرت کا علمی تبحر۔ آپ کا تقوی۔ کلام الٰہی اور حدیث نبوی پر آپکا عبور اور اپنے علم وعمل میں یکتا ہونا یگانہ و بیگانہ میں یکساں مسلم ہے۔ اس فتوے سے مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم کے مطابق ان کی موجودہ مصائب کا باعث اصلی صرف یہ ہے کہ ہم حقیقت اسلام سے دور جا پڑے۔ اور نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ آج اگر ہم سچے مسلمان بن جائیں۔ تو ضرور ہے کہ اللہ تعالے بھی رجوع برحمت فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے تمام مظالم اور مصائب کا خاتمہ ہو جائے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ [illegible] معاملہ میں ضرور غلطی و جلد بازی کی۔ انہیں چاہئے تھا۔ کہ عمدہ تدابیر وعاقبت اندیشی سے کام لیتے۔ غرض اسی ارشاد سے جو صفائی سے عیاں ہے کہ ایسے امور میں ایک مسلم حقیقی کا مسلک کیا ہونا چاہئے۔ امید ہے کہ مسلمان اور خصوصًا احمدی برادران اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

نقل فتوے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

میرا مذہب یہہ ہے۔ کہ جس سلطنت کے ماتحت ہم رہیں اس کے خلاف نہ کریں۔ اُس کے حضور آرام کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ مان لے تو سبحان اللہ۔ اللہ تعالے کا رحم وکرم ہے۔ اگر دہ نہ مانے تو اُس کے ملک سے نکل جاویں۔ حضرت قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے صبر کیا۔ قوم کو صبر کا حکم دیا۔ والعاقبۃ للمتقین۔ آخر درخواست کی ہے۔ ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم۔ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو۔ اور ان کو آپ دکھ نہ دیں۔ حضرت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین نے تیرہ برس مکہ معظمہ میں تکالیف کو برداشت فرمایا۔ سمیہ کو رتی سے قتل کیا گیا۔ زنیرہ کو مار ڈالا۔ یاسر کو نہایت بیدردی سے قتل کرکے [illegible] آپ نے پہلے صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا۔ پھر آخر آپ خود مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اور مکہ سے ہجرت کر گئے۔ یہہ ہے میرا مذہب اور میرا عملدر آمد ہے۔ رہا یہہ اخبار اور اہل حدیث یا اُن کے برادران خورد وبزرگ۔ سو یہہ لوگ ابتدا سے اور اس وقت تک ہمارے دشمن رہے ہمارا کیا بگاڑا۔ جواب بگاڑیں گے۔ بے ریب کانپور کے حکام یا اہلکاروں کی غلطی ہے۔ کہ مندر کو بچایا اور مسجد کو گرایا۔ اور آخر گولی چلانیکا حکم دیا۔ عمدہ تدابیر وعاقبت اندیشی سے کام نہ لیا مگر ایسے حکام کے متعلق قرآن مجید کا صاف حکم ہے۔ وکذالک نولی بعض الظلمین بعضا۔ مسلمان خود مسلمان ہوں۔ تو اللہ تعالے ایسے حکام کیوں ہوں۔ یہہ ہے میرا ایمان۔ غالبًا آپ سمجھ گئے ہیں اس کے خلاف کروگے۔ تو ہم آپ سے بیزار ہیں ٭

دستخط
حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] اگست ۱۹۱۳ء

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

(ترجمہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو)

یسوع مسیح کا الوہیت اور بشریت کا ایک کامل نمونہ ہونا

لا الٰہ الا اللہ - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

یسوع مسیح کی وفات نے سنت قدیمہ کو ہی بدل دیا

ہم واقعہ صلیب کے دن تک توان احکام الٰہی پر عمل کرکے جو موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ آسمان کی بادشاہت میں قبول کئے جا سکتے تھے۔ لیکن وفات مسیح کے بعد تمام پرانا طرز عمل ہی بدل گیا۔ اور مشیت ایزدی میں فرق آگیا۔ پرانا عہدنامہ چنداں مفید ثابت نہ ہوا۔ اور ان احکام پر کاربند ہونا بالکل فضول خیال کیا گیا۔ اس عالم الغیب خدا کو ہزارہا سال کے تجربہ کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی۔ کہ وہ شریعت جو میں نے پہلے برکت کے رنگ میں نازل کی تھی آخر لعنت ثابت ہوئی۔ جیسا کہ پولوس نے لکھا ہے:۔

"شریعت کے ظاہر ہونے تک گناہ دنیا میں نہ تھا۔ جب شریعت نہ تھی۔ تو گناہ بھی نہ تھا"

پھر اس نے یہودیوں سے کہا کہ ہم سب شریعت کی وجہ سے گنہگار ہیں۔ لیکن یسوع مسیح خدا کے بیٹے کی موت ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ یونانی منطق کا یہ گول مول مقولہ جو بظاہر خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ رومیوں کے پانچویں باب میں پایا جاتا ہے اور کسی قسم کی تشریح کا محتاج نہیں۔ بہرحال اس پر پھر کبھی بحث کی جائے گی +

خدا کی غیر مستقل حالت

فی الحال اتنا بتا دینا کافی ہے کہ الٰہی صفت کا یہ نیا اظہار خالق حقیقی کی رحمت عامہ کے اصول کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اس کا فضل ہر کس و ناکس پر بلا امتیاز ہے شریعت کی جگہ خونی کفارہ نے لے لی ہے۔ کیونکہ بقول عیسائی صاحبان شریعت تو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ لیکن حقیقی فضل اور صداقت یسوع مسیح ہی اپنے ساتھ لایا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ تمام لوگوں پر مہربان نہیں ہے؟ کیا اس کی رحمت وسیع نہیں؟ اگر ہے تو پھر بتاؤ۔ ولادت مسیح سے چار ہزار سال یا اس سے بھی پہلے خدا تعالیٰ نے دنیا میں اپنے فضل کا اظہار کیوں نہیں کیا؟ آج اگر کفارہ کے ذریعہ اسی فضل و رحمت کو سچا ثابت کیا جاتا ہے۔ تو پھر پولوس کے قول کے مطابق تو ہم بھی قہر الٰہی سے نجات پا سکتے ہیں (رومی باب ۵) کیا حضرت یعقوب کی نسل قہر الٰہی کے نیچے نہ تھی۔ پھر اُن کو یہ بات کیوں نصیب نہ ہوئی؟ اگر خدا تعالیٰ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور مسیح نے ہمارے گناہ کی خاطر مرنا قبول کیا۔ تو بتاؤ (بقول عیسائی صاحبان) ان بد اعتقاد لوگوں کی خاطر جو زمانہ قدیم میں اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ کس نے اپنی جان دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اظہار آمد مسیح سے پہلے کیوں نہ کیا۔

واقعہ صلیب کے دوبارہ ہونیکی ضرورت

جب ہم قوانین قدرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاص حالات کی موجودگی لازماً صفات الٰہیہ کے ظہور کو چاہتی اور اگر اپنے آپ کو قربان کر دینا بھی خدائی صفات سے ہے۔ جو دشمنوں کو بھی خدا سے ملا دیتی ہے۔ (کیونکہ گناہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ تو فضل کا نزول اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ رومی باب ۵) تو گناہ سے منزہ نہیں۔ ایسی قربانی بار بار ہوتی رہنی چاہئے۔ کیونکہ کوئی انسانی نسل گناہ سے منزہ نہیں اگر گناہ کرنا انسانی فطرت ہے۔ اور اُس کی سزا موت ہے تو زمانہ عیسویت سے پہلے فضل خدا کیوں نہ ہوا اور اگر گناہ شریعت کے ذریعہ دنیا میں آیا۔ اور موت گناہ کے باعث۔ تو انسان بموجب اعتقاد عیسوی احکام الٰہی پر کاربند ہو نہیں سکتا۔ اور موت حضرت آدم ع سے لیکر حضرت موسیٰ ع تک برابر چلی آئی۔ تو پھر کوہ سینا کے دروازہ سے شریعت کو دوبارہ دنیا میں نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور گناہ کو کیوں نسل بنی اسرائیل کے لئے شریعت کے ماتحت لایا گیا۔ سینٹ پال (پولوس) نے اس بات پر کسی حد تک منطقی رنگ چڑھایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ فضل تب ہی زیادہ ہوتا ہے۔ جب گناہ بھی ترقی کرتا ہے۔ شریعت اس لئے نازل ہوئی۔ تاکہ گناہ زیادہ ہوں۔ جب گناہ زیادہ ہوئے تو فضل اور بھی زیادہ ہو گیا۔ واہ کیا ہی عمدہ تفسیر ہے اور صفات الٰہیہ کا کیا ہی اچھا اظہار ہے۔ کہ خدا نے فضل بھیجنے کے لئے گناہ پیدا کیا۔ تا انسان کو دائمی ملامت میں ڈال کر الٰہی شفقت کا ثبوت دے۔

فضل الٰہی کے ظہور کے لئے گناہ کا ہونا لازمی ہے

علاوہ ازیں اگر گناہ کی کثرت نے ہی اس وقت کو دور کرنا تھا اور جب کہ الٰہی جلال کو اسی طرح ظاہر ہونا تھا۔ تو ایسے جلال کے ظاہر کرنیکا وقت (وہ وقت جبکہ عیسائیوں کے قول کے موجب جلال ظاہر ہوا) مناسب نہ تھا۔ اگر تاریخ قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ تو جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ گناہ کو کمال تک پہنچتے ہوئے دیکھنے کے لئے دنیا کو چھ سو سال تک اور انتظار کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ یسوع مسیح کی پیدائش کے وقت نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہر قسم کی بدی کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ اگر بہ نظر تحقیق دیکھا جائے۔ تو یہ ہی ایک وقت تھا۔ جبکہ خدائے قدوس کو اپنے جلال کا اظہار کرنا چاہئے تھا۔ چنانچہ وہ ظاہر ہوا مگر اُس نے دشمنوں کو تباہ کیا نہ کہ دشمنوں نے اس کو ہلاک کیا۔ بیٹا تو اس کام کے قابل نہ تھا وہ آیا اور سانپوں کی نسل کے ہاتھوں مارا گیا اور پھر باپ کو خود آکر پرانے اژدہا کا سر کچلنا پڑا۔

انگور کے کھیت کی تمثیل کی حقیقت

اس طرح یسوع مسیح کی وہ پیشین گوئی جو انگور کے کھیت کی تمثیل میں ہے۔ پوری ہوئی۔ وہ کسان جو اپنے زمانہ کے یہودی تھے۔ جنھوں نے پہلے بھی مختلف نبیوں کو جو انگور کے کھیت کے مالک کے ملازم تھے مارا اور ان پر پتھراؤ کیا۔ پھر یسوع مسیح آیا جو خدا کا بیٹا تھا (بقول عیسائی صاحبان) پھر وہ بھی پکڑا گیا اور انگور کے کھیت سے باہر دھکیل دیا گیا۔ تب خدا نے اس شریر خاندان کو اور اپنے انگور کے کھیت کو جو نبیوں کا ورثہ تھا۔ تباہ کر ڈالا۔ پھر اُس میں اُس نے اور ہی کسان بھیجے۔ جو حضرت اسماعیل ع کی اولاد سے تھے اور وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کیا تھا۔ عمارت کا سنگ بنیاد بنا +

پولوس کی بودی تفسیر

وہ تشریح جو پولوس نے پیش کی ہے۔ سوال زیر بحث کو صاف نہیں کر سکتی۔ اگر نجات انسان کے لئے "خون بہانا" شرط ایمان تھا۔ تو حضرت موسیٰ ع اور اُن کی اولاد کو کس نے بچایا۔ لیکن اگر حضرت موسےٰ ع نے اپنے خدا کو اس کے احکام پر کاربند ہو کر خوش کر لیا۔ تو پھر وہی طریقہ مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد دوسروں کے واسطے کیوں مفید نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر حضرت موسیٰ کی اولاد ابھی تک دوزخ میں ہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو ان سے کیوں روکا گیا؟ کہا جاتا ہے کہ حضرت یعقوب ع کا خاندان بھی اس معصوم برّے (یعنی مسیح) کی آنے والی عظیم الشان قربانی پر ایمان رکھتا تھا۔ اور ان اسرار کو کھولنے کے لئے جو بقول عیسائی صاحبان پرانے عہدنامہ کی صاف صاف عبارت میں موجود ہیں بہت سی منطق اور فصاحت جو مغربی مذہبی لوگوں کا خاصہ ہے خرچ کی جاتی ہے مجھے اس بات کی صحت پر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ لاکھوں روحیں ابھی تک خدا کے برگزیدہ فرزندوں کے حلقہ سے باہر ہیں اور غیر بنی اسرائیل دنیا نے ابھی تک پر اسرار اعتقادات کو سمجھا تک نہیں۔ انہوں نے بیشک اپنے اپنے نبیوں کے ذریعہ احکام الٰہی حاصل کئے۔ انہوں نے شریعت کی نافرمانی کی۔ لیکن خدا نے تو کبھی بھی ان کو اس آنے والے فضل سے آگاہ نہیں کیا جس کی طفیل انہوں نے خدا کا قرب حاصل کرنا تھا۔ اس عجیب قسم کی صفت الٰہی کے ظہور کے بعد بھی صدیوں تک دیگر اقوام اس نئی تعلیم سے ناواقف ہی رہیں۔ اور تو اور زمانہ حال میں بھی ایسے ممالک موجود ہیں۔ جہاں مشنریوں کا قدم تک نہیں پہنچا اور جو نئے پیغام کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔ ممکن ہے کہ دنیا کو عیسائی بنانے والی جماعت مدت مدید کے بعد ان ممالک کو بھی فتح کر لے۔ مگر سچ پوچھو تو خواہ یہ مہم ان کو یسوع مسیح کی طرف بلانے میں کامیاب ہو یا نہ ہو۔ لیکن پھر بھی بہت سے لوگ انہی کے طرز عمل سے یورپ کے جھوٹے کو ہی قبول کریں گے۔ وہ اس طرح کہ اول اول مشنری کا نسل کے عہد کے لئے [illegible] اور تجارتی حقوق حاصل کرنا اور بعد ازاں پولیٹیکل اثر پیدا کر کے الحاق کر لینا۔ لیکن پھر ان لوگوں کی نجات کا کیا حال ہوگا۔ جو اس نئے کفارہ سے بالکل ناواقف ہیں۔ وہ بے شک اپنی عقل کے مطابق احکام الٰہی رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لوگ شریعت پر قائم ہی نہیں رہ سکتے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ کہ گنہگار رہ جاتے ہیں اور اس نئے اعتقاد پر ایمان لائے بغیر آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے جس کو کہ ابھی تک اُنہوں نے سنا تک نہیں اب سوال یہ ہے کہ ربوبیت الٰہی کے متعلق بیجا امتیاز کیوں روا رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کسی کی رعایت نہیں کرتا بلکہ اس کی رحمت تو سب کے لئے عام اور وسیع ہے۔ اس کا رحم تو سب پر یکساں ہے۔ اگر پرانے عہدنامہ کی تعلیم وسیع تھی۔ تو فضل کے اس نئے عہد کو کیوں وسعت نہیں دی گئی۔ یہ نیا کفارہ بنی نوع انسان کو نجات دے یا نہ دے لیکن یہ تو خود خدا کو نجات دہندہ بھی ثابت نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ وہ متلون مزاج اور کمزور ارادہ کا مالک ٹھہرتا اور اپنے فیض اور رحم میں رعایت کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اسلام سے پہلے تمام مذاہب کسی حد تک تنگ خیالی کی ہی تعلیم دیتے تھے جو رضائے الٰہی پر داغ لگاتے تھے۔ وہ اپنے عقاید کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کو تصور کرتے تھے۔ لیکن دوسرے دینوں کو اس حق سے محروم جانتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک خدا اُن کے سوائے اور لوگوں کا خدا نہ تھا۔

ربوبیت الٰہی وسیع ہے

ربوبیت الٰہی کے متعلق یہ ایک غلط فہمی تھی۔ جس میں مختلف مذاہب صدیوں تک سرپٹتے رہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب نے اس غیر منصفانہ رضا الٰہی کے خیال باطل کو دور کر دیا۔ قرآن کریم تو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے الحمد للہ رب العلمین۔ تمام تعریف اور جاہ وجلال کا سزاوار اللہ ہی ہے۔ جو خالق اور مالک ہے۔ ایک ہی ملک یا قوم کا نہیں بلکہ تمام جہانوں، ملکوں، قوموں اور زبانوں کا مالک ہے اپنے روحانی اور جسمانی ربوبیت میں سب سے یکساں سلوک کرتا ہے۔ قرآن کریم کی افتتاحی آیت کریمہ ہی ان لوگوں کے خیالات باطلہ کو روک دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع اور غیر محدود ربوبیت عامہ کو محدود خیال کرتے ہیں + اور تمام دیگر اقوام کو اس سے خارج کرتے ہیں۔ گویا کہ دوسرے لوگ خدا کی مخلوق ہی نہیں اور خدا تعالےٰ نے ان کو فضول اور نکمی چیز سمجھ کر بالکل بھلا دیا ہے۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں۔ جس میں کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرانے والا نہیں آیا (وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر) اور پھر اسی صداقت کو ایک اور جگہ بیان فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہادی ضرور آیا (ولکل قوم ھاد) اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رحم کا پتہ ملتا ہے جو عام ہے اور جس میں کسی قسم کی خصوصیت یا رعایت نہیں اور جس کی وجہ سے ہر ایک قوم کو ہدایت نامہ دیا گیا اور وہی خدا تعالیٰ کا وسیع فضل ہے۔ جو آسمان کی بادشاہت کے دروازے تمام اعلیٰ و ادنیٰ پر بلا امتیاز کھولتا ہے اور اگر وہ ان احکام پر کاربند ہوں جو مسیح علیہ السلام دنیا میں لائے۔ لیکن خونی کفارہ ہزارہا سال تک پوشیدہ ہی رہا اور جب نازل بھی ہوا تو اس طرح۔ کہ صدیوں تک بے شمار قبائل اور اقوام کو اس کا علم تک نہ ہوا۔ حتےٰ کہ زمانہ حال تک بھی لاکھوں اسی کی نسل سے ہیں۔ جس نے گناہ کیا۔ لیکن انہوں نے اس فضل سے حصہ نہ لیا۔ اور اس سزا کو بھگت رہے ہیں۔ مگر اُن کی بدقسمتی سے یہ فضل اُن کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوا +

ریویو

اسلام بزور شمشیر پھیلا یا بذریعہ تبلیغ۔ تاریخی واقعات اور زبردست دلایل سے اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام جیسا کہ اس کے دشمن ناحق ملزم کرتے ہیں تلوار سے ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنی صداقت کے زور سے اقطاع عالم میں پھیلا۔ منشی [illegible] صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی یہ قابل قدر تالیف کثرت سے شائع ہونے کے لائق ہے۔ امید ہے کہ حامیان اسلام ان کی حوصلہ افزائی سے اپنی حمیت و محبت اسلام کا ضرور ثبوت دیں گے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب عمدہ۔ حجم ۹۶ صفحے قیمت ۳/ مؤلف سے منگائیں +

رموز الاطباء جلد اول مرتبہ جناب حکیم محمد فیروز الدین صاحب ایچ

کی ایک مجلد کتاب ہے۔ جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ زندہ اطبائے ہند کے مختصر حالات زندگی معہ فوٹو اور ان کے دو ہزار کے قریب مجربات خوش اسلوبی سے جمع کئے گئے ہیں۔ شروع میں بہ ترتیب امراض نسخہ جات مندرجہ کی فہرست دی ہے۔ ایک فرہنگ جس میں رو دیف وار فرہنگ ادویہ اور ایک ضروری مقدمہ یا دیباچہ ہے جس میں بہت سے طبی مطالب پر معنی خیز پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کی خوبیوں کا اندازہ بغیر مطالعہ کے ہونا مشکل ہے۔ قیمت ۴ ملنے کا پتہ منیجر صاحب دارالکتب رفیق الاطباء لاہور آخر میں دو باتیں خاص طور پر قابل ذکر معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ کتاب کو سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ رب العلمین کے حالات و نسخہ جات سے زینت دی گئی ہے۔ دوم یہ کہ ان دنوں اس قابل قدر کتاب کی قیمت لائق مؤلف نے بنظر رفاہ عام نصف کر رکھی ہے تاکہ کم استطاعت شائقین بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

نماز جنازہ اور امدادی چندہ

کل بروز جمعہ بادشاہی مسجد میں قریباً آٹھ دس ہزار آدمی نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوا۔ شہر میں خان بشیر علی خان صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ۔ غلام محی الدین خان صاحب پلیڈر اور ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار کی طرف سے پہلے نوٹس تقسیم کیا گیا تھا۔ کہ بعد از نماز جمعہ جنازہ غائب ان شہدا کا جو کانپور کی مسجد کی حفاظت میں قتل کئے گئے پڑھا جاویگا۔ چنانچہ بعد از نماز جنازہ ادا کیا گیا۔ اور اُن کی ارواح کے لئے سلامتی و مغفرت کی دعائیں کی گئیں اُس کے بعد ظفر علی خان صاحب نے ایک تقریر میں فرمایا کہ جناب ملکہ معظمہ وکٹوریہ ہند نے ۱۸۵۷ء کے بعد جب سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ تو اعلان کیا کہ اُن کی سلطنت ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں ہرگز دخل نہ دے گی اور اپنی رعایا کے مذہبی احساسات و جذبات کی اُسی طرح پرواہ کرے گی۔ جیسا کہ دولت برطانیہ کے ممالک کی۔ اور کہ ان کے نزدیک گورے اور کالے برابر سمجھے جائیں گے اور ایک نظر سے دیکھے جائیں گے۔ اُس کے مقابل ہمارا اقرار تھا۔ کہ ہم ہر قسم کے ٹیکس ادا کرینگے۔ جو وقتاً فوقتاً ضروری سمجھے جائیں گے اور گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری رکھیں گے اور اندرونی اور بیرونی دشمنان حکومت کے ساتھ مقابلہ کرنے میں گورنمنٹ کا ساتھ دیں گے۔ ہم نے اپنے عہد کو آج تک نبھایا اور آئندہ نبھاتے رہیں گے۔ لیکن گورنمنٹ کے بعض افسر اس اقرار کو بالکل نظر انداز کر رہے ہیں اور ہمارے مذہبی احساسات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے رہے۔ ہم پہلے اپنے مذہب سے غافل تھے اور ایک زمانہ تھا کہ اُس کی طرف سے بالکل لاپرواہ تھے۔ ہماری مسجدیں گرائی گئیں۔ ہمارے مقبرے ڈھا دیئے گئے۔ ہم نے خواب غفلت میں کسی کی پرواہ نہیں کی۔ اب بفضل خدا مذہب اسلام کے پیروؤں میں بیداری ہوتی جاتی ہے۔ مذہب کی قدر و منزلت اُن کے دل میں دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اِس کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم اب اپنی مذہبی توہین کو کسی طرح بھی پسند نہیں کر سکتے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک مسجد کے گرائے جانے کی اطلاع جب مسلمانانِ ہند کو پہنچی۔ تو ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگ گئی۔ اور گورنمنٹ کی خدمت میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مدنظر رکھے جانے کی اپیلیں ہوئیں۔ لیکن لوکل گورنمنٹ نے کافی دانشمندی سے کام نہ لیا اور زمانہ کی حالت کو مطالعہ نہ کیا۔ جس سے آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ بعض اینگلو انڈین اخبار کہتے ہیں۔ کہ یہ چند آدمیوں کی شورش کا نتیجہ ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ سب نے بآواز بلند کہا کہ ہرگز سچ نہیں ہے ہم سب کے دل اس واقعہ کو سن کر لوکل گورنمنٹ سے ناراض ہیں"

بالآخر یہ ریزولیوشن پاس ہوا۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں درخواست کی جاوے کہ افسرانِ گورنمنٹ مسجد کو بنوا کر مسلمانانِ ہندوستان کے لئے تسلی کا موجب ہوں۔ یتیموں اور پسماندگان شہدا کی امداد اور مقدمہ کی پیروی کے لئے چندہ کھولا گیا۔ اگرچہ لوگ اس خیال سے نہ آئے تھے پھر بھی قریباً ڈیڑھ صد روپیہ جمع ہو گیا۔

واقعہ کانپور اور ہندو پریس

ہمیں یہ دیکھ کر ازحد افسوس اور سخت حیرانی ہے کہ ہمارے برادرانِ وطن کے چند ایک واقعہ سے یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو عام مسلمانوں سے بدظن کر دیا جاوے۔ اس کے لئے طرح طرح کے رنگ اور حاشیے چڑھا کر مضمون لکھے جا رہے ہیں۔ خود تو ان میں سے بمب چلانے والے بھی نکلے ڈاکہ مارنے والے بھی نت نئے گل کھلاتے رہتے ہیں اور ان کی خفیہ سوسائٹیاں صرف گورنمنٹ برطانیہ کو ہند سے نکالنے کے لئے اِس ملک میں اور غیر ممالک میں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن جب مسلمان غریب اپنے مذہبی احساسات اور جذبات کا خون ہو جانے پر گورنمنٹ عالیہ سے دادرسی کی درخواست کرتے ہیں اور کچھ اُن میں سے بمب لیکر نہیں۔ پستولوں اور چھریوں سے مسلح ہو کر نہیں۔ بندوقیں کندھے پر رکھ کر نہیں۔ بلکہ ننگے سر اور ننگے پاؤں۔ ہاتھ میں صرف ایک کپڑے کا علم لئے ہوئے اپنی ملوکہ مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرنے جاتے ہیں اور درجنوں ہی مسٹر ٹائلر صاحب کے صبر اور مدبرانہ چال کا شکار بن جاتے ہیں۔ تو ہمارے برادرانِ وطن اس معاملہ کو اتنا بڑھاتے ہیں۔ کہ الامان! باوجودیکہ یہ معاملہ صرف مذہبی ہے۔ ملکی نہیں۔ اس پر بھی ٹریبیون جیسے پایہ کا اخبار جو بڑے تعلیم یافتہ اور مہذب احباب کے ہاتھ میں ہے۔ ایسے گرے ہوئے اور لقاہت سے دور الفاظ استعمال کرتا ہے۔ کہ جس سے ایک مسلم کا دل پارہ پارہ ہو جاوے۔ اور جب ۱۹۰۷ء میں سارے ہند میں ۱۸۵۷ء کے غدر کا نقشہ کھینچ جانے کا اندیشہ تھا تو ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمدردی و رانہ کو مدنظر رکھ کر اور اِن دو قوموں میں صلح قائم کرنے کے لئے ایسے نازک وقت میں پیغام صلح لکھکر اُس شرافت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا۔ جو کہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم ایک انسان میں پیدا کر دیتی ہے۔ اور پھر آج ان کا سلوک دیکھئے۔ بہ بیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا است۔ الٰہی تو ہندوستان پر رحم فرما۔ آمین!

مسجد میں جائے ضرور

سرکاری اعلان درباره مسجد کانپور میں پڑھ کر ہمیں سخت استعجاب اور حیرانی ہوئی۔ کہ مشرقی حصہ مسجد کے کنارہ پر جو بنائی تھی۔ وہ جائے ضرور کو جاتی تھی۔ ہم نے لاکھوں مسجدیں مختلف ممالک میں دیکھیں۔ لیکن کہیں بھی مسجد کے صحن کے سامنے یا مسجد کے کسی حصہ میں کبھی جائے ضرور نہ دیکھا۔ اِس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلکٹر صاحب کانپور اور لوکل گورنمنٹ صوبہ جات متحدہ کتنی بیدار مغز ہے اور اپنی رعایا کے حالات اور احساسات سے کہاں تک صحیح واقفیت رکھتی ہے۔ کاش کہ سر جیمز مسٹن صاحب اگر اِس ہمدردی کو جو آپنے آج بیوگان اور کشتگان سے کی اور جو گولیاں چل کر اور درجنوں بچوں کو یتیم کرنے کے بعد اُن کے افسران کو یاد آئی ہندوستان کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات سے واقفیت حاصل کرنے کی تکلیف اٹھا کر پہلے سے ظاہر کرتے۔ تو یہ روز بد کانپور میں آج نہ دکھاتا۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ اگرچہ زخمی رعایا کی زاری جو کہ اُن کی اپنی گورنمنٹ کی کرتوت کا نتیجہ تھی۔ اور بیوگان اور یتیموں کی آہ و بکا کو جس کا کہ پہلے گولیاں چلاتے وقت کسی کو خیال نہ آیا۔ دیکھکر سخت متاثر ہوئے اور افسوس کر رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی بارہ منٹ تک کارتوس خالی کر دا دینے والے حضرات کی غیر منتقمانہ روش کی بہت تعریف کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ پکڑوا ڈالنے کے بعد انہوں نے پھر خوب ہمدردی کا اظہار کیا۔ ایک ہی ضمیر انسانی میں ایک ہی وقت دو متضاد احساسوں کی موجودگی ہماری تو سمجھ میں آتی نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہز آنر کا دل زیادہ فراخ ہو اور اُن میں یہ صحبت ممکن الوقوع ہو۔

قابل توجہ افسران محکمہ حفظانِ صحت

اِس موقعہ پر جبکہ مقامی ہیلتھ آفیسر صاحب نیز دیگر حکام محکمہ حفظ صحت ملیریا بخار (موسمی بخار) کی روک تھام کے خیال سے میونسپل حدود کے گڑھے وغیرہ بھروانے کی فکر میں ہیں۔ تاکہ مچھروں کی کثرت نہ ہونے پائے جس سے ملیریا پیدا ہوتا ہے۔ یہ ظاہر کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ حکام متعلقہ کو ناقص اشیاء خوردنی کی جانب بھی خاص توجہ فرمانی چاہئیے۔ جو بارہ جینے صحت عامہ پر خطرناک اثر پیدا کرتی ہیں مثلاً غیر خالص گھی۔ دودھ۔ باسی اور سڑی گلی مٹھائیاں۔ ناکارہ سبزی ترکاری وغیرہ ملیریا بھی بجائے خود ایک قابل انسداد وبا ہوتی ہے لیکن بعض صورتوں میں خراب اشیاء خوردنی کی مضرت اس سے بھی کہیں زیادہ خوفناک نتائج پیدا کرتی ہے۔

صاحب خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت۔

متفرق خبریں

مجروحین کانپور کے لئے میڈیکل مشن ڈاکٹر انصاری معہ چند اور ڈاکٹروں کے مجروحین کی تیمارداری کے لئے کانپور روانہ ہو گئے۔ اللہ جزائے خیر دے۔

واقعہ کانپور اور مسلم لیگ لکھنؤ کی مسلم لیگ نے فیصلہ کیا ہے کہ مختلف صوبجات سے وکلاء کی ایک کمیٹی بنائی جاوے جو مقدمات کی پیروی کرے۔

کانپور سے حال کے واقعات کی جو اطلاع ملی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ منٹ تک برابر گولی چلائی گئی اور ۶۰ کارتوس اس ہنگامہ میں خرچ کئے گئے۔ ابھی سر جیمز میسٹن صاحب بہادر کی رائے کہ انتقام کے طور پر یہ کارروائی نہیں کی گئی۔ خدا ایسا ہی کرے۔ یہ بھی افواہ گرم ہے کہ بہت سے مجروح غائب ہیں یا تو مر چکے ہیں یا کہیں پھینک دیئے گئے ہیں اور کہ جان بحق ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگرچہ اس کی تصحیح پورے طور پر نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پارلیمنٹ انگلستان کے ہاؤس آف کامنز (دار العوام) میں ۵ ماہ حال کو یہ مسئلہ پیش ہوا کہ ہندوستان اور لنڈن کے درمیان ڈاک ہفتہ میں دو بار آیا جایا کرے۔ موجودہ ٹھیکہ ختم ہونے پر اس کے متعلق غور کیا جائیگا۔

لنڈن میں انٹرنیشنل میڈیکل کانگرس (بین الاقوامی طبی مجلس) کا افتتاح ۵ اگست کو ہو گیا۔ اسمیں مختلف ممالک و اقوام کے ۵ ہزار وکلاء شریک ہونگے۔ دو اور بھی میڈیکل مجالس وہاں انہی دنوں میں اپنے اجلاس منعقد کر رہی ہیں۔

ہندو یونیورسٹی کے واسطے اب تک ۲۶۵۲۹۵۲ روپیہ چندہ ہو چکا ہے۔

نارنول (ریاست پٹیالہ) میں بتوں کا تماشہ ہو رہا تھا۔ اچانک ایک مکان گرا اور قریباً ڈیڑھ سو بچے اور جوان اس تلے دب گئے۔ افسوس!

گورنمنٹ نے تمام ہندوستان میں یکساں ماپ تول رائج کرنے سے متعلق ضروری تحقیقات کیواسطے ایک کمیٹی قائم کی ہے۔

ڈاکٹروں کی رجسٹری کے بارے میں گورنمنٹ عالیہ نے مقامی گورنمنٹوں سے استصواب کیا ہے کہ پبلک کو غیر مستند نیم حکیموں کی مضرت سے بچانے کے لئے طبابت پیشہ اشخاص کے درج رجسٹر ہونے کا قانون ضروری ہے یا نہیں۔

قطب جنوبی کی تحقیقات کے لئے جو مشن گیا ہوا ہے۔ انہوں نے ایک ماہ کی خاموشی کے بعد ایک بے تار برقی پیغام اس مضمون کا بھیجا ہے کہ تمام ممبران پارٹی خیریت سے ہیں۔ اور کہ بلا تار پیغام رسانی کا ستون جو پچھلے دنوں طوفان باد سے بگڑ گیا تھا۔ اس کی مرمت کر لیگئی ہے۔

اڈنبرگ کا ایک مے فروش حال میں فوت ہوا ہو۔ اس نے سینتیس لاکھ کی جائداد چھوڑی۔ جس سے باقی تمام اہل مغرب کی پرہیزگاری کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

حکومت فرانس نے تین سالہ لازمی فوجی خدمت کا مسودہ قانون منظور کر لیا ہے۔

مقدمہ سازش باریسال کی سماعت دو ہفتہ سکوت کے بعد پھر شروع ہو گئی۔ کئی گواہوں کے بیانات قلمبند ہو چکے ہیں۔

نہایت ضروری

بعض احباب کرام کے نام اخبار سلسلہ کے خاص رکن ہونے کی حیثیت سے چند خاص احباب کی تحریک پر جاری کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ وہ اس قومی اخبار کی خریداری منظور کرکے ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تاکہ ہم اسے جلد روزانہ کرنے کے قابل ہو سکیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔ توسیع اشاعت میں بعض احباب نے خاص کوشش فرمائی ہے انکے ہم بہت مشکور ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ جو احباب خود اخبار کو خریدنیکی توفیق نہ پا سکیں وہ کم از کم ایک خریدار مہیا کر کے اپنے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

اخبار پیغام صلح لاہور

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا۔
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قائم کرنا۔
(۴) عقائد اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا۔
(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلۂ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا۔
(۷) سیاسی۔ تمدنی۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت۔

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ للعہ۔ ششماہی للعہ۔ طلباء سے للعہ اور للعہ
(۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویرہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں۔ دیگر خط و کتابت منیجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی اے (آنرری) ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

جلد ۱ | لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۸۔ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ | نمبر ۱۵

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

بخارسٹ کانفرنس۔ (لنڈن - ۹ر اگست) بخارسٹ کی کانفرنس میں کل روسی اور آسٹرین مراسلے پڑھے گئے جنکا منشاء یہ ہے کہ اس عہدنامہ کو نظر ثانی و ترمیم کرنے کا حق محفوظ رہنا چاہئے۔

دول کا بھروسہ۔ بلغاریہ کا بھی ایک اعلان پڑھا گیا۔ جسکا مدعا یہ ہے کہ آسٹریا اور روس کا مطالبہ دربارہ ترمیم و نظر ثانی اُسے بدین توقع عہدنامہ پر دستخط کرنے کا حوصلہ دلاتا ہے۔ کہ دول عظام اسکی حالت موجودہ میں بہتری اور ترقی کے سامان مہیا کر دینگے۔ (اور انکا مجموعی اثر اس کے حق میں مفید ثابت ہوتا رہیگا)۔

بلغاریہ کا غیر متوقع طور پر اپنی افواج کے میدان سے ہٹا لینے کا فیصلہ کرنا اس خیال سے منسوب کیا جاتا ہے کہ اس کو دول یورپ پر بھروسہ ہے کہ وہ ضرور ترکوں کو اینوز میڈیا لائن سے پیچھے ہٹ آنے پر مجبور کرینگے

دول کے پیچیدہ خیالات کا افشا | عہدنامہ صلح سے متعلق دول یورپ کی پیچ در پیچ الجھنوں اور خصوصاً مقام کوالہ کے قبضہ کی بابت انکے دقت طلب خیالات کا اس جرح قدح سے پتہ لگتا ہے جو انہی دنوں فرنچ اور روسی اخبارات میں چھڑی ہے۔ فرنچ اخبار ٹامپز کوالہ کے متعلق روسی طرز عمل سے حیران ہے اور روس کو متنبہ کرتا ہے کہ آسٹریا کی تقلید اسکے حق میں اچھے نتائج پیدا نہیں کریگی۔ روسی اخبار نووی ریمیا کہتا ہے کہ فرانس اوہام باطلہ کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اسطرح فرانسیسی روسی اتحاد کو قربان کر رہا ہے جسکی بنیادی باتوں پر نظر ثانی کا ہونا لازمی ہے۔ روسی جرنل نوچ کہتا ہے کہ فرانس نے بحیرۂ روم کے متعلق پالیسی کے توہمات میں پڑھکر ہمارا ساتھ چھوڑ دیا

یونان میں جوش مسرت شاہ قسطنطین نے ایم وینی زیلس کو تمغہ گرانڈ کراس آف سیویر عطا کیا۔ اور حکم دیا کہ یونان کے تمام قلعوں میں صلح کی یادگار کے طور پر ایک سو ایک توپوں سلامی کی سر ہوں۔ ایتھنز میں اس وقت بہت ہی جوش مسرت پھیلا ہوا ہے۔ (ابعد کی خبر) بخارسٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ بلغاریہ نے قبضہ کوالہ کے بارہ میں اپنا سوال اٹھایا ہے اور کہ عہدنامہ صلح پر پیر کے روز دستخط ہو جائیں گے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رومانیا اپنی افواج کو فی الفور ہٹا لے گا۔

(**لنڈن** - ۱۰ر اگست) قیصر جرمنی نے شاہ یونان کو فیلڈ مارشل مقرر کیا اور بخارسٹ کی پیس کانفرنس کے میر مجلس کو عقاب احمر گرانڈ کراس کا تمغہ عطا فرمایا

شاہ رومانیا نے قیصر جرمنی کو تار بھیجا کہ ہم آپ کی وفادارانہ دوستی کے بہت مشکور ہیں اور کہ یہ صلح آپ کی نظر عنایت کا نتیجہ ہوگی۔ اس کے جواب میں قیصر نے شاہ مذکور کو بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی کہ یہ کامیابی رومانیہ کی دانشمندانہ اور مدبرانہ پالیسی کا نتیجہ ہے

کانفرنس صلح کی خوشی (بخارسٹ ۱۰ر اگست) آج صبح عہدنامہ صلح پر دستخط ہوگئے۔ جس کی خوشی میں فارن آفس میں آج ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا۔ تمام سفراء اور وزراء کے نائب حاضر تھے۔ ایم میجوریس نے تمام سفراء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ عیسائی بلقانی ریاستوں نے ایک ایسے عہدنامہ کی تکمیل کی ہے۔ جس میں ان تمام ریاستوں کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور جن کی یورپ میں ایک بھاری طاقت مانی جائیگی

ایم ینیکیس وزیراعظم سرویہ نے جوابی تقریر میں شاہ چارلس اور ایم میجوریسن کا بلقانی لوگوں کی آزادی میں کشادہ دلی سے حصہ لینے کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی۔ کہ رومانیا ہمیشہ ان اقوام کا جن کے وہ نائب ہیں سرگروہ رہیگا۔ شہنشاہ نے یونانی۔ مانٹی نیگروی اور سروی سفرائے صلح کو قیمتی خلعت عطا کئے۔ بلگیریا والوں نے کہا کہ گو سیاسی تعلقات قائم ہو جانے کے بعد ان پر کوئی خاص مراعات روا رکھی جاویں گی۔ رومانیا کا کل نقصان اس لڑائی میں صرف ۲۰ مقتول ہوئے ہیں

یونانیوں کی خوشی۔ (ایتھنز ۹ر اگست) شاہ قسطنطین نے تمام قلعوں کو جو ویدانیال سے سالونیکا تک اور جنیا سے ایڈریانوپل تک ہیں ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتارنے کا حکم دیا ہے۔ تمام یونانی پریس وفاداری کے گیتوں سے بھرا ہوا ہے اور شاہ قسطنطین کو نہایت شاندار فاتح بادشاہ کا خطاب دے رہا ہے۔ اخبارات کہتے ہیں کہ بادشاہ کی دارالخلافہ کی مراجعت پر اس کا نہایت شاندار استقبال کیا جائیگا

چین کی خانہ جنگی

بہتری کے آثار (شنگھائی - ۹ر اگست) یہاں کی حالت میں بہتری و ترقی اس اعلان سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو پناہ گزینوں کو امداد دینے والی کمیٹی نے حال میں کیا ہے۔ کہ اب کسی امدادی چندہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کیمپ چند روز میں توڑ دیئے جائیں گے +

امیر البحر ٹسنگ نے اب اچھی طرح سے اضلاع کیانگن اور نانش کو باغیوں سے پاک کر دیا ہے +

چینی سرغنہ بغاوت جاپان پہنچا (ٹوکیو - ۱۰ر اگست) چینی باغیوں کا سرغنہ ہوانگ سنگ ناگاساکی نام جاپانی بندرگاہ پر جا اترا ہے اور ایک اور سرغنہ مقام کوس میں خفیہ طور پر پہنچ گیا ہے +

متفرق خبریں

علیگڈھ کا پیام برقی مظہر ہے کہ حادثہ کانپور سے متعلق مسلمانوں کا ایک زبردست ڈیپوٹیشن ہز آنر لاٹ صاحب صوبہ متحدہ کی خدمت میں جانے والا ہے۔

اخبار رفیق دہلی سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی نے بعض جوشیلے مضامین کی بنا پر دو ہزار کی ضمانت طلب کی ہے۔ افسوس

مسٹر محمد علی اڈیٹر کامریڈ دہلی کا مقدمہ ٹیکٹ کلکتہ میں پیش ہوا ۹ر اگست کی پیشی میں انکے وکیل مسٹر نارٹن نے سماعت مقدمہ کے لئے اجلاس خاص منعقد کئے جانے کی درخواست پیش کی اور چیف جسٹس کے استفسار پر اپنا خیال ظاہر کیا کہ میں نہیں سمجھتا گورنمنٹ ہند نے کیونکر اس رسالہ (مقدونیہ میں آؤ اور ہماری مدد کرو) کو بغاوت آمیز قرار دیا ہے +

انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کی طرف سے مقدمہ ماخوذین کانپور کی پیروی کیلئے ایک بیرسٹر روانہ کیا جائیگا۔

زراعتی کالج لائلپور کے ابتدائی دس دس روپیہ کے وظائف کے لئے گذشتہ امتحان مقابلہ کے بعد طلباء ذیل کو دئے گئے:-

امر سنگھ بخشیش سنگھ (انبالہ ڈویژن سے) نذر محمد فضل الٰہی غلام محی الدین و عبد الرحمان خان (راولپنڈی سے) وحید بخش (ملتان ڈویژن سے)

کوئٹہ میں پچھلے جمعہ کو دس بجے صبح کے ایک زلزلہ آیا۔ شملہ پر آلات زلزلہ شناسی سے بدھ کی شب کو ۱۱ بجکر ۲۹ منٹ گزرے خفیف زلزلہ کی خبر لگی۔ اور جمعرات کی فجر کو کئی ہزار میل کے فاصلہ پر ایک شدید زلزلہ کا پتہ لگا

حادثہ مسجد کانپور کے متعلق اسوقت ۱۲۱ - آدمی ماخوذ ہیں۔

نواکھالی سے سندویپ کو جاتا ہوا ایک جہاز ناگہان خشکی پر جا چڑھا۔ پھر الٹ گیا۔ مسافر سب کشتیوں کے ذریعہ اتار لئے گئے۔ شکر ہے نقصان جان کوئی نہیں ہوا۔

دہلی کے مجوزہ یونانی و ویدک کالج کی امداد میں مہاراجہ صاحب بہادر سندھیا گوالیار نے ۲۵ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا۔

مسجد کانپور کے متعلق لاٹ صاحب صوبہ متحدہ عنقریب ایک ریزولیوشن کے ذریعہ تحقیقات موقعہ کا نتیجہ شائع کرینگے۔

مقدمہ متعلقہ اخبار ہندوستان و ہمالیہ میں لالہ دینا ناتھ کی اپیل پر فیصلہ سابقہ منسوخ ہو کر ہمالہ کے بدستور جاری رہنے کا حکم ملگیا ہے۔

دربار کوچین نے سنسکرت کو فروغ دینے کے لئے ۲۰ ہزار روپیہ عطا کیا۔ جس سے سنسکرت کی درسگاہیں اور وظائف قائم ہو گئے کوئی مسلمان والئی ریاست ہے جو عربی کی خدمت میں ایسی ہی اولوالعزمی اور حمیت سے کام لے؟-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱ - مورخہ ۱۴ - اگست ۱۹۱۳ء نمبر ۱۵

معاملہ کانپور کے متعلق واقعات اور رائے

پیشتر اسکے کہ مسجد کانپور کے متعلق ناگوار واقعات کی نسبت ہم کوئی رائے زنی کریں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے گورنمنٹ اور متولیان مسجد کے بیانات کا خلاصہ ناظرین کے سامنے پیش کریں اسمیں شک نہیں کہ کچھ غلطی بعض غیر ذمہ دار مسلمانوں سے بھی ہوئی مگر حقیقی ذمہ داری اور ناعاقبت اندیشی کا بوجھ افسران حکومت پر ہے اور اگر وہ حوصلہ اور دوراندیشی اور سہولت سے کام لیتے اور با اثر لیڈران کانپور کے ذریعے مجمع منتشر کرنے میں کوشش کرتے یا ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبہ متحدہ کی معدلت گستری کا مجمع کو یقین دلاتے جو عنقریب کانپور میں آکر مسجد کے متعلق فیصلہ کرنے والے تھے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اس قسم کا فساد اور کشت و خون ہوتا اور اتنے معززین جیلخانے میں ڈالے جاتے۔ اگر گورنمنٹ موصوفہ بردباری و تحمل کو کام فرماتی اور پرائیویٹ رسوخ سے ہی اسبارہ میں کام لگاتی تو کبھی یہ فساد نہ ہوتا۔ حال ہی میں لاہور میڈیکل کالج کے احاطہ میں دو مسجدیں اور ایک مقبرہ کا میجر سدرلینڈ صاحب پرنسپل میڈیکل کالج لاہور اور اگزیکٹیو انجینئر صاحب کی سفارش پر گرائے جانے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور ریلوے سٹیشن کی توسیع میں عالیشان شاہی مسجد کے گرانے کی تجویز تھی مگر بیشتر اس کے کہ کوئی زبردستی کیجاتی جناب مسٹر ٹاملنسن صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے جیسا کہ ہم گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں مسلمان معززین سے اپنے طور پر مشورہ لیا اور رعایا کی نبض شناسی کی۔ اور جب کہ اس قسم کی مذہبی دست اندازی کو اونہوں نے موجب نقص امن سمجھا تو گورنمنٹ کو اپنی پہلی تجویز کے منسوخ کرنے کے لئے مشورہ دیا۔ یہی اعلیٰ مثال ہے جو دیگر مجسٹریٹان ضلع کو ایسے مواقع پر کاربند ہونا چاہئے ورنہ ملک میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ لاہور میں تین مسجدیں اور ایک مقبرہ کا معاملہ تھا مگر کیسے امن سے فیصلہ ہوا کانپور میں ایک مسجد کے کونے کے متعلق اسقدر جانوں کا نقصان ہوا۔ اور عزت اور آبرو میں فرق آیا۔ گورنمنٹ کی بدنامی ہوئی۔ فرق صرف یہ ہے کہ لاہور میں حاکم ضلع ایک معاملہ فہم۔ مآل اندیش اور حلیم المزاج لیڈر ہیں اور کانپور کی عنان حکومت ایک جوشیلے ناعاقبت اندیش اور جلدباز جنٹلمین کے ہاتھ میں ہے۔

مسجد کانپور کے متعلق صحیح واقعات

سرکاری اعلان میں یہہ تسلیم کیا گیا ہے:-

(۱) نومبر ۱۹۰۹ء میں جدید سڑک کے متعلق نقشہ جات بنائے گئے اور کلکٹر کے دفتر میں عوام الناس کے لاحظہ کے لئے رکھ دئے گئے (۲) جن سے ظاہر تھا کہ ایک مندر اور مچھلی بازار کی مسجد کا مشرقی حصہ گرا دیا جاویگا۔ (۳) مندر کے متعلق اعتراضات ہوئے لیکن مسجد کے متعلق کوئی کارروائی نہیں ہوئی (۴) نومبر ۱۹۱۲ء میں لفٹننٹ گورنر نے کمیٹی کے ممبروں سے اس موقع کے متعلق گفتگو کی اور فیصلہ کیا کہ مندر تو بچا دیا جاوے اور سڑک کی اسجگہ دو شاخیں کر دی جاویں (۵) اس قرار داد کے وقت مسلمانوں نے دریافت کیا کہ اس کا نتیجہ مسجد کی تباہی تو نہ ہوگا تو انکو اطمینان دلایا گیا کہ ایسا نہ ہونے پائیگا۔ (۶) فروری گذشتہ میں مجلس منتظمہ اصلاحات نے فیصلہ کیا کہ غسل خانہ کے بدلہ شمالی دیوار کے برابر ایک قطعہ زمین دیدیا جاوے۔ (۷) مارچ میں اعتراضات خلاف مداخلت اندر احاطہ مسجد شائع ہونے شروع ہوئے اور مقامی حکومت کی خدمت میں درخواست دی گئی کہ مسجد کا مشرقی حصہ منہدم نہ کیا جائے (۸) گورنمنٹ نے حکم کیا کہ مسجد کا کوئی حصہ بجز غسل خانہ منہدم نہ کیا جائیگا۔ (۹) بعد اس کے ہی میونسپل کمیٹی نے حصول اراضی کا فیصلہ کیا۔ اور آخر جون میں معاوضہ پیش کیا گیا۔ (۱۰) یکم جولائی کو غسل خانہ ایسے انتظام اور احتیاط سے منہدم کیا گیا جو نقض امن کے انسداد کے لئے ضروری تھا۔ (۱۱) اور ایک کم عریض او نچا سائبان جس میں سے ایک نالی گذرتی ہوئی جاتی ضرور (یہہ غسل خانہ ہے) کو جاتی تھی اور جو کہ سڑک میں لٹکا ہوا تھا گرا دیا گیا یہہ تمام تعمیر ۹ فٹ عریض اور ۲۸ فٹ طویل تھی۔ اور صحن کشادہ کے مقابل جہاں نمازی نماز پڑھتے ہیں اس پر چھت پڑی ہوئی تھی (۱۲) بعض معترض یہ کہتے ہیں کہ یہہ جگہ مثل بقیہ مسجد کے مقدس تھی اس پر بہترین رائے اس واقعہ کے اظہار سے قائم ہو سکتی ہے کہ میونسپل بورڈ کے پریزیڈنٹ کے ہمراہ موقعہ دیکھنے میں جو مسلمان تھے وہ جوتوں سمیت چلے گئے اور دروازہ کے اندر اس لپتہ پر جوتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا مسلمانوں کا

جواب متولیان مسجد نے دیا جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہے:-

(۱) نقشہ مذکورہ بالا کے دیکھنے کی پرواہ ہی نہیں کی گئی۔ کیونکہ عوام الناس انگریزی سے نابلد ہیں اور نقشہ انگریزی میں تھا جنھوں نے دیکھا۔ چونکہ مسجد متنازع کا کوئی جزو اس میں لیا جانا نہیں دکھایا گیا تھا اس لئے کوئی اندیشہ پیدا نہ ہوا۔ (۲) جب مسلمانان کانپور کو مسجد کی نسبت معلوم ہوا اونہوں نے فوراً فریاد ملند کی۔ چنانچہ لفٹننٹ گورنر بہادر نے فرمایا کہ مسجد اور مندر میں کوئی مداخلت نہ کی جائیگی (۳) دالان مسجد غسل خانہ نہیں ہوتا غسل خانہ علیحدہ ہے ہز آنر نے تقریر میں غسل خانہ کے گرانے کی بھی صراحت نہ فرمائی تھی (۴) دالان متنازع کے کنارے ایک نالی ہے۔ جو وضو کا پانی باہر لیجاتی تھی لیکن اس دالان کا باقی غربی حصہ سب نماز کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس میں کوئی پاخانہ یا جائے ضرور نہ تھا اور نہ ہی مسجد میں کوئی ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے حکام کو وقت کو اب تک اسلامی روایات سے اتنی بھی واقفیت نہیں (۵) چیئرمین کا یہ بیان غلط ہے کہ اسنے مسلمانوں کو جوتے پہن کر وہاں جاتے دیکھا۔ اس کے متعلق جب چیئرمین سے دریافت کیا گیا کہ کس وقت ایسا ہوا تو جواب بلاکم جواب دینا نہیں جانتے۔ مسلمان کوئی جوتا پہن کر کسی مسجد کے اندر نہیں گیا اور نہ جاتا ہے۔ شرعی مسلمانوں کے نزدیک محراب و منبر اور منہدم شدہ جگہ یکساں درجہ اور بزرگی رکھتی ہیں (۶) ہمنے دالان کے متعلق کوئی معاوضہ لینا آجتک منظور نہیں کیا۔ نہ ہمیں ایسا معاوضہ لینے کا شرعاً حق ہے یہ ہم پر اتہام لگایا گیا ہے کہ ہمنے معاوضہ لے لیا ہے اس اتہام کے خلاف ہماری تردیدیں موجود ہیں۔ جو مختلف موقعوں پر شائع ہو چکی ہیں (۷) یہ امر کہ کانپور کے اسلامی حلقوں میں اس واقعہ کے متعلق کوئی جوش نہیں ہے یہ بالکل غلط رپورٹ ہے ہم اسکا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں اگر گورنمنٹ کے نزدیک جوش کا معیار یہہ ہے۔ کہ خلاف قانون حرکات سرزد ہوں تو یقیناً مسلمانان کانپور اس معیار سے پُرجوش نہیں کہے جا سکتے لیکن اگر قانونی حدود کے اندر سخت سے سخت لہجہ میں گورنمنٹ پر نکتہ چینی کرنا۔ متعدد عام جلسوں کا انعقاد۔ کثیر اجتماع ہزارہا مسلمانوں کا بے چینی اور اضطراب۔ رزولیوشنوں اور میموریلوں کی روانگی اس جوش کے مفہوم میں آسکتی ہے۔ تو ہم مسلمانان کانپور نہایت زور کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ان حلیہ امور میں ۔۔۔ ہمارا قدم باوجود بعض خطرات کبھی پیچھے نہیں رہا۔

مذکورہ بالا دونوں بیانوں کو پڑھنے کے بعد ایک منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر آئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(۱) مسجد اور مندر دونوں کے گرا دینے کی تجویز پیش تھی مندر ہندو لیڈران کے شور و غوغا کے ڈر سے بچایا گیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ پُرفضا بنا دیا گیا۔ اور مسجد کی پرواہ نہیں کی گئی۔ (۲) نومبر گذشتہ کو لفٹننٹ گورنر صوبہ متحدہ کو مسلمانوں کی ناراضگی کا علم ہو گیا۔ اور آپ نے مسجد کو بچانے کا وعدہ کیا۔ (۳) ایسا ہی علم رکھتے ہوئے مسٹر ٹائلر کلکٹر نے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اور فروری میں مسجد کے ایک حصہ کو گرانے کا فیصلہ خلاف ارادہ لوکل گورنمنٹ شائع کر دیا۔ (۴) مسلمانان کانپور کو جب یہ علم ہوا تو فوراً اونہوں نے واویلا مچانا شروع کیا (۵) یہہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ حصہ منہدم شدہ مسجد کا تھا اور باقاعدہ نماز کی ادائیگی کی جگہ یا پاخانہ نہ تھا ہمارے ملک کے پاخانے یا جائے ضرور کبھی ۲۸ فٹ لمبے اور ۹ فٹ چوڑے اور چھتے ہوئے مسجد کے صحن کے ساتھ نہیں ہوتے یہ جو مشہور ۔۔۔۔ کیا گیا تھا کہ جائے ضرور گرایا گیا بالکل غلط تھا ہمیں افسوس ہے۔ اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے کسی قدر اسمیں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے (۶) نہ صرف مسلمانان کانپور کی عرضداشتوں کی کوئی پرواہ ہی نہ کی گئی۔ بلکہ ایک طرف مندر کو بچا کر دوسری طرف مسجد کو فوج کی بندوقوں اور سنگینوں کی موجودگی میں گرا کر انکے مذہبی جذبات کو یکم جولائی کی صبح کے وقت بھڑکایا اور اونہوں نے اس خیال سے کہ گورنمنٹ عالیہ انکی عرضداشتوں کو سنکر بموجب اپنے وعدہ کے مسجد از سرنو بنادیگی صبر اختیار کیا۔ لیکن جب جولائی ۱۹۱۳ء کے اخیر میں مذکورہ بالا اعلان لوکل گورنمنٹ نے شائع کیا اور بتایا کہ جو حصہ گرا دیا گیا ہے وہ ایک جائے ضرور تھا۔ مسجد کا حصہ نہ تھا اور اسطرح سے اس معاملہ کی نسبت اپنی ناواقفی اور لاپرواہی کا ثبوت دیا جس سے ظاہر ہو کہ ان کو بمقابلہ لکھو کہا رعایا کے برطانیہ کے ایک کلکٹر صاحب کی بات کی زیادہ پچ ہے۔ تو اونہوں نے چونکہ معاوضہ نہیں کا لیا ہوا تھا۔ اپنے دل کی تسلی کے لئے صرف شہید شدہ مسجد کے حصہ کی اینٹوں کو جمع کر کے بغیر چونہ اور گارے کے از سرنو چبوترہ بنانے کی ٹھان لی۔ تا اسی طرح

اگ جو دل کو لگی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہو جاوے جہاں تک ابتدائی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے مسلمانوں کیطرف سے سوائے مسجد کی اینٹوں کو جمع کر کے چبوترا کھڑا کرنے کے کوئی متنقص امن میں پیش قدمی نہیں کی گئی کسی کو گالی نہیں دی کسی کو مارا نہیں۔ کوئی شور سوائے اللہ کا نام پکارنے کے نہیں کیا۔ ایک دل کی امنگ تھی جسکو جوش محبت کے طور پر پورا کرنا چاہا ایک حقیقی جذبہ کی پیاس تھی جسکو خیالی پانی سے بجھانا چاہا لیکن بیچارے مسلمانوں کی بدقسمتی وہ خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوتوال صاحب کی مداخلت اور جبر نے لوگوں کو جو مایوس ہو چکے تھے آگ پر تیل کا کام دیا اور اشتعال دلایا۔ اسپر جب ٹائلر صاحب نے یہ حال سنا۔ افسوس ہے کہ وہ صبر اور دوراندیشی کو اس وقت کام میں نہیں لاسکے نہ آگا دیکھا نہ پیچھا۔ جھٹ بندوقوں تلواروں سے مسلح فوج کو لیکر میدان میں جا پہنچے۔ معلوم نہیں ہوا کہ یہ مجمع بلوہ کی نیت سے جمع ہوا تھا۔ بلکہ وہ نہتے لونڈے اور لوڑھے تھے جن میں پولیس میں خفیہ پولیس میں ہندو مسلمان عیسائی سب لوگ موجود تھے کیا کوئی سرحدیوں کا ڈاکہ تھا جو کہ کانپور پر یورش کر رہا تھا کہ بغیر بندوقوں کے سنبھل ہی نہ سکتا تھا۔ ہمیں نہایت افسوس ہے۔ کہ مسٹر ٹائلر صاحب کو سوائے بندوق چلانے کے اور کوئی راہ اس مجمع کو منتشر کرنے کے لئے نہ تھی۔ اور دس منٹ تک غریب اور بیکس وفادار رعایائے برطانیہ پر جنکے ہاتھ میں ایک چھڑی بھی نہ تھی اور جو بقول منصف مزاج سول ملٹری گزٹ اور پائنیر "خطرناک طور" پر مسجد کی اینٹوں اور پتھروں سے مسلح تھے بندوقوں کے فیر کر دیئے۔ یا الٰہی تو ہم مسلمانوں پر رحم کر ہماری کمزوریوں اور گناہوں کو بخش اور قرآن اور حدیث پر عملدرآمد کی توفیق عطا کر۔ اور ہمارے حکام کے دلمیں رحم بھر دے۔ اور وسعت قلب عطا فرما۔ اور اسکے افسروں کو ظالم بننے سے بچائے رکھ۔ آمین۔

مسیحی دنیا کی رحمدلی

پچھلے ہفتہ کی تار خبروں میں ذکر تھا کہ جنگلی پرندوں کی حفاظت کا مسئلہ پارلیمنٹ تک پہنچا اور دارالعوام میں اسکے متعلق ایک مسودہ قانون پیش ہو گیا جو اغلباً کسی آیندہ اجلاس میں پاس ہو کر قابل عملدرآمد بھی قرار پا جائیگا۔ رحمدلی اپنی جگہ پر اچھی چیز ہے لیکن ہر سمجھدار آدمی کو یہ دیکھکر سخت تعجب آنا چاہئے۔ کہ وہی مسیحی رحمدلی جو بعض اوقات وحوش و طیور تک کے لئے وقف ہو سکتی ہے بعض دیگر اوقات میں بنی نوع انسان کے بھی کام نہیں آتی۔ اصل میں یہ غلط تعلیمات مذہبی کا اثر ہے کہ قہر اور مہر کا خواہ کسی نیت سے ہو۔ لیکن لبا اوقات غلط استعمال بھی ہو جاتا ہے برخلاف اسکے اسلام تمام ملکات فطری اور قوائے بشری کو مناسب موقعہ اور محل پر استعمال کرنیکی تعلیم دیتا ہے۔

مشنریوں کی اولوالعزمی فیاضی اور جوش مذہبی

ساری دنیا کے پادریوں کو الگ رکھو۔ صرف ایک چھوٹے سے ملک سکاٹلینڈ کی بائبل سوسائٹی نے پچھلی نصف صدی کے اندر قریباً سو اچار کروڑ جلدیں کتاب مقدس کی جہاں تہاں مفت تقسیم کی ہیں اس کے مقابلہ میں ذرا ہمارے مسلمان بھائی بھی اپنے گریبان میں منہہ ڈالکر سوچیں کہ اونہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کیا کچھ فراخ دلی اور عالی حوصلگی دکھلائی اور کتنی ایک جلدیں قرآن کریم یا دیگر تبلیغی کتب و رسائل کی اپنی یا غیر زبانوں میں شائع کیں ہ حالانکہ ہم میں چھوٹے موٹے والیان ملک بھی ہیں۔ انجمنیں اور مجلسیں بھی ہیں۔ اور تو اور مقام غیرت ہے کہ ہماری اس وقت تک کوئی باقاعدہ و قابل ذکر آرگنائیزیشن بھی تو ابھی نہیں۔ جس سے اگر کچھ کام متفرق طور پر ہوتا بھی ہے تو اسکی مجموعی رپورٹ ہی مرتب کیجا سکے۔ یہہ تو محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ مسلمانوں کی اس لاپرواہی اور غفلت پر بھی دین حق اپنی ذاتی کشش اور نور صداقت سے ہی اقطاع عالم میں پھیل رہا ہے

عسل مصفی کے شائقین کو مژدہ

کتاب عسل مصفی کا حصہ اول ۶۵۲ صفحہ تک خوشخط عمدہ کاغذ پر اور عمدہ مضامین کے اضافہ سے تیار ہو گیا ہے قیمت عہ روپیہ مقرر کیگئی ہے۔ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔ عاجز مرزا خدابخش حکیم لنگے منڈی لاہور۔

انبیاء کی طرح محض مکان یا محدود الزمان نہ تھی۔ وہ سارے جہانوں کے لئے رحمت اور کل انسانوں کے لئے رسول تھا۔ اس لئے اُس کی عالمگیر شریعت وہ پیغام لائی۔ جو اُس زمانہ کے جاہل وحشی عرب اور اس زمانہ کے مہذب و تعلیم یافتہ ہندی پیرو کے لئے موزون ہوسکتا تھا نہ معلوم اس پیام میں کیا جادو تھا۔ اس پیامبر کی زبردست شخصیت میں کیا کشش تھی۔ کہ سامعین کی مخالفت کے باولوں کو اس پیام نے اندر کے بجر کی طرح چیر ڈالا۔ اور راستی کی شعاع کو طالبانِ حق کی آنکھ تک پہنچا دیا اور اُن کو غفلت کے لحافوں سے نکال کر بیدار و ہوشیار بنا دیا۔ اس بے نظیر ناشر اور بے مثل نغیر کو پانی پت کی بلبل نے اس طرح گایا ہے

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ؏ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن ... دل میں لگا دی ؏ اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

وہ ... پیغام صلح تھا۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل مہبط ... کی زبانِ رحمت افشان سے دنیا کو پہنچا ... تھا۔ اس پیام ... نتائج پیدا کئے اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں نے کیا مفاد حاصل کئے۔ اس کا جواب کوئی راز سربستہ نہیں۔ وہ لوگ جن کے قدموں پر کسریٰ کا تاج رکھا گیا۔ وہ لوگ جو قیصر کی عظیم الشان سلطنت کے وارث ہوئے۔ وہ لوگ جنھوں نے قصر الحمرا اور تاج محل کی بنیادیں ڈالیں۔ وہ لوگ جنھوں نے ایشیا و یورپ پر ہلالی پرچم بلند کیا وہ جن کے سامنے اہرام مصری سربسجود ہوئے وہ جن کا نام آج تک بحر ظلمات و بحر ابیض متوسط کی درمیانی آبنائے کے سنگلاخ کنارے پر ابدالآباد تک کے لئے منقوش ہے۔ وہ ہاں وہی عربی پیغامبر کی زبان سے پیغام صلح سُننے والے یا اُن کی اولاد و احفاد میں سے تھے۔ اس پیام کے سُننے والے نے جو شہادت خود اپنی زبان سے اپنی تبدیلی کے متعلق دی ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مادرِ ہند کے فرزند غور سے مطالعہ کریں کیونکہ اس میں اُن کی بہتری کے وسائل اور اُن کے محبوب وطن کی فلاح کا راز ہے۔ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعم کے پیارے۔ ہماری آنکھوں کے تارے نبیؐ کے تعریف کئے گئے پیغامبر کا حقیقی چچا اپنے زمانہ ہجرت میں شاہ حبشہ کے سامنے مفصلہ ذیل تصویر کرتا اور اس پیغام کا نیتر اپنی حالت کا نقشہ کھینچکر عیسائی بادشاہ کو مسلمان بناتا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"اے عالیجاہ بادشاہ! ہمارا حال یہ ہے کہ ہم جہالت اور گمراہی کے گڑھے میں گرے ہوئے تھے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مُردار کھایا کرتے تھے۔ گندی فحش باتیں بکتے تھے۔ ہم میں کوئی انسانیت کی خوبی نہ تھی۔ خداوند تعالےٰ نے جس کا فضل تمام جہان پر چھایا ہوا ہے۔ محمدؐ کو اُس پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ ہمارے لئے رسول کرکے بھیجا اُسکی شرافتِ نسبت۔ راست گفتاری۔ صاف باطنی اور دیانتداری سے ہم خوب آگاہ ہیں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے اپنی مرضی ظاہر فرمائی اور وہ اللہ کا یہ پیغام لیکر ہمارے پاس آیا۔ کہ صرف ایک خدا پر ایمان رکھو۔ اس کی ذات صفات میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ بتوں کی پرستش مت کرو۔ راست گفتاری اپنا شعار ٹھہراؤ۔ امانت میں کبھی خیانت نہ کرو اپنے تمام ابنائے جنس سے ہمدردی رکھو۔ پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ عورت ذات کی عزت کرو۔ یتیموں کا مال نہ کھاؤ۔ پاکیزگی اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرو۔ خدا کی عبادت کرو۔ اُس کی یاد میں کھانا پینا تک بھول جاؤ۔ راہِ خدا میں غریبوں کی مدد کے لئے خیرات کرو،،

یہ تھا اُس مقدس و مطہر پیغمبرؐ کا پیام جس نے الصُلح خیرؐ کی تعلیم دی تھی اس لئے ہم اس کے پیغام کو بھی پیغام صلح ہی کہتے ہیں اور یہی پیغام ہے جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہر صدی میں لے کر آتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی رہنمائی کا فرض ادا کرتے ہیں۔ اس پیغام کی محمدؐ رسول کے بعد سے ہمارے زمانے تک کبھی ایسی اشد ضرورت اور سخت احتیاج نہ تھی۔ جیسی اس صدی میں محسوس ہوئی۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی حکمت بالغہ نے تقاضا کیا۔ کہ حضرت میرزا غلام احمد مغفور و مرحوم ہندوستان کو ایک پیغام صلح دیں اور بھولی بھٹکی مخلوق کو بیہودہ جھگڑوں فسادوں اور جھوٹے معبودوں کی عبادت کے ٹیڑھے راستہ سے ہٹا کر صلح و آشتی اور حق کی شاہ راہ پر چلائیں اور جس طرح محمدؐ عربی نے بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے درمیانی جزیرہ نما کو اپنے دم مسیحا آخرین سے پیغام حق پہنچا کر زندہ قوم کا گھر بنا دیا تھا اسی طرح ہمالیہ اور بحر ہند کے درمیان کی زمین اور گنگا جمنا کے کنارے پر رہنے والی نسل آدم کو دوبارہ وہی پیغام سنا کر زندہ ملک اور زندہ قوم بنا دے +

پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار

مندرجہ بالا فقرہ جس کا یہ مطلب ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ ایک پاک انسان ہے اور نبیوں کا سردار ہے۔ یہ ایک سچا اور پُر از صداقت قول ہے۔ جو یہی نہیں کہ اس کا بولنا راستبازوں اور صادقوں کے منہ کو ہی زیب دیتا ہے۔ بلکہ ایک اولوالعزم رسول اور نبی کے اپنے سچے ایمان کا فوٹو بھی یہی فقرہ ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مندرجہ بالا ہیڈنگ خداوند عالم ہاں ہاں رب العرش العظیم کے منہ بولے کلمات طیبات بھی ہیں یا یوں کہہ لو کہ آنت خاتم النبیین کو ایک دوسرے پیرایہ میں بیان کر دیا گیا ہے اور خاتم النبیین کو عام فہم کرکے نبیوں کا سردار کہہ دیا گیا ہے +

جس طرح سے کسی سردار کی سرداری قابلِ پذیرائی نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ مدعی سرداری کے پاس علامت سرداری یا سرداری کی مہر موجود نہ ہو۔ اسی طرح سے کوئی مدعی نبوت بھی جب تک وہ اپنے سردار کا مطیع اور فرمانبردار ثابت نہ ہو۔ قبولیت کے قابل نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مرشد حضرت سیدنا مسیح موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب نے۔ جہاں الہام الٰہی سے یہ پاک فقرہ تحریر کیا کہ

کل برکۃ من محمد صلعم

وہاں شاعرانہ رنگ میں بھی اپنی قلبی جذبات کا یوں اظہار کیا کہ

مست او خیر الرسل خیر الانام ؏ ہر نبوت را بروشد اختتام
بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم ؏ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

الغرض خدا نے بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو خاتم النبیین یعنے نبیوں کا مہر اور نبیوں کا سردار مقرر کیا اور ہمارے مرشد حضرت مسیح موعودؑ کے بھی ہر ایک رگ و ریشہ سے یہی صدا نکلی کہ "جو کچھ بھی اُنھوں نے پایا پاک محمد مصطفےٰ کی اتباع سے پایا،،

جس سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار ہے۔ لیکن ایک اور پہلو سے بھی اگر اس پر مزید روشنی ڈالدی جاوے تو میرے خیال میں یہ روحانی آفتاب جس کو خدا سراجاً منیراً کہکر پکارتا ہے۔ نورٌ علےٰ نور کا مصداق ہوگا۔ اور وہ اس طرح سے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے پہلے پہلے جس قدر انبیاء ہوئے۔ وہ ایسے زمانوں میں مبعوث ہوئے۔ کہ دنیا کے لوگوں کے تعلقات آپس میں وسیع نہ تھے۔ اشاعت کے سامان بالکل نہ تھے۔ بلکہ تحریر کا رواج بھی قریبًا کالعدم تھا اور ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں سے بالکل ہی بے خبر ہوتے تھے۔ اور اس لئے ان نبیوں کے دعاوی صرف ان کی اپنی اقوام تک ہی محدود ہوتے تھے اور ہر ایک رسول اور نبی صرف اپنی اپنی قوم کو ہی دعوت کرتا تھا بلکہ بعض انبیاء کی دعوت ایک ایک قریہ تک ہی محدود ہوتی تھی۔ لیکن پاک محمدؐ مصطفےٰ (جس کے وسیلہ کے بغیر پہلے انبیاء کی نبوتیں ہی ثابت نہیں ہوسکتیں) کی سرداری کو خدا تعالےٰ نے تمام دنیا پر نہ صرف اسی رنگ میں ہی ظاہر کیا۔ کہ ایک یتیم اور بیکس انسان کو نہایت ہی قلیل مدت میں (جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی) ایک عظیم الشان بادشاہ اور صاحب ملک و سلطنت بنا دیا۔ بلکہ اُس کی روحانی بادشاہت کو بھی اکناف عالم تک پہنچا دیا اور کافۃ الناس کے لئے اس وجود باجود کو برکت اور رحمت ثابت کر دیا اور تمام دنیا پر اس بات کو منوانے کے لئے حجت پوری کر دی کہ پاک محمد مصطفےٰ ہی نبیوں کا سردار ہے

سکھ صاحبان اور تحقیق حق

چند دوستوں کی تحریک پر اڈیٹر نور کو پچھلے دنوں حیدرآباد سندھ جانے کا اتفاق ہوا۔ قبل ازیں وہاں کے اہل ہنود سناتن اور آریہ دھرم سے تعلق رکھتے تھے مگر آریہ دھرم کے خشک اور خالی از روحانیت دعاوی نے اُن کی تسلی نہ کی۔ اس لئے وہ آریہ دھرم سے مُنہ پھیر کر شری گورو نانک دیوجی کی شرن میں آگئے۔ مگر وہاں کے لوگ جو تعلیم میں خاصی ترقی کر چکے ہیں۔ اب وہ ایسے دھرم اور تلقین کے جویاں ہیں جو روحانیت و شریعت کے پہلو میں افضل اور اکمل ہو۔ خاکسار اڈیٹر نور نے حیدرآباد سندھ میں اپنے لیکچروں کے ذریعہ سکھ صاحبان کی مستند کتب کے حوالجات اور حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کے اقوال سے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ اور راسخ الاعتقاد مومن تھے۔ پہلے تو وہاں کے نانک پنتھیوں کو کچھ عجیب معلوم ہوا۔ مگر جب شہادت کے لئے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک اور اقوال پیش کئے گئے۔ تو اُن لوگوں نے اُن پر غور کرنا شروع کیا۔ اب سندھ جرنل میں یہ بات پڑھ کر ہمیں بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ وہاں کے چند معزز نانک پنتھی پنجاب میں اس لئے آنے والے ہیں کہ وہ ڈیرہ بابا نانک میں چولہ بابا نانک صاحب اور گوردوارہ سہانے واقعہ فیروزپور میں حمائل شریف (جس کی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہر روز تلاوت فرمایا کرتے تھے) اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں۔ سو یہ ایک نہایت مبارک بات ہے۔ بے شک ہر ایک مذہب کے پیرو کو اپنے ہادی کے مت اور ملت سے متعلق ہر طرح سے تسلی اور اطمینان کرنا چاہئے اگر از روئے تحقیقات حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے چیلوں پر آشکارا ہو جائے۔ کہ حضرت باوا صاحب اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ تو پھر ہر ایک چیلہ کو اپنے گورو کے راستہ پر قدم مارنے سے کونسی طاقت روک سکتی ہے

(شیخ محمد یوسف اڈیٹر اخبار نور قادیان)

کانفرنس تحقیق مذاہب پیرس

اسلامی حلقوں میں یہ خبر خاص مسرت سے سنی جائیگی کہ تحقیق مذاہب کی جو مجلس حال میں بمقام پیرس پایہ تخت فرانس منعقد ہوئی۔ اس میں ہمارے خواجہ کمال الدین صاحب بھی مہتممان کانفرنس کی طرف سے مدعو ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر کے بڑے بڑے علماء و محققین سو سے زیادہ تعداد میں موجود تھے۔ خواجہ صاحب کا مضمون سب سے آخر تھا اور بعد اسکے اللہ کا فضل خاص یہ ہوا کہ دوسرے قایم مقامانِ مذاہب کو تو صرف بیس بیس منٹ ہی ملے۔ مگر خواجہ صاحب کو آدھ گھنٹہ سے بھی کچھ زیادہ وقت مل گیا۔ حاضرین آپ کی تقریر سے ایسے محظوظ و متاثر ہوئے کہ پابندی وقت کی بھی پرواہ نہ کی اور ہمہ تن گوش ہوکر سنے گئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک مزید تفصیلی حالات آیندہ ہدیہ ناظرین ہونگے انشاء اللہ +

ایک اور مسجد شہید کی گئی

ابھی مختصر خبر موصول ہوئی ہے کہ پولیس لائن کراچی کی مسجد بھی ایگزیکٹو انجنیر صاحب بہادر نے شہید کرادی ہے۔ واللہ اعلم اصل معاملہ کیا کچھ ہے اور کن اسباب کے تحت وہاں یہ اندوہناک حادثہ گذرا۔ لیکن بہرحال اس میں شک نہیں۔ کہ پے در پے اس قسم کے واقعات کا ہونا حاکم و محکوم دونوں کے لئے بیٹھے بٹھائے تشویش اور پریشانی کا موجب ہوتا ہے اور ان کا اثر رعایا کی عقیدت مندی اور وفا کیشی پر بہت بُرا پڑتا ہے۔ حکام کی قابلیت اور ہوشمندی اس میں نہیں ہے کہ بیجا تحکم اور غیر معتدل کارروائیوں سے رعیت کے دلوں پر رعب و داب جمایا جائے۔ بلکہ عاقلانہ اصول جہانبانی یہ ہے کہ لطف و کرم سے قلوب رعایا کو تسخیر کیا جائے۔ افسوس کہ بعض کوتہ اندیش عمّالِ حکومت ان نشیب و فراز کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنی غلط کاریوں سے گورنمنٹ کو بھی بدنام کرتے ہیں جس کا اپنا منشاء یہ ہرگز نہیں ہے کہ کسی فرقہ رعایا کے معاملات مذہبی میں مداخلت کی جائے پبلک لیڈروں کا اس وقت یہ ایک اہم فرض ہے کہ خوشامدانہ طرز عمل سے اندر ہی اندر مادہ فاسد کو بڑھنے نہ دیں۔ بلکہ ادب سے مگر صفائی کے ساتھ گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرتے رہیں کہ فلاں فلاں امور اس کی غریب رعایا کے لئے رنج دہ ہیں۔ یا حکام کی فلاں فلاں غلطی سے حکومت کے رویہ پر حرف آتا ہے اور حاکم و محکوم کے تعلقات میں اندیشناک پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں +

انتخاب گزٹ پنجاب محریہ ۸ راگست

شیخ امیر علی ڈپٹی کمشنر میانوالی میں تعینات ہوئے منشی رجب علی خان تحصیلدار راولپنڈی گجرات میں عارضی ایڈیشنل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر درجہ ہفتم مقرر ہوئے۔ منشی محبوب عالم صاحب ای اے سی کو ۲ ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ مسٹر فیروز دین معروف اسسٹنٹ سرجن فیروزپور میں بایام رخصت صاحب سول سرجن کے قایم مقام کئے گئے۔ خان صاحب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اخبار پیغام صلح لاہور

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب جائیں ہاتھ سے تو کو یہ پچھتانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا۔
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قائم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا۔ اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا
(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلۂ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا
(۷) سیاسی۔ تمدنی اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت۔

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہے
(۲) قیمت سالانہ پیشگی ہے۔ طلبا سے ہر اور غیر
(۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویر ہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں۔ دیگر خط و کتابت منیجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں } احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی اے (آنریری)
ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

جلد ۱ | لاہور پنجشنبہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۶

تازہ برقی خبریں

ترک قبضہ نہیں دینگے (لنڈن ۱۱ اگست) مراسلہ دل کے جواب میں ترکی بیان ہے کہ اس نے معاہدۂ لنڈن کی تعمیل میں سعی کی۔ مگر بلغاریہ کے مظالم نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ ان مسلمانوں کو بچا سکے جو دیگر مقامات میں اب تک زندہ ہیں اس نے اپنی کوشش علاقہ زیر بحث تک محدود رکھی ہے جو دارالخلافہ کی سلامتی کے واسطے ضروری ہے۔ ترکی نے اڈریانوپل پر قبضہ رکھنے کا عزم مصمم کر لیا ہے وہاں بہت ساری سپاہ بھی تعین کر دی ہے اور بلغاریہ نے اپنی افواج منتشر کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

صلح پر خیالات (ایضاً) جاراں جرمنی ویونان کی باہمی مبارکبادوں سے عیاں ہے کہ اس صلح میں رومانیا نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ اخبارات قیصر کی تعریفوں نے شاہ یونان کی دانشمندانہ و مستعدانہ طرز حکومت کا قائل کر دیا ہے۔ ان کے نزدیک صلحنامہ قطعی ہے بلکہ بعض تو روس و آسٹریا کے مطالبہ ترمیم کو فضول بتاتے اور کہتے ہیں کہ قبضہ کوالہ کا معاملہ دول کے لئے چنداں اہم نہیں

بلغاری مظالم کا خوف (سلانیک ۱۰) معاہدۂ جدیدہ میں جو علاقہ بلغاریہ کو ملا ہے۔ وہاں کے یونانی اور مسلمان اپنے معبدوں اور مکانوں کو آگ لگا کر علاقہ یونان کی طرف بھاگ گئے ہیں۔

فرنچ اخبارونکا بیان صلح قطعی ہوگی۔ روس اپنی آرزوئے محال در بارۂ بلغاریہ پر زور دیگا۔ کیونکہ کوالہ کا مسئلہ بہ نسبت بلقان کے بحیرہ روم سے زیادہ علاقہ رکھتا ہے اور اس کا اثر زیادہ تر فرانس پر پڑتا ہے۔

اخبارات صوفیا اس صلحنامہ سے بہت بد دل ہیں۔ کہ یہ صلح صرف بدامنی کو مستقل کرنے والی ہے اور وہ زمانہ دور نہیں جبکہ مقدونیہ میں خون کے دریا بہینگے۔

(بعد کی خبر) رومانیہ نے بمشکل ایک جان کا نقصان اٹھایا ہوگا۔ مگر اس کو علاقہ توقع سے بھی کہیں سوا ملگیا ہے۔ اور اس نے بلقان میں کامل اقتدار حاصل کر لیا قیصر اور شاہ رومانیہ کے تبادلہ پیغامات سے معلوم ہوتا ہے کہ رومانیہ کی تمام کارروائی اول سے آخر تک قیصر کے حسب منشا ہوئی ہے۔

وینا میں برہمی (وینا ۱۲ اگست) قیصر و شاہ یونان کے باہمد گر مراسلات سے ویناوالے بہت ناراض ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک ان مراسلوں سے مسئلہ مشرق کے متعلق آسٹریا اور جرمنی کے اس اختلاف رائے کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ جسکی نسبت سیاسی دنیا کو مدت سے شکوک وشبہات تھے اور نیز یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رومانیہ اب وینا (پایہ تخت آسٹریا) کو نہیں بلکہ برلن (دارالسلطنت جرمنی) کو اتحاد ثلاثہ کی روح رواں سمجھتا ہے۔

روس کا پیام (بخارسٹ ۱۲ اگست) زار نے شاہ چارلس کو تکمیل صلح پر بذریعہ تار مبارکباد دی اور لکھا ہے کہ اس کا نتیجہ رومانیہ کے حق میں صریح کامیابی ہے شاہ نے اس تازہ اور واقعی قیمتی ثبوت دوستی پر زار کا شکریہ ادا کیا ہے

متفرق خبریں

حضور وائسرائے وسط اکتوبر میں اپنے سرمائی دورہ پر روانہ ہو کر مقامات ذیل پر رونق افروز ہونگے۔ کپور تھلہ۔ بیکانیر۔ الور۔ حیدر آباد۔ بیجاپور۔ میسور بنگلور۔ کولار کی کان ہائے طلا۔ مدورا۔ ترچناپلی۔ تنجور۔ مدراس۔ کٹک۔ گیا بانکی پور۔ بھرت پور۔ اور دسمبر کے ہفتہ اول میں دہلی آن پہنچیں گے۔

ہندوستان سے چینی یا روسی ترکستان جانے والوں کی درخواستیں اب کے سال ۲۰ اگست تک جنرل شاف کے چیف صاحب کی خدمت میں پہنچنی چاہئیں۔ سالہائے آیندہ کے لئے پندرہ اگست مقرر ہوئی ہے۔ گلگت کے راستے ہر سال صرف تین شخص جا سکیں گے۔ لیہ قراقورم کی طرف سے جانے والے افسروں کے لئے یہ پابندی نہیں ہے۔

اگست کے شروع میں سرحد پر مقامی قبایل کے درمیان کچھ لڑائی جھگڑا ہو گیا ۲۷ آدمی مارے گئے۔ محمود ملا کے بھی خفیف زخم آئے۔

مسقط کی کوئی اہم خبر بہت دنوں سے نہیں آئی جس سے معلوم ہوتا کہ سلطان کو باغی عربوں کے مقابلہ میں کیا کامیابی ہوئی۔ جو بموجب آخری اطلاع کے مسقط سے ایک روز کی مسافت تک بڑھ آئے تھے۔ گورنمنٹ ہند نے اس موقعہ پر سلطان کو بہت مدد دی جس سے کہتے ہیں کہ سلطان کو اب اپنے دارالخلافہ اور ساحلی قصبات کے متعلق کوئی وجہ تشویش نہیں رہی برٹش جمعیت خشکی و تری پر بغرض حمایت و حفاظت تعینات ہے۔

مسٹر آنریبل خان اس وقت فرانس میں آرام سے رمضان شریف گذار رہے ہیں

ہندوستان میں پبلک اوپینین (عام رائے) روبہ ترقی ہونے کے ثبوت میں اخبار انگلش مین یہ دلیل پیش کرتا ہے۔ کہ کالیکٹ جیسے دور افتادہ مقام سے اس وقت تین عمدہ دیسی پرچے ہفتہ وار نکلتے ہیں اور ایک رسالہ ماہوار

نئی دہلی کی تعمیر جلدی ہی شروع ہوا چاہتی ہے۔ پہاڑ کی کٹائی اور مٹی کی کھدائی کے لئے ٹھیکہ داروں سے ٹنڈر طلب کئے گئے ہیں۔

ہندوستان اور جزائر فلپائن کے تجارتی تعلقات روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں۔ یہاں سے چاول ریشہ دار چیزیں کی مصنوعات مثلاً رسیاں بوریاں وغیرہ ادہر کو بہت جاتی ہیں۔ اور وہاں سے سگار۔ پٹ سن۔ موتی۔ گوند۔ رال وغیرہ اشیاء آتی ہیں۔ ان جزائر میں چند ہندوستانی بھی جا بسے ہیں۔ جو وہاں کاشتکاری کر رہے ہیں اور اچھی خوشحالی سے ان کی بسر اوقات ہوتی ہے۔

فرانسیسی بحری طاقت کے لئے پانچواں ڈریڈناٹ (جہاز) جنوری ۱۹۱۴ء میں سمندر میں اتارا جائیگا۔ اور نیز سمندری جاسوس جہازوں کی تعمیر شروع ہوگی۔ جس کا کام ۱۹۱۹ء سے قبل نہیں چھیڑا جائیگا۔

پایہ تخت روس کے محکمہ تار برقی نے جاپان کے ساتھ اس بارہ میں نامہ و پیام شروع کئے ہیں۔ کہ کوریا اور منگھالین میں روسی و جاپانی سلسلہ تار کو ملا دیا جائے۔ مقامات کاسہ کالنکا اور منگھالین میں اور نیز کراسنو ڈمک ولیونی پر بے تار کے چند سٹیشن تیار کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

قیصر جرمنی کی جوبلی کے موقعہ پر ۲۴ ہزار قیدیوں کو رہائی ملی۔

مقدمہ سازش باری سال کی آخری پیشی ۹ اگست کو تھی۔ ہیڈ کانسٹبل نے چھ ملزموں کو پیش کیا۔ اور ان کے اظہار لئے گئے۔

بردوان اور کھنہ جنکشن کے درمیان (۸ اگست کو) دریائے دمودر پر دو تین میل ریلوے لائن شدت سیلاب کے سبب بیکار ہو گئی۔

صاحب وزیر ہند نے رنگون میں پاسٹیور انسٹی ٹیوٹ بنانے کی منظوری دیدی ہے۔ لوکل گورنمنٹ نے ۲ ایکڑ زمین صدر بازار میں دیدی ہے کام عنقریب شروع ہونے کو ہے۔

بغاوت۔ زالون کے جرم میں جن دو ملزموں کو سب سے بڑی سزا کا حکم ہوا تھا۔ وہ بمقام ہنزادڈا پھانسی دیئے گئے۔ اگر ان کی بغاوت کامیاب ہوتی تو ان میں سے ایک شاہ برہما بنتا۔ اور دوسرا وہاں کا لاٹ پادری

بنگال میں ۱۹۱۱ء کے اندر آٹھ نئے بنک کھلے تھے مگر ۱۹۱۲ء میں اور رجسٹری ہوئے

حضور وائسرائے اور ان کی بیگم صاحبہ نے جمعہ کی شام کو آنریبل شمس علی نام کے ساتھ شام کا کھانا تناول فرمایا۔

اخبار ہمدرد و کامریڈ دہلی کے مطبع سے مقامی صاحب ضلع نے دو ہزار کی ضمانت طلب کی ہے۔ افسوس!

خان بہادر میاں رحیم شاہ صاحب کا کابل ۱۱ اگست کو ایبٹ آباد مرض گردہ میں فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ صوبہ سرحدی میں بڑے مشہور متمول مخیر اور فراخ دل۔ ہمدرد قوم تھے۔ لاکھوں روپیہ قومی کاموں میں دے ڈالا۔ جزاہ اللہ۔ خدا مغفرت کرے۔

ایڈیٹر الہلال نے لاٹ صاحب صوبہ متحدہ کو تار دیا ہے کہ مجھے ماخوذین کانپور سے ملنے کی اجازت دی جائے مجسٹریٹ کانپور نے تو اس درخواست کو نا منظور کیا دیکھئے لاٹ صاحب کیا جواب دیتے ہیں۔

کراچی کی مسجد سے متعلق یہ خبر خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ دراصل یہ ایک چبوترہ تھا۔ جس پر ملازمان ریل اکثر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک غلط فہمی کی وجہ سے گرایا گیا تھا۔ مگر حکام نے صورت حال سے خبردار ہوتے ہی چند گھنٹوں میں از سر نو بنوا دیا۔

کانپور (۱۰ اگست) آج لاٹ صاحب یہاں پہنچنے والے تھے۔ انکی خدمت میں ڈیپوٹیشن بھیجنے کا ارادہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ غالباً کوئی جلسہ بھی نہیں کیا جائیگا۔ مقدمہ کی سماعت ۱۳ اگست کو شروع ہونے والی ہے مگر شاید پولیس کچھ اور مہلت مانگے۔ (بعد کی خبر) ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱ - مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۳ء - نمبر ۱۶

واقعہ کانپور اور اینگلو انڈین اخبارات

(کمیونی کیٹڈ)

واقعہ ہائلہ کانپور نے ہمیں سخت متردد کر دیا ہے۔ کہ ایک طرف ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ جو ہر دم اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشنودی چاہتی ہے۔ اور جس کے سایہ عاطفت میں ہم نہایت آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دوسری طرف بدقسمتی سے گورنمنٹ کے حکام ہیں۔ جن کی عاجلانہ جاہلانہ اور متعصبانہ کارروائی ملک میں دونوں ہاتھوں سے مادہ فساد کاشت کر رہی ہے۔ تیسری طرف ہم مسلمان ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث کو خیرباد کہے بیٹھے ہیں یہ حالت ہماری جاذب نصرت نہیں رہی۔ کہ ہم پر اللہ کا فضل ہو اور ہمارے لوکل حکام کی حالت بدل جاوے۔ یا ہماری ہی حالت سدھر جاوے اس پر طرہ یہ کہ وہ مقتدر اخبارات جن کی آواز گورنمنٹ میں فوراً سنی جاتی ہے اور جو گورنمنٹ کے قابل مشیر بن کر رعایا کے جذبات اور خواہشات کی ترجمانی بخوبی کر سکتے ہیں اور نیز حکومت کے نشہ میں مست حکام کی کمزوریوں کو جن سے سلطنت بدنام اور ذلیل ہونے کا اندیشہ ہو ذمہ دار افسران تک پہنچا کر اصلاح کا موجب ہو سکتے ہیں۔ وہ کچھ ایسے تنگ ظرف اور متعصب ہو گئے ہیں کہ ہندوستانیوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔ ہر ایک معاملہ میں انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر اینگلو انڈین اصحاب کی خوشنودی مدنظر رکھتے ہوئے ذرا ذرا بات کا تبنگڑ بنا کر گورنمنٹ کو صحیح نتیجہ پر آنے سے باز رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کانپور میں ہی پاینیر جیسا پایہ کا اخبار اور سول ملٹری جیسا قابل اخبار ان ناعاقبت اندیش افسروں کی کارروائی کو نہایت ہی مستحسن بنا کر گورنمنٹ عالیہ سے ان کے واسطے مزید اعزاز کی سفارش کرتا ہے۔ حالانکہ ان افسروں سے اس معاملہ میں ایسی کارروائی ہوئی ہے۔ کہ فوراً معزول کر دیئے جاتے اور سخت سے سخت سزا کے مستوجب قرار دیئے جاتے۔ تو کچھ بیجا نہ تھا کیونکہ نہ تو انہوں نے گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کی ہی شان کا خیال کچھ کیا۔ کہ ایسی کارروائیاں اس کی ذات سے بعید ہیں اور نہ اس کی وفادار رعایا کا کچھ لحاظ کیا۔ کہ وہ کیسی امن پسند بے ضرر ہے اور نہ ہی خدا کا خوف کیا۔ کہ ان کی اس حرکت سے کتنے بے گناہ قتل ہو جائیں گے۔ اور اس حرکت سے کتنی وفادار رعایا کے دلوں کو صدمہ پہنچیگا۔ ایک قوم کی قوم تو نہایت غمناک صورت بنائے بیٹھی ہے۔ بھیڑ بکریوں سے بھی زیادہ امن کی صورت میں ایک جگہ جمع ہوتی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی اس پاک زمین کو جو بیت اللہ کا ایک حصہ ہے۔ گدہوں۔ کتوں اور دیگر ناپاک اشیاء کی پلیدی سے بچائے۔ ان کے پاس حفاظت خود اختیاری کے لئے ایک لکڑی بھی نہیں وہ سجدہ گاہ باری تعالیٰ کو اپنی اصل حالت میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وہ حجت عذاب ان پر پوری نہ ہو۔ جو آیہ کریمہ میں مذکور ہے:- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا۔ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں ذکر الٰہی کیا جانے کو روکتا ہے اور مسجدوں کو خراب خراب کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ اس دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔ اور آخرۃ میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ ان کو تو چاہئے تھا کہ وہ جب مسجد میں داخل ہوں۔ تو اللہ کی طاقتوں اور جبروت سے ڈرتے ہوئے ہی داخل ہوں۔

غرض ایک طرف تو مسکین عاجز سر اور پاؤں سے ننگی نہتی وفادار رعایا کی صورت میں مذکورہ بالا وعید سے اپنے آپ کو بچانے اور درگاہ باری تعالیٰ کی حضور میں سرخرو ہونے کے لئے مسجد کی اینٹوں کو بغیر کسی ہتھیار کے اکٹھا کرنے کے لئے آتی ہے۔ دوسری طرف حکام ضلع بندوقوں اور آتشین اسلحہ سے آراستہ ہو کر دیوار بنانے سے روکتے ہیں اور عدم تعمیل [illegible]

لیکن سول ملٹری صاحب ہیں۔ کہ ان کی اس فوجی نقل و حرکت کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں گویا شتلوبے کے مورچہ پر پیش قدمی کر کے اسے فتح کیا گیا ہے۔ اللہ اللہ مسلمانوں کی دینی حالت اس موقعہ پر قابل قدر ہے۔ اور ان کا صبر و استقلال قابل نمونہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جاھدوا باموالکم وانفسکم ایک طرف تو اس پر عمل کیا۔ دوسری طرف حکم ہے کہ بادشاہ وقت کی تابعداری کرو اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا نقشہ ایسا کھینچ دکھایا۔ کہ بایدوشاید۔ جان اللہ کی راہ میں دی اللہ کو راضی کیا اور وعید سے بچ گئے۔ گورنمنٹ کے افسروں نے ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا۔ لیکن کوئی جنگجویانہ حرکت نہ کی۔ صرف چھاتی سامنے کئے کھڑے مر گئے۔ کوئی خلاف امن حرکت ان سے سرزد نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین درجہ قرب عطا کرے۔

از روئے قانون کلکٹر کا فرض تھا۔ کہ وہ بموجب ایکٹ حصول اراضی ان لوگوں کے نام دریافت کرتا اور اس وقت خاموش رہتا۔ دوسرے روز ان کے نام وارنٹ جاری کرتا۔ قانون کے مطابق سزا دیتا۔ باڑھ اڑانا اور ڈرانا تو ایسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ کسی بڑی سنگین واردات کا اندیشہ ہو اور اس سے وہ بڑا اندیشہ رفع کیا جا سکتا ہو۔ نہ کہ دیوار کی آبادی کے صلہ میں مخلوق خدا اور وفادار رعایائے گورنمنٹ کو جو ایک لاٹھی تک گھر سے ہاتھ میں نہیں لائی۔ اڑا دیا جاوے۔

اگر کلکٹر صاحب قانونی کارروائی پر صبر کرتے تو کبھی نوبت اس حد تک نہ پہنچتی۔ اور پاینیر جیسے پایہ کے اخبار اس بیوقوفی اور جاہلانہ کارروائی کی بھی تعریف ہی کرتے ہیں سبحان اللہ تعصب آدمی کو کیسا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے! افسران کی غلطی تو اول اس سے ہی عیاں ہے کہ اسی سڑک پر ہندوؤں کا مندر بحال چھوڑا جاتا ہے اور مسجد کو گرایا جاتا ہے کاش اگر ذرا بھی غور و فکر سے کام لیتے۔ تو آج لوکل گورنمنٹ کو اپنے بچاؤ کی خاطر مختلف طبقوں کے وفادار افراد کو شورش کا ملزم قرار دینے کی نوبت ناحق نہ پہنچتی۔ ہم اب بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بعجز و ادب درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں لوکل حکام کی جو ایسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ رپورٹوں پر فیصلہ نہ کریں بلکہ خود واقعات نفس الامری کی چھان بین کر کے اس کو اس طرح سلجھائیں۔ جس سے مسلمان طبقہ رعایا کی خصوصاً اور عام رعایائے ہند کے عموماً وفادارانہ خیالات پر اچھا اثر پڑ سکے۔ باالٰہی تو اس معاملہ میں وہ کر جو ہمارے حق میں خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین!

پنجاب کی بین الاقوامی حالت پر ہز آنر کے قابل قدر خیالات

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے ہر ماہ حال کو راولپنڈی میں میونسپل بورڈ کے خیر مقدم کا جواب دیتے ہوئے جو تقریر فرمائی اسکا یوں تو ایک ایک لفظ دل نشین تھا اور اس قابل کہ رعایا گوش ہوش سے سنے اور فایدہ اٹھائے۔ کیونکہ حضور ممدوح کے کلام میں شرافت عالی ظرفی۔ پاک طینتی اور نیک مزاجی کی وہی بوئے خوش پائی جاتی ہے جو اگلے زمانہ کے اکثر نیک دل انگریزوں میں ہوا کرتی تھی اور جس کے بغیر حاکم و محکوم کے خوشگوار تعلقات قایم ہی نہیں رہ سکتے۔ لیکن تقریر کا وہ حصہ خصوصیت سے اہم اور لائق توجہ ہے جس میں ہز آنر نے صوبہ ہذا کی موجودہ بین الاقوامی حالت پر اپنے قیمتی خیالات ظاہر فرمائے ہیں یہاں ہم اسی کا ماحصل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ ہز آنر نے فرمایا:-

"جہاں میں پنجاب کو اس عظیم ترقی پر مبارکباد دیتا ہوں جو اس نے بصورت فارغ البالی کی اور کر رہا ہے۔ اور جس میں کوئی دوسرا صوبہ اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ وہاں میں ان حالات پر نظر ڈالتے اور ان پر اظہار افسوس کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ جنھوں نے اب بہت ناگوار شکل اختیار کر لی ہے۔ ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ صوبہ ہذا کی اقوام مختلفہ کے درمیان کشیدگی بڑھتی جاتی ہے۔ جو صوبہ کے اکثر حصص میں سلطنت کے لئے باعث تردد ہو رہی ہے اور جس پر امن ترقی کے ہم سب خواہشمند ہیں۔ اس کے حق میں اس ناچاقی اور کشاکشی سے بڑھ کر مہلک اور تباہ کن اور کوئی امر نہ ہوگا۔ یہ آپس کی مخالفت اور بغض و عداوت صوبہ ہذا میں قدیم سے نہیں بلکہ تھوڑے ہی عرصہ سے نمودار ہوئی ہے میری رائے میں باہمی سلوک۔ رواداری۔ مراعات اور تبادلہ خیالات ہی وہ ضروری امور ہیں۔ جن کے بغیر اقوام مختلفہ میں نہ عمدہ تعلقات رہ سکتے ہیں نہ کوئی امتیازی اوصاف پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو اکثر اہل پنجاب میں پائے جاتے ہیں مثلاً عام عقل و فہم۔ جدید خیالات ترقی کو اخذ کرنے کی اہلیت اور ان سے فایدہ اٹھانے کی صلاحیت معتدل اور اولوالعزمی وغیرہ وغیرہ اسی لئے باہمی منافرت اور نفاق پھیلانے والی ہر تحریک قابل افسوس ہے۔ پس میں ہر فرقہ کے با اثر اشخاص اور نیز اخبارات سے جو اس معاملہ میں نیک و بد کے بہت کچھ ذمہ وار ہیں خاص کر زور کے ساتھ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ تفرقہ کا جوش گھٹانے اور قدیم نیک خیالات کو بحال کرنے کی ہر ممکن طریق سے کوشش کریں اور یہ سب کچھ اپنے اپنے مذہبی معتقدات اور قومی اصولوں پر قائم رہ کر بھی بوجہ احسن ہو سکتا ہے"۔

نرائن گنج کا واقعہ اور ٹریبیون کا حاشیہ

۹ اگست کے ٹریبیون میں کلکتہ سے بتاریخ ۷ اگست کا ایک پیام برقی بدیں مضمون شائع ہوا ہے کہ: "نرائن گنج کا نامہ نگار تار دیتا ہے۔ کہ یہ خبر موصول ہونے پر کہ کئی مسلمان مذہبی مجانین لوگوں کو بدامنی کی حرکات پر اکسا رہے ہیں سب انسپکٹر رائے پور اپنے ساتھ کئی کانسٹبلوں کو لیکر موقعہ پر پہنچا۔ تاکہ ان مفسدوں کو گرفتار کرے۔ وہاں ان کے پیروؤں نے مقابلہ کیا جس پر مسلمانوں اور پولیس والوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی جس میں پولیس کے کئی آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ بیس مسلمان گرفتار کر لئے گئے ہیں"۔

ناظرین! اس بیان کے ایک ایک لفظ کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور یاد رکھیں کیسی روایت در روایت اطلاع ہے اور کس قدر گول مول سے الفاظ ہیں جس سے بات کی تہ یا اس کا سر پیر کچھ نہیں معلوم ہوتا اور جس کی آج تک کہ پانچواں چھٹا روز ہے کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔ مگر قابل داد ہے یاران وطن کا کمال جو انہی الفاظ کو ربڑ کی طرح کھینچ تان کر اس خوبصورتی سے بات کا تبنگڑ بناتے ہیں کہ باید و شاید چنانچہ معاصر مذکور نے اسی اشاعت کے پہلے ہی صفحے کے شروع ہی کالم میں اس کے متعلق "مسلمانوں کا ایک اور ہنگامہ" کی سرخی سے قبل از وقت یہ حکم لگا ہی دیا ہے کہ یہ بلوہ مفسدہ کانپور کے نقش قدم پر ہوا ہے۔ اور نیز اشتعال انگیز تحریرات کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ لوگ آپے سے باہر ہو کر قانون اور حکام کا ادب بالائے طاق رکھ دیتے ہیں وغیرہ" ابھی اس واقعہ سے متعلق جب تک مزید تفصیلی حالات نہ معلوم ہوں۔ کوئی رائے لگانا قبل از وقت ہوگا۔ لیکن اس کا ہمیں ضرور افسوس ہے کہ ہمارے لوکل معاصر نے کو سنی پاس نہایت مختصر اور مجمل بلکہ مشتبہ سی رپورٹ کو خواہ مخواہ ایسا رنگ کیوں دیا جس سے اس کے اپنے باطن کا بے موقعہ پردہ فاش ہوا اور مسلمانوں کی نسبت بیجا بدگمانی پھیلے۔

مسلم لائلٹی کا لائبل

اس اتوار (۱۰ اگست) کو دہلی کی عیدگاہ میں شہداء کانپور کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ اور دعائے مغفرت کی گئی۔ اور چند ریزولیوشن گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیجنے کے لئے پاس کئے گئے۔ یہ جلسہ نہایت امن و عافیت اور خیر و خوبی سے اختتام کو پہنچا کسی طرح کا شور و شغب اور کوئی حرکت خلاف قانون نہیں ہوئی فالحمد للہ۔ لیکن دہلی کی معتبر اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر نے تھانہ صدر بازار و پہاڑ گنج وغیرہ سے بلوا کر مسلح پولیس معہ جنگی کارتوسوں کے عیدگاہ کے دونوں طرف تعینات کر دی تھی جو اختتام جلسہ تک رہی۔ مقامی حکام کی یہ کارروائی جہاں ایک طرح کی خوش نظمی اور دور اندیشی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی دہلی پبلک جیسی بے ضرر بے زبان اور امن پسند مسلمان رعایا کی نسبت بے وجہ بدگمانی بھی ظاہر کرتی ہے۔ کیا مقامی حکام کو یہ معلوم نہیں ہے کہ حال کے برہم ان واقعات اور میونسپل انتخابات میں مسلمانان دہلی نے کیسے صبر۔ ضبط۔ ادب و اطاعت شعاری اور وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر بھی شاید لوکل اتھارٹیز کو ان کی نسبت کچھ سوء ظن ہے تو پھر حاکم و محکوم کے عمدہ تعلقات کا اللہ ہی بیلی ہے۔ ہمارے نزدیک لوکل گورنمنٹ کے بالمقابل دہلی والوں میں قومی زندگی اور سیاسی بیداری کا احساس ہی نہیں۔ مگر تعجب ہے کہ وہاں کے حکام نہ صرف اس کا وجود ہی مانتے ہیں۔ بلکہ اسے خطرناک درجہ تک پہنچا ہوا بھی سمجھتے ہیں۔ ورنہ اس سنگین گارد کی کیا ضرورت تھی؟

خیال خواطر ہے علاج اس بدگمانی کا ہو کا گر کو ئی بحسن ظن شاد ملا ما ہے

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

مذہبی کانفرنس پیرس ملک فرانس میں خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر

(مرقومہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس لاہور)

جناب خواجہ صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گذشتہ ۹ دس ماہ میں جو کامیابی اشاعت اسلام کے اہم کام میں انگلستان میں ہوئی ہے وہ ہندوستان کے عیسائیوں کی بے چینی سے ظاہر ہے۔ جو کہ انہوں نے اس مشن اسلامی کے متعلق انگلستان کے متعدد اخباروں میں ظاہر کی۔ نہائت سن رسیدہ پادری ٹامس ہاول اور پادری وُوڈ نے ان مضامین میں خواجہ صاحب کی اسلامی تحریک کے متعلق سخت گھبراہٹ ظاہر کی اور لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کے اور افراد بھی انگلستان کو جانے والے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ یہ لوگ بہت با اثر اور بارسوخ ہیں۔ اُن کو دین کی دھن ہے اور اپنا وقت اور روپیہ خدمت اسلام میں صرف کرتے ہیں۔ اور ان کا مقصد ہے کہ اسلام نے خلاف مذہبی جنگ کی جاوے اور اس ملک کے باشندوں کو مسلمان کیا جاوے اور لکھا ہے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں اور اہل انگلستان سے اپیل کی ہے۔ کہ اس اسلامی تحریک کی مقابلہ کے لئے اُن کو روپیہ سے مدد دیں۔ اس پر اخبار ٹریبون نے اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں مضحکہ اڑایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ چرچ اوف انگلینڈ کے عیسائی مشنریوں کا روپیہ کی مشکلات کا عذر درست نہیں معلوم ہوتا۔ ماسوائے اس کے انگلستان کے پادریوں نے خواجہ صاحب کے مقابلہ میں بحث کرنے سے اب تک پہلو تہی کی ہے۔ اگرچہ کئی دفعہ اس قسم کا موقعہ پیش آیا۔ حال ہی میں بمقام فوکسٹن مسٹر ہولڈن نے اسلام قبول کرنے کے لئے مستعدی ظاہر کی اور اس نے وہاں کے بڑے پادریوں اور خواجہ صاحب کو ایک ہی وقت میں دعوت دی اور چاہا کہ اُن کے سامنے ہر دو اصحاب مذہبی معاملات میں گفتگو کریں۔ تاکہ وہ اپنے لئے فیصلہ کرسکے کہ کونسا مذہب حق ہے۔ خواجہ صاحب تو لنڈن سے فاکسٹن وقت معینہ پر پہنچ گئے۔ مگر پادری صاحب باوجود اصرار کے نہ پہنچے۔ فاکسٹن کے لوگوں نے خواجہ صاحب کے وہاں دو لیکچر کرائے ایک تھیوسوفی اور اسلام پر۔ اور دوسرا اسلام میں حقوق نسواں پر اور مسٹر ہولڈن نے متاثر ہو کر خود اسلام پر خواجہ صاحب کی موجودگی میں لیکچر دیا جس کا ترجمہ اخبار پیغام صلح اشاعت مورخہ ۲۹ جولائی میں چھپ چکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے فیض صحبت سے اس انگریز نے کس قدر وسیع معلومات اسلام کے متعلق حاصل کی ہیں۔ اور کہاں تک صداقت اسلام اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔ فالحمد علیٰ ذالک انگلستان کی مختلف کلبوں اور انجمنوں کی طرف سے تو خواجہ صاحب کو اسلام پر لیکچر دینے کے لئے دعوت کا سلسلہ جاری ہے ہی۔ مگر اب خدا کا فضل ہے۔ کہ اُن کو یورپ کے دیگر مختلف ممالک سے بھی اس قسم کے خطوط آنے لگے ہیں۔ بلکہ ملک امریکہ سے بھی دعوت آئی ہے۔ حال ہی میں ملک فرانس میں ایک بہت بڑی مذہبی کانفرنس ہوئی (جسکا مختصر ذکر گذشتہ اشاعت میں آچکا ہے ایڈیٹر) اس میں عیسائی مذہب کے مستقبل کی نسبت غور کیا گیا۔ ایک سو سے زیادہ منتخب پروفیسران و ڈاکٹران الہیات و مشہور پادری صاحبان موجود تھے۔ اس میں انہوں نے خواجہ صاحب کو بھی اسلام پر لیکچر کے لئے مدعو کیا۔ اور یہ کانفرنس ایسے عیسائی صاحبان کی تھی۔ کہ جن کو موجودہ مذہب عیسوی سے تسلی نہیں اور جو حضرت مسیح کو خدا نہیں مانتے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انجیل کی تعلیم مکتفی نہیں۔ اور چونکہ حضرت مسیح نے خود انجیل میں فرمایا ہے۔ کہ میری تعلیم کامل نہیں ایک اور تعلیم آئے گی جو اس کو کامل کرے گی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ جہاں کہیں سے بھی وہ اور صداقت ملے اُس کو قبول کرلیں اور انجیل کی تعلیم کی کمی کو پورا کریں وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ فلسفہ کی پیروی عملی رنگ میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ہرگز مکتفی نہیں۔ اس لئے اُن کو ایسے اصولوں کی ضرورت ہے۔ جن کا عملی زندگی کو پاک اور صاف کرنے میں زیادہ تعلق ہو۔ وہ عیسائی مشنری تحریکوں کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر ایک مذہب کو اپنی حالت پر چھوڑنا چاہئے اور ہر ایک مذہب کو زندہ رہنا چاہئے دوسرے مذاہب کے اور لوگوں کو عیسائی بنانے کی کوشش فضول ہے وہ موجودہ مسیحی جنگوں کے سخت خلاف ہیں اور محبت اور آشتی اور صلح کی تحریک کو پسند کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب کی مفصل چٹھی تو ناظرین بعد میں اخبار زمیندار میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان کی مختصر تحریر جو ہمارے نام آئی ہے۔ ذیل میں درج کی جاتی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا کی شان آج سب سے آخری خط آپ کو لکھنے لگا ہوں۔ آخری سے میری مراد ہے یعنے او چٹھیاں میں لکھ چکا ہوں۔ اب آخری چٹھی ہے۔ اور وقت تھوڑا۔ فرانس سے واپس آیا۔ بے نظیر کامیابی۔ مفصل دو خط میں نے اڈیٹر زمیندار کو لکھے۔ وہ چھپ جاویں تو اچھا ہے۔ بے نظیر کامیابی۔ ایک فقرہ میں آپ اندازہ کرسکتے ہیں۔ جو بڑے سے بڑے فضلا کا ہے کہ وہ کہتے ہیں:-

He has preached an ideal of a religion though they say they are doubtful if it is Islam.

میرے نزدیک یہ ہماری فتح ہے۔ جب ان کو پتہ لگیگا۔ خود بخود اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ انہوں نے تسلیم کرلیا کہ اسلام ایک *Ideal religion* ہے۔ خدا نے نئے راہ کھولے۔ نئے تعلقات قایم کردیئے امریکہ اور سب سے زیادہ یونین چرچ سے درخواست لیکچر کی آرہی ہے امریکہ کی خاتونوں نے نوٹ لئے ہیں۔ کمال الدین

اس میں شک نہیں کہ یونین چرچ میں اتحاد کی تحریک عرصہ سے یورپ میں جاری ہے۔ مگر جنگ طرابلس اور جنگ بلقان نے اُس کو ان دنوں بہت زیادہ کامیابی عطا کی ہے۔ ہم نے تو ہمیشہ سے ہی اس جنگ کو اسلام کی حقانیت اور سچی عظمت کے اظہار کا پیش خیمہ اور مسلمانوں کے بیدار کرنے کے لئے الٰہی تازیانہ سمجھا ہے۔ اور ہمیشہ سے حضرت میرزا صاحب کے اس شعر کے صدق کو مانا ہے۔ جو آپ نے تحریر فرمایا ؎

اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا ✦ اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانیکے دن
دوستو اُس یار نے دین کی مصیبت دیکھ لی ✦ آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانیکے دن

ان جنگوں میں مسیحی اقوام نے جو مسلمانوں پر مظالم کئے ہیں اس سے خود عیسائیوں کے اندر ایک زبردست تحریک پیدا ہوئی ہے جس نے موجودہ عیسائیت سے نفرت کا اظہار کیا ہے۔ اور ان عیسائیوں کے کرتوتوں پر اظہار ناپسندیدگی کیا ہے۔ انہی میں سے ایک یونین چرچ کی تحریک ہے۔ جو بڑی سرعت کے ساتھ یورپ میں ترقی کر رہی ہے۔ شاہزادی کراڈجا۔ جن کا پہلے ذکر شائع ہوچکا ہے۔ جو نوسٹک سوسائٹی کی پریزیڈنٹ ہیں۔ انہوں نے بھی مسیحی جنگوں کے خلاف آواز بلند کی ہے اور وہ بھی اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو یورپ میں قایم کرنا اپنا فرض اولین سمجھتی ہیں۔ اور انہوں نے خواجہ صاحب کے رسالہ کا بڑے زور سے خیر مقدم کیا ہے۔ الغرض کہ کل یورپ کی سفید روحیں مسیح کی بھیڑوں کے ان کارناموں سے تنگ آگئی ہیں جو کہ انہوں نے گذشتہ دو سال میں دکھائے۔ کہ اپنی خونریزی اور درندگی سے بھیڑیوں کو بھی شرما دیا۔ اب وہ خدا کے فضل سے سچے مذہب کی تلاش میں اپنے سینے کھول کر ہر طرف دوڑ رہی ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے کہ اسلام کے اصولوں میں وہ اپنے لئے تسلی پاتے ہیں۔ شاہزادی کراڈجا جیسی عالمہ کا اسلام کے سات اصولوں (یعنے خدا کی وحدانیت۔ فرشتوں کتابوں حشر نشر یہ مسئلہ تقدیر وغیرہ) پر ایمان لانا کوئی تھوڑی کامیابی نہیں۔ پھر فرانس کی کانفرنس میں بڑے بڑے عیسائی محققین کا خواجہ صاحب کے لیکچر پر یہ اظہار کرنا کہ انہوں نے جو مذہب پیش کیا ہے وہ اعلےٰ ترین نمونہ ہے۔ سچے مذہب کا اور اُن کا اس امر پر تعجب ظاہر کرنا کہ یہ حقیقتاً اسلام ہے۔ یہ اسلام کے لئے نہایت ہی عظیم الشان فتح ہے۔ آخر اسلام تو اس بات کا محتاج نہیں۔ کہ اُس کی خوبیاں ظاہر کرنے کے لئے دوسرے مذاہب کے اصولوں سے مدد لی جائے بلکہ ہر ایک صداقت خود قرآن میں موجود ہے اور ہر ایک دعویٰ مع دلائل حقہ کے اس میں پایا جاتا ہے اور یہ سچ ہے کہ جو کچھ خواجہ صاحب بیان کرتے ہیں اُس کا ماخذ ہمیشہ قرآن ہی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ دن دوگنی رات چوگنی اسلام کو ترقی دے آمین! اب جو لوگ کہ مادیات کے شیدا اور دنیوی اسباب کے ماسوائے خدائی قدرتوں اور خدائی نصرتوں کے قابل نہیں وہ ذرہ سوچیں کہ خدا تعالےٰ ایک با اخلاص انسان کی کوششوں کو کس طرح سے مقبول کرتا ہے اور کس طرح سے الٰہی نصرتوں کے دروازے ہر طرف سے اُس کے لئے کھل گئے ہیں اور صداقت اسلام کا آفتاب کس طرح سے یورپ کی تاریکی میں طلوع ہو رہا ہے اندھیرے سب مٹ رہے ہیں۔ مطلع صاف ہو رہا ہے۔ اب قریب ہے کہ الٰہی وعدہ کے مطابق یہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکل کر نصف النہار کو پہنچے اور اُس کی روشنی تمام دنیا کو منور کر دے آمین! جو لوگ کہ تاریخ اسلام سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اسلام ہمیشہ اپنی صداقت سے پھیلا ہے تلوار کے زور سے ہرگز نہیں پھیلا۔ وسط ایشیا میں ایک وقت جو دینت۔ عیسائیت۔ بدھ مذہب و مجوس کا دور دورہ تھا۔ کہ اسلام کے چند مبلغین بھی چنگیز خاں کے دربار میں حاضر ہوئے اور مذہبی مباحثات کا سلسلہ جاری ہوا۔ ایک صدی تک یہ کشمکش جاری رہی آخر اسلام کو ہی فتح ہوئی۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام چین۔ تاتار۔ ترکستان وایران و افغانستان اسلام کے نام لیواؤں سے بھرپور ہے۔ اگرچہ ہلاکو نے بغداد کو فتح کرلیا اور لاکھوں مسلمان شہید کئے۔ مگر اسلام کی صداقت کو وہ ہرگز نہ مٹا سکا۔ بلکہ خود ہلاکو کا پوتہ مسلمان ہوا۔ اور اب ترک جو چنگیز خاں اور ہلاکو کی اولاد سے ہیں۔ مسلمان ہیں اور اسلام کے لئے لاکھوں انسان اپنی جانوں اپنے مال و املاک کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ اب یقیناً یاد رکھو کہ انشاء اللہ العزیز مقدر اسی طرح سے ہے کہ ایک دن یورپ ضرور مسلمان ہوگا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی دیگا۔ آخر خدا کی الوہیت سے انکار اور شرک اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ توحید مذہب توحید یعنے اسلام کا دور دورہ ہو۔ آمین! اور قرآن مجید کی پیشین گوئی کہ لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ الکافرون۔ اپنے حقیقی معنوں میں پوری ہو اور کل ادیان باطلہ پر اسلام کی صداقت ہویدا ہو۔ آمین!

خدائی کاموں کی حقیقت یہی ہے کہ اُن کا آغاز ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے مگر نتائج بہت بڑے ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو چشم بصیرت عطا ہوئی ہے وہ اس تاریکی میں بھی صداقت اسلام کی شعاؤں کو اُن میں سے طلوع ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں ؎

قدرت سے اپنی ذات کے دیتا ہے وہ ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

مراسلات

پیغام صلح نمبر ۲

واصلحوا ذات بینکم الصلح خیر

(ترجمہ) آپس میں صلحکاری اختیار کرو۔ صلح میں خیر ہے)

گذشتہ اشاعت میں ہم نے بتایا تھا کہ پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر رحمت و صلح تھے۔ اُن کا پیغام پیغام صلح تھا اور اسی پیغام کو اُن کے نائب وقتاً فوقتاً دنیا میں لاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی اس ملک میں پیغام صلح کو اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے پڑھا وہ ایک پیغام صلح ہی تھا جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء کو جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ لاہور میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب مغفور و مرحوم نے برّاعظم ہند کی مختلف اقوام و مذاہب کے نمایندوں کو سنایا تھا اور جس میں فرمایا تھا۔

"بلاشبہ صلحکاری اعلیٰ درجہ کا ایک خلق ہے اور انسانیت کے لئے ازبس ضروری۔ اور اس خلق کے مناسب حال طبعی قوت جو بچہ میں ہوتی ہے۔ جس کی تعدیل سے یہ خلق بنتا ہے۔ اُلفت یعنی خوگرفتگی ہے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ انسان صرف طبعی حالت میں یعنی اس حالت میں کہ جب انسان عقل سے بے بہرہ ہو صلح کے مضمون کو سمجھ نہیں سکتا اور نہ جنگ جوئی کے مضمون کو سمجھ سکتا ہے۔ پس اس وقت جو ایک عادت موافقت کی اس میں پائی جاتی ہے وہی صلحکاری کی عادت کی ایک جڑھ ہے۔ لیکن چونکہ وہ عقل اور تدبر اور خاص ارادہ سے اختیار نہیں کی جاتی اس لئے خلق میں داخل نہیں۔ بلکہ خلق میں تب داخل ہوگی کہ جب انسان بالارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلحکاری کے خلق کو اپنے محل پر استعمال کرے اور بے محل استعمال کرنے سے مجتنب رہے۔ اس میں اللہ جل شانہٗ یہ تعلیم فرماتا ہے کہ واصلحوا ذات بینکم الصلح خیر و ان جنحوا للسلم فاجنح لھا و عباد الرحمٰن الذین

یستوون علی الاسر عز ھو ثنا واخا فرو اباللغو مروا کرا ما وا دفع بالتی ھی احسن۔ فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ یعنی آپس میں صلح کاری اختیار کرو۔ صلح میں خیر ہے۔ جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلح کاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں۔ اور اگر کوئی لغویات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں۔ اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے۔ اُس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے اور صلحکاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔ پیارو! سنو اور کان کھول کر سنو پڑھو اور دل لگا کر آئیں خوب کھول کر توجہ سے پڑھو کیونکہ اس عملی پیغام صلح میں تمہاری اور تمہارے ملک کی بہتری کے راز مضمر ہیں۔ کیونکہ اگر تم ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر لڑنا چھوڑ دوگے صلحکاری اختیار کر لوگے اور معافی و درگذر کو اپنا شعار بنا لوگے۔ غرضیکہ اگر بالا پیام پر قدم مارنے کی کوشش کروگے تو بیشک اس میں تمہاری خیر اور بہبودی اور وطن عزیز کی فلاح ہے۔

اے مادر ہند کے فرزندو! اے عروس ہندوستان کی خوبصورت چہیتو! اے ہندو مسلمان باشندگان ہند! تم یاد رکھو کہ حضرت مغفور کے قلب میں اسلام کی محبت کے ساتھ اپنے مولد اور وطن کی بہتری برتری اور بہبودی کے جذبات اُسی طرح موجزن تھے جس طرح پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے محبوب وطن عرب کی اصلاح کا عشق تھا۔ اس میں کلام نہیں کہ یہ دونوں آقا و خادم مطاع و مطیع کل بنی نوع انسان کے ہادی تھے۔ لیکن اُن کو سب سے مقدم اپنے وطن کا خیال تھا اور اہل وطن کی اصلاح اُن کے پروگرام کی سب سے پہلی دفعہ تھی۔ حضرت مغفور نے دم واپسین کے وقت بھی اس خیال کو نظر انداز نہیں کیا اور سب سے اخیر میں وفات سے ایک روز قبل جو کتاب بطور آخری کلمات تصنیف فرمائی وہ ضمنی نہیں۔ بلکہ صریحًا اور اصلی پیغام بنام ابنائے وطن تھا اس سے ہماری غرض حضور مغفور کا وہ آخری مطبوعہ لکچر ہے۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب نے یونیورسٹی ہال میں حضرت کے وصال کے بعد پڑھکر سنایا تھا۔

دوستو! ہمارا ایمان اور ایقان ہے کہ جس طرح عرب کی بہبودی اور ترقی کے لئے اور برسوں کے جھگڑوں کو چکا کر عربوں کو بھائی بھائی بنانے میں محمد عربی کا پیغام صلح کامیاب ہوا تھا۔ اس طرح اُس رسول عربی کے ہندی نائب کا پیغام صلح بھارت کی آئندہ بہتری اور ترقی کا سنگ بنیاد ہوگا۔ لہٰذا اس اخبار کے شروع اور اس کا نام "پیغام صلح" رکھنے سے ہماری یہی غرض ہے کہ حضرت احمد کے مقدس ہاتھ سے جس قصر کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ہم اُس پر عمارت کا کام شروع کر دیں۔ اور وطن کی خدمت کریں اور ابنائے وطن پر واضح کر دیں کہ ہماری آئندہ کی سیاسی اقتصادی اور اخلاقی ترقی باہمی اتفاق و اتحاد پر منحصر ہے۔ اور اس عمارت کے کونے کا پتھر پیارے احمد کے "پیغام صلح" کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ اس عمارت کے کام کو سرانجام دینے اور تکمیل تک پہنچانے کے لئے پُر امن موسم اور بعد تکمیل اس کی سلامتی کے لئے زبردست محافظ کی ضرورت بھی امر ناگزیر ہے۔ اس لئے ہمارا یہ بھی فرض ہے۔ کہ اپنی گورنمنٹ کے ساتھ مخلصانہ اور وفادارانہ تعلقات رکھیں اور حاکم و محکوم کے درمیان اگر کسی غلط فہمی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس کے رفع کرنے کی تدابیر سوچیں۔ ممکن ہے کہ ہماری دوسری غرض کو انتہا پسند حلقوں میں ناپسند کیا جائے اور خوشامد پر محمول کیا جائے۔ لیکن ہم مسلمان ہیں۔ قرآن کو مانتے ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ اسلام کی تعلیم کو اس زمانہ میں سب سے بہتر سمجھنے والا ہمارا آقا و مولا خدا کا پیارا مسیح میرزا غلام احمد تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نے جہاں ہم کو پیغام صلح دیکر ایک قوم بن جانے کا ارشاد فرمایا ہے اور لکھا ہے

"پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں اور ایک قوم بن جائیں"

وہاں حضرت مغفور نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتے رہو اور یہ بھی فرمایا ہے ؎

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

اُن کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

پس پیام صلح کی آئندہ پالیسی یا یوں کہو کہ پیغام صلح کی گاڑی کے دو پہیئے۔ اوّل باہمی اتحاد و اتفاق میں ترقی اور صلح جوئی۔ دوم اپنی محسن گورنمنٹ سے اخلاص و وفاداری ہونگے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

سعید رُوحوں سے اپیل

ہزار ہزار شکر اور لاکھ لاکھ احسان اُس معبود حقیقی اور صانع کریم کا جس نے انسان ضعیف البنیان کے آسائش و آرام کے لئے طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور کسی فرد بشر کو اپنی رحمت کاملہ سے محروم نہ رکھا بلکہ سب کو برابر یکساں اپنے فضل سے بہرہ اندوز کیا۔ جو آسمان ایک مومن کے سر پر سائبان بنا ہوا ہے۔ اُسی کے نیچے ایک کافر بھی پناہ گزین ہے۔ جس زمین پر ایک شہنشاہ نہایت شان و شوکت سے چہل قدمی کرتا ہے۔ اُسی پر ایک ادنیٰ انسان بلا تکلف و روک ٹوک چلتا ہے۔ جو بارش ایک بڑے زمیندار کی زمین کو سیراب کرتی ہے وہی ایک کسان کے چھوٹے سے کھیت کو سرسبز کرتی ہے ہاں وہ آفتاب جو ایک امیر کے عالیشان محل کو اپنی شعاعوں سے منور کرتا ہے وہی ایک غریب کے بوسیدہ و تاریک جھونپڑے میں اپنی کرنوں کی روشنی پہنچاتا ہے غرضیکہ اُس خالق کی صفت رحمانیت ہر ایک پر احاطہ کئے ہوئے ہیں اور کوئی بھی اس سے باہر نہیں اُسکی لامحدود نعمتوں میں روشنی ایک نعمت عظمیٰ ہے جسکی ہر ایک زمانہ ہر ایک ملک میں ہر ایک شخص کو ضرورت ہوتی ہے دن کے بعد جب آفتاب گوشہ مغرب میں پنہاں ہو جاتا ہے اور رات شروع ہونے لگتی ہے تو ہر طرف سے روشنی روشنی کی صدا آتی ہے وہ سب کو روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اگر کسی نے فلنٹ اسٹون (چقماق) کی روشنی سے کام لیا ہے تو کوئی لکڑیوں کو باہم رگڑ کر آگ روشنی نکال لیتا ہے کوئی مٹی کے تیل کا چراغ جلاتا ہے تو دوسرا کبروسن آئیل دمٹی کا تیل ہے اپنا مکان روشن کرتا ہے کوئی گیس لیمپ جلاتا ہے تو کوئی بجلی کی روشنی استعمال کرتا ہے غرضیکہ اس طریق سے ہر شخص اپنا اپنا کام نکالتا ہے کیونکہ روشنی ایک ضروری اور لابدی شے ہے جسکے بغیر کسی کا کام نہیں چل سکتا۔

پس جسطرح اُس لائق کریم نے ہماری جسمانی دنیوی اغراض کیلئے روشنی کے طرح طرح کے سامان مہیا فرمائے ہیں اسی طرح اُس نے روحانی و دینی امور میں ہماری امداد کی اور وقتًا فوقتًا اپنا چراغ ہدایت نازل فرماتا رہا اور اپنی روشن شمع سے بیابان اور دشوار گذار وادی کو منور کر دیا تاکہ ہم اسکے حضور بیکھٹکے حاضر ہو جائیں جناب موسیٰ کو وہ نور وادی ایمن میں ملا۔ تو زرتشت نے اُس سے سارا ایران روشن کر دیا۔ عارف بدھ پر اُس نور کی شعاعیں بدھی درخت کے نیچے آ کر پڑیں تو مسیح ناصری نے زیتون پہاڑ کی چوٹی اور یردن کے ساحل کو منور کر دیا اور جب اُس کی تاریک رات میں روحانی مہتاب طلوع ہوا تو سرزمین چین میں بھی سفیدہ صبح نمودار ہوا۔ بالآخر سید الرسل خاتم الانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقان مجید کی الکٹرک لائٹ سے سارا جہان منور کر دیا۔ ہاں مبارک ہیں وہ جو بینا ہیں کیونکہ وہ اُس سے فائدہ اٹھائینگے اور افسوس ہے اُن پر جو اندھے ہیں کیونکہ اُن کے لئے غم و اندوہ ہے

سبحان اللہ کیا ہی کامل و مقدس وہ انسان ہے جسکی طفیل ہم کو یہ نور حاصل ہوا جسکی شعاعوں نے تیرہ سو برس سے بنی نوع انسان کے دلوں پر جلوہ فگن ہو کر بیشمار لوگوں کے تاریک دلوں کو پُر نور کر دیا اور اُسکی حفاظت کے لئے سر صدی پر ایک محافظ مقرر فرمایا تاکہ مرور ایام سے اُس نور کے اردگرد جو تاریکی یا میل اکٹھی ہو اُسے پاک صاف کر دے چنانچہ اس زمانہ میں جب گمراہی بیدینی کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور قریب تھا کہ اس مقدس نور کو اپنی ظلمت میں چھپا لے کہ نبی الغو وعدہ کے مطابق سب نقطوں سے بڑا محافظ اپنی آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہوا۔ تاریکی کو نور کے ساتھ بدلا باطل کا مقابلہ کیا دشمنوں کا سر کچلا بیدینی کی بجائے دین پھیلایا فسق و فجور دور کر کے تقویٰ سکھلایا روحانیت کی مشکل و سخت راہ کو آسان کر دکھلایا اور لوگوں کو خدا کی کتاب کا متوالا بنایا۔ الغرض اُس نور کی مقدس تعلیمات پھر پاک و صاف ہو کر سارے جہاں میں پھیل گئیں۔ اور ہمارا فرض ہو گیا کہ ہم انہیں دوسروں تک پہنچائیں جنہیں علم نہیں نہیں مطلع کریں جو جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اُنکی تردید کریں خصوصًا اُس بیعلمی کی مذمت ہوا یورپ جیسے علم دان بر اعظم میں چل رہی تھی ہر طرف سے قرآن اور اسلام پر بہتان کے تیر چلائے جا رہے تھے انجیل کے حامی پبلک تبلیغ کر رہے تھے اور اپنی دریدہ دہنی سے مسلمانوں کا جگر پاش پاش کر رہے تھے۔ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور اُنکی کتابوں کے دیکھنے والوں کا خون خشک ہو جاتا تھا اور غیور دل ہی دل میں کُڑھ کے رہ جاتے تھے آخرکار ہمارے ایک بہیمین[1] اور مضطرب دل سے صبر نہ ہو سکا اور اُسکے دل میں سخت احساس پیدا ہوا ہاں اس غیور انسان نے دنیا کی محبت پر لات ماری اپنے آقا سے اجازت لیکر بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کہکر جہاز رواں پر سوار ہو گیا اپنے ملک کو چھوڑ کر غیر ملک میں جا پہنچا یگانوں سے رخصت ہو کر بیگانوں میں جا ملا ہندوستان کو الوداع کہا اور انگلستان کو جا سلام کیا مگر یہاں کا تو عجیب غریب سین اور عجب نظارہ تھا ہر طرف سنگلاخ زمین نظر آتی تھی کشت زار کے لہلہانے کی امید نہ تھی مذہبی تعصب کے اونچے اونچے پہاڑی ٹیلے ہر جانب نمودار۔ اسلامی نفرت کے خونخوار دریا کی روانی اور صدہا خاردار جھاڑیاں اور گھاٹیاں تھیں کوئی مسیح کا پرستار تو کسی کو خدا کے وجود سے انکار کوئی مادہ کا گن گاتا تھا تو کوئی تثلیث کا راگ بجاتا تھا غرضیکہ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں رنگین اور اپنے ہی خیال میں محو تھا لیکن وہ خدا کے پاک بندے کو خدا نے نصرت دی تھی اُس بہادر انسان نے بڑی ہمت و استقلال سے کام لیا اور بے دھڑک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ مارا جسکا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں کی توجہ اسکی طرف مبذول ہوئی بہتیرے اسے حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھنے لگے اب کیا تھا اسنے عقل کی مدت سے بھری ہوئی مجلس میں اکالنی شرع کی اور آہستہ آہستہ سچی اور حقیقی روشنی کی شعاع اُن کے تاریک و تار دلوں پر ڈالی اور اسطرح سے کئی سعید روحوں کو ظلمت کے گڑھے سے نکال کر نور کے پلیٹ فارم پر لا کھڑا کر دیا۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

اے قوم اب تو کب تک غفلت کے لحافوں میں پڑی سوتی رہیگی بیدار ہو کہ رات ختم ہوگئی اور رب سر پر چڑھ آیا تو کیوں اب تک خواب راحت میں پڑی ہوئی ہے یا تیرے حق میں یہ صادق آئیگا کہ ایسے سوئے ہیں سونیوالے تھکے ہم اُن کو جگا جگا کر دیکھو اگر تو اب بھی نہ جاگی تو پچھتائیگی اور پھر تیرا پچھتانا بیسود ہوگا۔ غور کرو کہ کس طرح سے خدا کا فرمان تیرے حق میں پورا ہوا۔ ترکی کس طرح سے پس پا ہو کر پھر مظفر و منصور ہوئی الحمدللہ اور سچائی کی شہادت دے کیونکہ سچائی کا چھپانا کسی طرح زیبا نہیں۔

اے احمدی قوم اب ہم تجھے مخاطب کرتے ہیں کیونکہ تجھ پر ہمارا بڑا حق ہے کہ ہم تجھے خطاب کریں دیکھ خدا نے تجھے چن لیا اور تجھ پر اپنا بڑا فضل نازل فرمایا تجھے لازم ہے کہ تو اپنے فرائض سے غافل نہ ہو اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سے انجام دے اب تیرا ہی کام ہے کہ نور اسلام کی مقدس تعلیم کو دنیا کے ہر چہار گوشے میں پھیلائے اور سب مل کر کوشش کریں اور ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ بڑا ہو یا چھوٹا امیر ہو یا غریب بڈھا ہو یا جوان سب کا فرض ہے کہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے۔ اے ضعیف العمر بزرگان قوم آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ اُس مالک بے نیاز کے حضور سر نیاز رکھکر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس نئے پودے کو جلد ایک بڑا درخت کر دے اور بیہودہ پھل لائے اے قوم کے امرا و رؤسا آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ ایثار کا نمونہ دکھلائیں اپنے خزانوں کا منہ کھول دیں اور خزانہ آسمان پر جمع کریں اے جوانان قوم ہمت اور استقلال سے کام لو اور اپنا فرض ادا کرو تمہیں یاد ہے کہ تم نے دو دفعہ کیا عہد کیا ہے میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا" اور ذرہ غور کرو کہ تمہارے آقا نے کیا فرمایا ہے ؎

بکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

کیا تم اس کے مطابق عمل پیرا ہو اگر ہو تو خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ پس دعا مال دولت محنت ہمت استقلال سے کام لو تا اللہ تعالیٰ تمہارے اس فعل سے خوش ہو کر آفتاب مغرب سے جلد نکالے۔ اور تمہارے مسیح کے سفید پرندوں کا رویا پورا ہو۔

اے سرزمین انگلستان تو بھی یاد رکھ کہ تجھ میں ایک دردمند دل صدائیں دے رہا ہے تو اُس کی دردبھری آواز کو غور سے سن یہ تجھ سے مال و زر اور اعزاز کا طالب نہیں البتہ اسے تیرے ایمان کا فکر ہے کہ تو انسان پرستی کو چھوڑ کر خدا پرستی کی زندگی اختیار کرے اور جس طرح تو دنیا میں معزز و ممتاز ہے اسی طرح دین میں بھی ممتاز ہو۔ دیکھ اس نے تیری ہی خاطر اپنا پیارا ملک۔ پیارا شہر پیارا وطن اور دوست اقارب چھوڑے غور کر کہ تیرا ہمدرد کس طرح اور کیسے وقت میں اپنی پیاری اولاد کی مفارقت گوارا کرتا ہے۔ اُدھر پیاری ماں اپنے بچوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر اپنے معبود حقیقی سے جا ملتی ہے۔ اِدھر باپ بھی فی امان اللہ کہہ کر غمزدہ بچوں کو داغ مفارقت دیتا ہے۔ پس تو اُس کی سن کہ وہ تیرا خیرخواہ ہے اور وہ تجھے ہمیشہ کی راحت و آرام کی خوشخبری سناتا ہے۔

بالآخر اُس حی و قیوم خدا کے حضور دعا ہے کہ ہم سب کے دلوں میں اخلاص و جوش پیدا کر دے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد پر کاربند ہونے کی توفیق عنایت فرماوے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار:- محمد خلیل الرحمٰن احمدی بنارسی۔

[1] مراد بہ خواجہ کمال الدین صاحب۔ منہ

تاکیدی التماس:- ڈیپراور منیجر کے صرف پرائیویٹ دفاتر کی خطوط پر اُنکا نام ہونا چاہئے اور جو خط و کتابت دفتر کے متعلق ہو اُس پر محض الفاظ منیجر یا ایڈیٹر پیغام صلح لکھنا کافی ہوگا۔ نام کی ضرورت نہیں۔ ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے اے لوگو یہ پچھتانے کے دن

اخبار پیغام صلح لاہور

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا۔
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یک جہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا۔ اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا۔
(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا
(۷) سیاسی۔ تمدنی اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ ۱۲ ششماہی ۶ طلباء للعہ اور ۷ (۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویر ہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں۔ دیگر خط و کتابت مینیجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں } احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی۔اے۔ ایل ایل بی۔ (ڈائریکٹر) ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

جلد ۱ | لاہور یکشنبہ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۷

تازہ برقی خبریں

سر ایڈورڈ گرے معاملات بلقان پر (خلاصہ) (لنڈن بقیہ ۱۲ اگست) ہماری خواہش ہے کہ دول عظام میں سے کوئی کسی جزیرہ پر قابض نہ ہو۔ جب ٹرکی اپنی طرف سے تکمیل معاہدہ کر لیگا۔ اٹلی فوراً اپنے مقبوضہ جزایر خالی کر دیگا۔ اٹلی کی نیت پر شبہ کرنا غلطی ہے۔ ٹرکی سے متعلق برٹش پالیسی یہ ہے کہ ایشیائی روم میں ترکوں کی خود مختاری و حکومت کو قایم کیا اور مستحکم کیا جائے اس پالیسی کی کامیابی کا انحصار دیگر دول کی رضامندی پر ہے اور ایشیائی روم کے ساتھ بہت سی دول کی اغراض ایسی وابستہ ہیں کہ بغیر سب کی منظوری کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر ٹرکی نے دول کی نصیحت کو قبول نہ کیا تو انجام کار اُسے یا تو مالی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یا ایک سے زیادہ دول کی فوجی مداخلات سے سابقہ پڑیگا۔ اور کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ اسلامی حکومتوں کے ساتھ ہم اپنے تعلقات کا اظہار کریں۔ اس امر میں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ملک معظم کی کئی کروڑ رعایا مسلمان ہے لیکن ہماری ذمہ داری یہیں تک ہے کہ اپنی حدود سلطنت میں مسلمانوں کے قومی جذبات کو مد نظر و قعت دیکھیں اور ان کی پوری آزادی کا خیال رکھیں۔ سو یہ فرض ہم نے پورا کیا ہے اور آئندہ بھی کرینگے۔ لیکن ہم اس بات کا ذمہ نہیں لے سکتے۔ کہ برٹش قلمرو کی حدود سے باہر بھی اسلامی حکومتوں کو ان کے اپنے کرتوتوں کے خمیازہ سے بچاتے رہیں"

مبارکبادیں (بخارسٹ ۱۳ اگست) شاہ رومانیہ نے تاجداران یونان سرویہ مانٹی نیگرو کو مبارکبادی کے تار بھیجے۔ انھوں نے جواب میں شکریہ ادا کیا۔ شاہ مذکور نے بلغاریہ کی صلح جوئی کا اعتراف کیا۔ اور لکھا امید ہے کہ اس صلح سے بلغاریہ کو سرسبزی و خوشحالی حاصل ہوگی۔ کنگ فرڈیننڈ نے تسلیم کیا کہ اس خونریز جنگ کا خاتمہ رومانیا کی سعی سے ہوا اور کہا توقع ہے کہ بلغاریہ اور رومانیہ کے تعلقات اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائیں گے۔

سرویہ اور البانیہ میں چھڑ گئی (دونیا۔ ۱۳) سرویوں اور البانیوں کے درمیان ایک خونریز مڈبھیڑ کی خبر لگی ہے۔ سروی ضلع کرو جہ کی سرحد سے عبور کر گئے۔ یہ بھی خبر ہے کہ قبایل ہوتی و گروڈا مانٹی نیگرو کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں

ایشیائی روم اور دُوَل۔ (لنڈن۔ ۱۲) سر گرے نے دارالعوام میں بیان کیا کہ ٹرکی نے اپنی خوشی کچھ تجاویز اصلاح آرمینیہ سے متعلق پیش کی ہیں اور چھ بڑی بڑی یورپی طاقتوں کے قایم مقام متعینہ قسطنطنیہ ان تجاویز پر غور کر رہے ہیں ابھی یہ نہیں بتلا سکتے کہ وہ تجاویز کس قسم کی ہیں ہاں مگر یہ ضرور ہے کہ دول عظام کا ٹرکی میں مختلف حلقہ ہائے اثر قایم کرنے کا ارادہ نہیں ہے"

روس کا ارادہ (ویانا ۱۴ اگست) گو ابھی تک کوئی سرکاری اعلان نہیں پہنچا کہ روس عہدنامہ بخارسٹ کی ترمیم پر زور دیگا لیکن ایسا ہوا بھی تو آسٹریا الگ رہیگا"

متفرق خبریں

ایک فرنچ لفٹننٹ نے دو پروں کا آلہ پرواز ایجاد کر لیا۔ اڑنے کے تجربہ میں بھی کامیابی ہو گئی ہے۔

لارڈ کریو نے بجواب مراسلہ مسلم لیگ لکھا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانان ہند کا اپنے ممالک غیر کے ہم مذہبوں سے دینی امور میں اظہار ہمدردی کرنا قدرتی بات ہے اور گورنمنٹ ہمیشہ اپنی پالیسی کا یہ مقصد رکھیگی کہ انکے جایز مذہبی جذبات کو بیجا حملوں سے بچائے +

حیدر آباد سندھ میں ان دنوں ایک ہولناک ڈاکہ پڑا۔ ۱۰-۱۲ ڈاکو بندوق تلوار سے مسلح ایک مسلمان کے گھر میں گھس کر ۳-۴ ہزار کا مال لوٹ لے گئے ۲ آدمی بھی ہلاک ہوئے اور ایک مجروح۔ پولیس ان کی تلاش میں ہے۔

فیروز پور سے خبر آئی ہے کہ تپلج دیلی ریلوے پر سٹرفیٹ لائن ٹوٹ گئی۔ آمد و رفت بند تھی۔ غالباً ۴۸ گھنٹہ میں مرمت ہو سکے گی۔

لالہ ہرکشن لال صاحب بیرسٹر نے پیپلز بنیک کی مینجنگ ڈائرکٹری سے استعفا دیدیا۔ ان کی جگہ آنریبل رائے بہادر لالہ ہری چند ہونگے اور ایک نائب رکھا گیا ہے +

پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ صوبہ متحدہ کے ایک انجنیر نے میرٹھ میں ایک ہوائی جہاز بنوایا ہے اور اُس کی پرواز کے تجربے ہو رہے ہیں +

پبلک سروس کمیشن ولایت سے چل کر شروع نومبر میں ہندوستان پہنچ جائیگا۔ پہلے سیدھا دہلی جائیگا اور آخر ماہ تک وہاں مقیم رہیگا۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر کلکتہ جائیگا۔ دسمبر اور وسط جنوری تک کلکتہ ٹھیر کر مدراس کا رخ کریگا۔ جنوری وہیں گزار کر بمبئی روانہ ہوگا۔ فروری کا سارا مہینہ بمبئی میں رہ کر شروع مارچ میں واپس روانہ ولایت ہو جائیگا۔

رجسٹرار صاحب پنجاب یونیورسٹی اعلان کرتے ہیں کہ "اڈیشنل ٹسٹ ان کیمسٹری کا امتحان ۱۵ ستمبر کے قریب ہوگا۔ جو امیدوار جون ۱۹۱۳ء کے امتحان میں ناکام رہے تھے اُن کے لئے ٹھیک تاریخ سے کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو اطلاع دیجائیگی

حادثہ کانپور کا مقدمہ ۱۳ تاریخ کو شروع ہو گیا سرکار کی طرف سے ایک یورپین بیرسٹر پیروکار ہے اور ایک مسلمان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ملزمین کی جانب سے مسٹر مظہر الحق سید رضا مسعود مسٹر تصدق احمد خاں۔ ڈاکٹر محمود بانکی پوری۔ ڈاکٹر ناظر الدین۔ سید شوکت علی لکھنوی۔ ڈاکٹر سلیمان احمد۔ خواجہ احمد جعفری الہ آبادی۔ اے ایم خواجہ علی گڈھ۔ ایچ ایم ڈلیزرا اور سید فضل الرحمن (کانپور) سرکاری وکیل نے ۱۰۹ ملزمین کے مقدمہ کے لئے ایک روز کی مہلت مانگی اور تین ملزمین (مولانا آزاد سبحانی۔ حافظ احمد اللہ۔ نذر محمد خاں) کے واسطے پانچ دن کی مہلت اس بنا پر کہ انکے جرم سے متعلق لوکل گورنمنٹ کی منظوری ضروری ہے چنانچہ مہلت دیکر کارروائی مقدمہ لکھنے کے لئے عدالت سے ملتوی کر دی گئی تھی۔

مجلس واضع قوانین پنجاب کا آئندہ اجلاس پارلیمنٹ شملہ میں ۹ ستمبر کو منعقد ہوگا جسمیں مسودہ قانون آبکاری اور مسودہ ماہی گیری پیش ہونگے

۴ اسومیل نئی ریلوے شاخوں کی تجویز اس وقت گورنمنٹ میں بغرض غور و منظوری پیش ہے۔ جن پر تقریباً ۴ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔

خان صاحب مولوی امجد علی صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر کالجیٹ سکول پٹنہ نے دس ہزار روپیہ عطیہ کا اعلان فرمایا ہے۔ جس کے منافع سے غریب طلبا کو تعلیم میں مدد دی جاوے گی۔

کراچی میونسپلٹی نے اپنی سکیم متعلقہ توسیع آبرسانی کے واسطے ۴ فی صدی سود پر ۳۰ سال کے لئے ۷ لاکھ ۳۵ ہزار روپیہ قرض لینے کا فیصلہ کیا ہے

مس سندربائی منتظم زنانہ ٹریننگ ہوم پونہ نے بقول بمبئی گارڈین پہلے چند ماہ میں ضلع احمد نگر سے ستر اسی لڑکیاں ایسی حاصل کیں جو قحط کی ماری پھرتی تھیں

گوالیار میں پچھلے سال دخانی طاقت کا ایک کارخانہ جاری کیا گیا تھا جس کی طاقت سے زمین میں قلبہ رانی کی گئی تھی اور مقامی مزارعین نیز پنجاب کے نو آبادکاروں کو مناسب شرائط پر دی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس میں کاشتکاروں کو ہی نہیں بلکہ ریاست کو بھی فایدہ رہا۔

کلکتہ میں اگلے مہینہ ایک نمائش صرف زنانہ صنعت و دستکاری کی منعقد ہوگی

ہندوستان سے پہنے اور اوزان ایک انداز پر لانے کے لئے غور کرنے کو جو کمیٹی قایم ہوئی ہے۔ اس میں صرف چار آدمی ہیں۔ بمبئی۔ مدراس و صوبہ متحدہ سے ایک ایک انگریز اور ممالک متوسط کے ایک پارسی جنٹلمین۔ پنجاب کا ایک بھی نہیں نہ کوئی خاص وجہ ہے۔ یہ کمیٹی مختلف صوبجات میں دورہ کریگی

۱۹۱۲ء تک جو اتنی طلباء انجمن ترقی تعلیم دستکاری و سائنس کی طرف سے ممالک غیر میں تعلیم پاکر ہندوستان کو لوٹے۔ ان میں سے ۲۸ کو نوکری مل گئی ۹ نے اپنے ذاتی کارخانے جاری کر لئے ۱۹ نے گورنمنٹ یا میونسپلٹیوں یا دیسی ریاستوں کی نوکری کر لی۔ ۲۴ ابھی تک متلاشی روزگار ہیں۔ جو برسر روزگار ہیں انہیں عموماً ۱۹۶ روپے تک مشاہرہ کی اسامیاں ملی ہیں۔

جے پور کے ایک اہلکار نے افتادہ زمین میں باغ لگانا شروع کر دیا ہے اور اس میں بیلوں کی جگہ گھوڑوں سے کام لے رہے ہیں۔

سر ولیم ونسنٹ سیکرٹری گورنمنٹ ہند صیغہ وضع قوانین مہاراجہ صاحب کے بلائے ہوئے بیکانیر جانے والے ہیں ریاست مذکور میں بھی لیجسلیٹو کونسل قایم کی جائیگی

پنجاب میں آج کل دن کے وقت معمول سے کچھ زیادہ گرمی ہوتی ہے مگر رات کو ٹھنڈ ہوتی ہے۔ منٹگمری میں ان دنوں زیادہ سے زیادہ ۹۵-۱۰۲ درجہ تک حرارت پہنچی ہے

سرکاری ریلوں کو پچھلے ۴ ماہ میں ۹ کروڑ ۴۸ ہزار نو سو روپیہ کی آمدنی ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱ - مورخہ ۱۷ راگست ۱۹۱۳ء - نمبر ۱۷

تعظیم لامر اللہ *

دنیا میں اس وقت بہت سے روحانی اور اخلاقی امراض پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن خدا فراموشی سے بڑھکر خطرناک بلکہ مہلک مرض کوئی بھی نہ ہوگا۔ جو فی زمانہ ہر طرف عام طور پر شل ایک وبا کے لوگوں پر مسلط ہے جسمانی بیماریاں تو انسان کے جسم ہی کو ضرر پہنچاتی یا اس کی زندگی کو معرض خطر میں ڈالتی ہیں۔ جنہیں یوں بھی آخر ایک دن فنا کی چادر تلے چھپ جانا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے غافل ہونے کی بیماری آدمی کی روح کو گزند پہنچاتی ہے اور اس کے زبون اثر کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ کس حد تک پہنچے اور کتنی مدت رہے *

اور اقوام کا تو کیا ذکر۔ بدنصیبی سے خود مسلمانوں میں یہ روگ اپنے سرتا اور قابل ملامت درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ کہ اُن کی موجودہ نکبت و ادبار کا زیادہ تر اُسی کو ذمہ دار سمجھیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ حالانکہ خدا ترسی اور یادِ الٰہی کی جس قدر تعلیم و تاکید ان کے مذہب میں ہے۔ دنیا بھر میں اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اور یقیناً نہیں کر سکتا۔

اسلام میں یوں تو انسان کی پیدائش سے لیکر مرتے دم تک کوئی بات اس کے متعلقاتِ زندگی میں ایسی نہیں جس کے لئے ذکر اللہ کو از بس ضروری نہ سمجھا گیا ہو۔ اور ایک مومن اس روحانی غذا سے ہمیشہ ہی تمتع اٹھا سکتا ہے۔ لیکن بعض خاص خاص اوقات و ایام میں معمول سے زیادہ بھی فایدہ اٹھانے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ

ماہِ رمضان المبارک

بھی انہی قابل قدر موقعوں میں سے ایک عظیم الشان موقعہ اور نہایت بابرکت مہینہ ہے۔ جس میں ایک دو نہیں دس پانچ نہیں اکٹھے ہی تیس متواتر ایام کی معقول مہلت دی گئی۔ ان میں انسان ذکر الٰہی۔ تقویٰ۔ اور تعظیم لامر اللہ کی مشق سے اپنے آپ کو بآسانی ان پاک روحانی غذاؤں کا خوگر بنا سکتا ہے اور اپنے قوائے جسمانی و خواہشات نفسانی کو اس مدرکی مہارت سے آخر ایک روز پورے پورے طور پر مرضات اللہ کے ماتحت لا سکتا ہے۔

مثلاً روزہ دار کو خاص وقت تک اپنی بھوک پیاس ضبط کرنی پڑتی ہے۔ گو غیر روزہ دار کو بھی بسا اوقات ایسی مجبوریاں پیش آجاتی ہیں کہ وہ شے کچھ کھا سکتا ہے۔ نہ پی سکتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت دیکھا جائے تو دونوں کی حالت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک تو شخص اپنے مولیٰ کی تعمیل ارشاد میں لگاتار چودہ پندرہ گھنٹے روزہ کی ساری سختیاں بطیب خاطر جھیلتا ہے۔ بجالیکہ دوسرا ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس کی یہ حالت جو ایک طرح نفس کشی کا رنگ رکھتی ہے۔ بطریق دیگر کسی نفسانی ہی جذبات و اغراض کے ماتحت ہو۔ جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ بڑی اغراض کے لئے چھوٹی اغراض کی قربانی آدمی خوشی خوشی گوارا کر لیتا ہے اور یہ قاعدہ کچھ سفلی مقاصد سے ہی مخصوص نہیں بلکہ پاک مطالب میں بھی گویا سنت اللہ یونہی جاری ہے۔

پس مومنوں پر ماہ رمضان میں روزہ کی صعوبات کا بار اس غرض سے ڈالا گیا ہے کہ وہ ناجائز خواہشاتِ نفسانی تو درکنار اپنی جائز حاجاتِ طبعی کو بھی تعظیم لامر اللہ کے مقابلہ میں پس پشت ڈالنا سیکھیں اور بڑھتے بڑھتے اس حد میں یہانتک ترقی کریں کہ آخر ان کے تمام افعال زندگانی احکام ربانی کی تعمیل کے سوا کچھ نہ رہیں۔ بلکہ زندگی کیا جینا مرنا سبھی کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائے جیسا کہ ہمارے مرشد و مولا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین۔ یعنی میری نماز میری قربانی اور حیات ممات سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو رب العلمین ہے

عادات معمولی۔ افعال طبعی یا اشغال شوقیہ میں اور تعظیم لامر اللہ میں ایک بین فرق ہے لیکن سہل انگاری و غفلت شعار طبائع اکثر اوقات ان دونوں میں کچھ امتیاز و تفریق نہیں کرتیں۔ اسکی ایک موٹی مثال یہ ہے کہ مثلاً تم بڑے شوق و شغف سے تلاوتِ قرآن یا اس کے ترجمہ و تفسیر میں مشغول ہو کر [illegible] کی طرف بلاتی ہے۔ تو اگر تم نے اُس وقت اپنے اس شغل کو خواہ وہ کیسا ہی پاکیزہ و قرین تقویٰ کیوں نہ ہو "وارکعوا مع الراکعین" کی تعمیل کے لئے فی الفور نہ چھوڑا۔ تو گویا تم نے تعظیم لامر اللہ نہیں کی اور ایسی تلاوت یا تدبر فی القرآن محض ایک ذہنی یا شوقیہ شغلہ کہلائیگا۔ فرض کرو اسی وقت ایک اور شخص کسی دوسرے جائز یا ناجائز شغل میں ایسا منہمک ہے کہ اُسے نماز باجماعت کیسی اور کسی بات کی بھی سدھ نہیں تو اب قابل غور یہ امر ہے کہ دونوں کے موضوع شغلہ کا فرق تو ایک جدا بات ہے جس کا علیحدہ محاسبہ ہوتا ہے۔ لیکن تعظیم لامر اللہ کو نظر انداز کرنے میں اس وقت وہ اور تم دونوں برابر ہو۔

تقویٰ کی راہیں تو بہت باریک ہیں۔ لیکن فی زمانہ مصیبت یہ ہے کہ موٹی موٹی باتوں کی بھی عام لوگ بہت کم پروا کرتے ہیں۔ ہمارے واعظوں مولویوں اور مقتدایانِ ملت کا فرض ہے کہ ایک طرف تو خود نمونہ بننے کی کوشش کریں کہ یہ اُن کے لئے سب سے اہم اور مقدم محل ہے تعظیم لامر اللہ اور تقویٰ اللہ کا تا ایسا نہ ہو کہ "اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم" کے وعید میں آجائیں۔ پھر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پاک ڈیوٹی کے لئے کمربستہ ہو کر اپنے وعظوں اور نصائح کو صرف مساجد تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اُن دوسرے مقامات پر بھی جا جاکے داعی الی الخیر ہوں۔ جہاں خلق اللہ کو کلمہ خیر سننے کا بہت کم موقعہ ملتا ہے۔ مثلاً سڑکیں۔ بازار۔ تماشہ گاہیں۔ ریل کے سٹیشن وغیرہ۔ مسجدوں میں آنیوالے بھی بلاشبہ بہت کچھ وعظ و نصیحت اور تعلیم و تزکیہ کے محتاج ہیں۔ لیکن اگر بنظرِ انصاف و غور دیکھو تو کوٹھوں اور کلال خانوں کو رونق دینے والے اُن سے کہیں زیادہ محتاج ہمدردی ہیں بقول سعدی علیہ الرحمۃ سہ

بداں را نیک دار اے مرد ہشیار ... کہ نیکاں خود بزرگ و نیک روزاند

ہمارے جو واعظ اور لیکچرار اس اصول کو مدنظر نہیں رکھتے یاد رکھیں کہ ان کا طرز عمل تعظیم لامر اللہ کے خلاف ہے۔ اور اس کا ان سے ضرور مواخذہ ہوگا خلق اللہ کی زندگی کے جس شعبہ میں شر کا پہلو غالب یا نمایاں ہو وہی داعیانِ خیر کی توجہ کا زیادہ محتاج ہے۔

آج کے لیڈر کا عنوان ایک ایسا اہم مبحث ہے جو بڑی شرح و بسط کو چاہتا ہے۔ لیکن فی الحال اسی قدر پر اکتفا کر کے آخر میں ہم اتنا اور گزارش کرتے ہیں۔ کہ اس وقت جن قومی مصائب کا دکھڑا بار بار رویا جاتا ہے۔ اُن کی چارہ سازی کے لئے دور دراز کاوشوں میں پڑنے سے آج تک نہ کچھ ہوا ہے نہ ہوگا۔ اس واسطے اب ضرورت اور سخت ضرورت ہے کہ سارے قصے قضیے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب ہی میں اپنے تمام امراض قومی کا علاج ڈھونڈیں اور ہمارا دنیا و دین کا کوئی کام ایسا نہ ہو۔ جو تعظیم لامر اللہ کی گواہی نہ دیتا ہو سہ

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگزارند و سر طرۂ یارے گیرند

اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو اسی اصول پر کاربند ہونے کی توفیق دے آمین!

آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب کا ریزولیوشن در بارہ واقعہ کانپور

مندرجہ عنوان ریزولیوشن جس کا پچھلے پرچہ کی خبروں میں ذکر آچکا ہے۔ سنتے ہیں کہ ایک طویل مضمون ہوگا۔ جو حادثہ کانپور کی تحقیقات سے متعلق آئندہ اجلاس کونسل (صوبہ متحدہ) میں پیش کیا جائیگا اس میں خواجہ صاحب نے یہ منشا ظاہر کیا ہے کہ معاملہ زیر بحث کی چھان بین کے واسطے اعلیٰ عہدیداران سرکاری کا ایک مخلوط کمیشن مقرر ہو جس میں ہندو یورپین اور مسلمان تینوں قسم کے رکن شامل کئے جائیں اور وہ اُنہی سے متعلقہ کے اُن افعال و حرکات کی نسبت جو اس قضیہ کے دوران میں ان سے ظہور پذیر ہوئے علانیہ تحقیقات کریں اور بالآخر پتہ لگائیں۔ کہ اس قدر نقصان جان اور تشویش و مصائب کے اسباب اصلی کیا ہیں۔ خواجہ صاحب کا خیال ظاہر تو قابل قدر ہے لیکن ایک طرف تو مقدمہ کی تفتیش کے لئے سپیشل مجسٹریٹ مقرر ہو چکا ہے۔ جب تک اس کی عدالت میں چند پیشیاں نہ ہو لیں۔ اور کارروائی ناقابل اطمینان ثابت نہ ہو کسی ایسے کمیشن کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی۔ علاوہ ازیں ان کے کمیشن کی مجوزہ ساخت بلحاظ اجزاء ترکیبی کی نوعیت کے بھی درست نہیں معلوم ہوتی۔ کیا خواجہ صاحب یاران وطن سے بہ نسبت یورپین حکام کے زیادہ مہر و مروت کی توقع رکھتے ہیں۔ یا بدنصیب و بیکس مسلمانوں کی قسمت کو دوہری دوہری طاقتوں کے شکنجہ میں کسوانا پسند فرمائیں گے۔ [illegible]

قریب قریب ایک ہی قسم کا اثر پیدا کریں گی۔ کیا خواجہ صاحب کو اس بات کا بھی خیال نہیں رہا۔ کہ آپ کن کن کے نزاع میں کس کس کو حج قرار دے رہے ہیں اور بموجب اصول اسلام یہ کہاں تک درست [illegible]

رزاقی و ربوبیت کا لطیفہ

دنیا کے واقعات اور حادثات جنکی خبریں جرائد عالم میں جگہ پاکر اطراف دور و نزدیک میں شائع ہوتی ہیں اور لوگ انہیں بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ انہیں عام طور پر اخبار والوں کا "روزی رزق" سمجھا گیا ہے۔ گو لغوی طور پر اس لفظ روزی کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو۔ تاہم معناً کچھ شک نہیں کہ عام خیال بالکل صحیح ہے اب اس خیال کو ایک طرف رکھئے اور دوسری طرف اس امر واقعی پر نظر کیجئے۔ کہ دنیا کے پردہ پر کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعات و معاملات ضرور ایسے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جو اخباری چرچے کے لائق سمجھے جا کر ہفتوں بلکہ مہینوں گشت لگاتے رہتے ہیں امن و عافیت کی باتوں سے قطع نظر جنگ و جدل بھی جس کے نتائج ہمیشہ ہولناک و زحمت خیز ہوتے ہیں۔ کرۂ ارض کے کسی نہ کسی خطہ میں اونکم یا بیش پیمانہ پر جاری ہی رہتی ہے۔ آج جنگ جاپان و روس ہے تو کل بجائے چین۔ ابھی سرحد پر کچھ غرفش سنی جاتی ہے۔ تو اس کے بعد اندرونی علاقوں میں بدامنی دبے جینی شروع ہو جاتی ہے۔ بلقان کا دفینہ ابھی تمام نہیں ہو چکا۔ کہ چین کی خانہ جنگی کا شغلہ ہاتھ آجاتا ہے ان دونوں کی ابھی ذرا الجھو رسر سراہٹ باقی ہے۔ لیکن اگر بالفرض امروز فردا ہی میں ان کا خاتمہ ہی ہو جائے تو بھی سمالی لینڈ میں برقی خبروں والے کالموں کا روزی رزق مہیا ہونے کے سامان نظر آنے لگے ہیں۔ مگر دیکھئے ہر جگہ۔ ہر زمانہ ہر امر میں ہر وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رزاقی اور ربوبیت کے عجیب و غریب رنگ ہیں جنہیں دیکھ کر انسانی عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ہر بات میں خدائی ہاتھ کو کام کرتا ہوا دیکھتے ہیں اور اپنے تمام نیک و بد کو اسی کے دست قدرت میں مان کر ہر حال میں اُسی کے آستانہ الوہیت پر گرے رہتے ہیں آخر وہی سچی سرخروئی و بلندی کے وارث ہوتے ہیں۔ بار الٰہا توفیق دے کہ ہم بھی تیرے انہیں مقبول بندوں میں سے ہوں۔ آمین!

توسیع اشاعت کا سوال

ہزاروں ہزار شکر اور لاکھوں لاکھ الحمد اور سجدات اُس ذات پاک باری تعالیٰ کے حضور ہم ادا کرتے ہیں۔ جس نے چند ایام میں "پیغام صلح" کو وہ کامیابی عطا فرمائی جو کہ اس کے منتظمین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ آج تک سولہ پرچے معزز ناظرین کی خدمت میں ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن میں بلاشبہ بعض کمزوریاں اور کوتاہیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو آغاز میں ہونی لازمی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور کرم ہے کہ ان سب میں سے گذر کر اخبار اب اپنی اصلی حالت کے قریب قریب پہنچتا جاتا ہے۔ چنانچہ بزرگان سلسلہ جناب سید حامد شاہ صاحب۔ جناب حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب اور جناب مکرمی خان صاحب محمد عجب خان صاحب وغیرہم نے اس امر کا اعتراف مختلف مواقعہ پر فرمایا ہے *

منتظمین پیغام صلح خوب جانتے ہیں کہ ابھی پیغام صلح نے اپنے اصل مقاصد کی طرف کماحقہٗ قدم نہیں اٹھایا۔ لیکن ہم کو امید ہے کہ وہ خدا جو ہماری چھپی اور ظاہر ہر بات کا علیم ہے۔ وہ پیارا مولیٰ منتظمین پیغام صلح کی سچی اور مخلصانہ نیت پر نظر فرما کر ضرور اس کے بے ترتیبی سے ادا کئے گئے ٹوٹے پھوٹے مضامین کا جو دلوں سے نکل رہے ہیں دلوں پر اثر کریگا اس لئے اگرچہ ہم اس اخبار کے ترقی اور بہبودی کے لئے اصل درخواست تو اُس مالک کے حضور ہی کرتے ہیں۔ جو قادر مطلق ہے۔ لیکن اُسی کے حکم کے ماتحت (والسعی والاتمام من اللہ) ہم اپنی طرف سے سعی کے رنگ میں ناظرین پیغام صلح کی خدمت میں بھی یہ التماس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہم آپ کی اس عنایت کے جو آپ نے خریداری و حوصلہ افزائی اخبار میں فرمائی ہے از حد ممنون ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ اب چونکہ اس اخبار کے متعلق کچھ رائے قائم کر سکتے ہیں اس لئے اِس کی اشاعت کے حلقہ کو اپنے دوستوں میں وسیع کرنے کی کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے اسکے لئے سفارش انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو تنگی نہ پڑے گی۔ ہفتہ میں تین بار اخبار قریب قریب [illegible]

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

مسلم مشنری کے کارنامے

اور اسلام کے بعض محاسن

ایک ممبر پارلیمنٹ کی نظر میں

یہ ایک سنت الٰہی ہے کہ ہر ایک نیک کام کی مخالفت ضرور ہی ہوا کرتی ہے۔ بیگانے تو بیگانے ایسے موقعہ پر اپنے بھی باوجود حق اور حقیقت کو سمجھنے کے نفسانی اغراض کا شکار ہو کر مخالفت میں پیچھے نہیں رہنا چاہتے۔ اسی سنت الٰہی کے مطابق ہمارے اشاعت اسلام جیسے مبارک کام میں عیسائیوں یا دیگر اقوام کا مختلف قسم کی روکیں ڈالنا تو کسی حد تک واجبی ہو سکتا تھا۔ مگر سب سے زیادہ افسوس تو ہمیں ان بدنام کنندۂ اسلام خود ساختہ اخباری لیڈروں پر آتا ہے جو ہمارے سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے اشاعت اسلام جیسے مبارک کام میں روڑے اٹکا کر اپنے ناظرین میں مسلم مشنری جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی نسبت غلط فہمی پھیلانا چاہتے ہیں۔ اصلی مقصد ان کا سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ چونکہ دیگر نیک ذرائع سے ان کے اخبار کی قدر دانی و ترقی ناممکن نظر آتی ہے۔ ہماری مخالفت کی ہی وجہ سے کچھ ترقی اشاعت میں مدد ملے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ حسرت بھی ان کی کبھی پوری نہ ہوگی۔ اور وہ دین و دنیا میں خائب و خاسر ہی رہیں گے۔ اصل مقصد ان کا یہ ہے کہ اشاعت اسلام کا کام نہ خود کریں گے۔ نہ کسی کو کرنے دیں گے مگر اب خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اشاعت اسلام کا خیال زندہ ہو رہا ہے۔ جو ان کی قومی اور مذہبی زندگی کی علامت ہے۔ اور مقدر یہی ہے۔ کہ یہ خیال بڑھتا بڑھتا ایک بارآور درخت بن جاوے اور ہر کس و ناکس کی مخالفت اس کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ لاہور کے ایک اسی مذاق کے ایڈیٹر نے خواجہ صاحب اور ان کے کام پر پھبتی اڑائی ہے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم ایسے کینہ توز انسانوں کے سیاہ اندرونہ کا پردہ فاش کریں اس لئے ہم اسے اپنے حال میں چھوڑ کر ناظرین کے روبرو خود ولایت کے سربرآوردہ اخبارات کی آراء پیش کرتے ہیں۔ جو وہ خواجہ صاحب اور ان کے کام کی نسبت رکھتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہمیں لنڈن کا اخبار ٹی پی ویکلی مطبوعہ ۲۷ر جون ۱۹۱۳ء ملا ہے۔ جس کا ایڈیٹر پارلیمنٹ کا سربرآوردہ ممبر ہے وہ خواجہ صاحب اور ان کے رسالے پر ریمارک دیتا ہوا "اسلام" کے عنوان سے صفحہ ۱۰، کالم دو پر لکھتا ہے:۔

مسلم کا مفہوم۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کا جزو ہیں جس کے ماتحت مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے گویا ایک لحاظ سے برٹش راج کو اسلامی حکومت کہنا بیجا نہیں۔ یہ قابل غور امر ہے۔ کہ باوجود اس بات کے ہم میں بہت کم آدمی اسلامی طرز معاشرت اور اسلامی خیالات سے واقف ہیں۔ بقول رسالہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو، مسلمان وہ ہے جو اپنی زندگی اور اپنی تمام خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان کر دے اور اس کا پورا پورا فرمانبردار بن جاوے۔ اور اس کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ اور جو اپنے ہر قسم کے قویٰ کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لگا دے اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے باز رہے اور اس نے آستانۂ الوہیت پر ہر وقت گرا رہے۔"

اسلام کا معاشرتی نمونہ۔ "مسلم انڈیا کے تازہ نمبر میں پروفیسر فیروز الدین صاحب کا ایک مضمون اسلام میں جمہوریت اور سوشلزم" پر ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی دنیا بھی یورپین ممالک کی طرح ابحاث سے خالی نہیں۔ نیز یہ خیال بھی کہ قرون وسطیٰ میں مطلق العنانی بہت زور و شور سے جاری تھی غلط ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل مثال سے واضح ہوگا:۔

ایک عید کے موقعہ پر جو مسلمانوں کا مشہور قومی اور مذہبی تہوار ہے۔ خلیفہ عجم کے لڑکے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو بیوی نے ان پر زور دیا۔ کہ ان کے لئے نئے کپڑے بنوائے جائیں۔ عمر ثانی نے جواب دیا۔ کہ اس کے پاس اس کی آج کی مزدوری سے کچھ نہیں بچا۔ تو اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ اپنی کل آئندہ کی مزدوری بیت المال سے پیشگی لے لینی چاہئے۔ اس پر خلیفہ کا رنگ غصہ کے باعث سرخ ہو گیا۔ اور اس نے جواب دیا کہ کیا تم کو یقین ہے کہ میں کل تک زندہ رہونگا۔ اور اس روپیہ کا جو میں قرض برآمد کرا لوں حقدار بن سکونگا!

یہ خیال کر لینا چاہئے کہ یہ واقعہ ان ایام کا ہے۔ جبکہ خلیفہ اپنے وقت کا سب سے بڑا شہنشاہ ہوتا تھا اور اس کی سلطنت ہند سے مراکو تک پھیلی ہوئی تھی

حقوق نسواں۔ یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ اسلام کی اصل تعلیم عورتوں کے بارے میں کیا ہے:۔

"اگر تمہارے ان پر حق ہیں تو ان کے بھی تم پر ویسے ہی حقوق ہیں ان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ رکھو۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ مرد کا اپنے والدین کے ترکہ میں سے ایک خاص حصہ ہے اسی طرح عورت کا بھی اپنے والدین اور اقربا کے ترکہ میں حصہ ہے۔ انہیں ان کا مقرر کردہ حصہ دو (قرآن سورہ دوم آیت ۲۲۸/۱۸۳ سورہ چہارم۔ آیت ۴/۳۳)"

اب دیکھنا ہے کہ پیغمبر اسلام نے شادی کے بارہ میں کیا حکم دیا ہے:۔

جو عورت کے ساتھ اس کی طاقت اور رتبہ کی خاطر شادی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ناتوانی اور کمزوری کو زیادہ کرتا ہے اور جو عورت سے زر کی خاطر شادی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مفلسی زیادہ کرتا ہے اور جو عورت سے خوبصورتی کے باعث شادی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بدصورتی زیادہ کرتا ہے۔ لیکن جو شخص محض اس لئے عورت سے شادی کرتا ہے کہ وہ اپنی نظر کو بدنظری سے بچائے رکھے اور پرہیزگار رہے اور اس کے اقربا سے عمدہ سلوک کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس عورت میں اس کے لئے بڑی بڑی برکات رکھ دیتا ہے"

اسی رسالہ میں ایک مضمون "اسلام اور یسوع مسیح کے تعلقات" پر بھی ہے۔ جو ہمارے کالموں میں زیادہ مذہبی ہونے کے باعث اندراج کے لایق نہیں۔ لیکن جو خیالات اس میں ظاہر کئے گئے ہیں وہ نہایت معقول ہیں مسیح کے بارے میں اسلامی نقطۂ خیال مود ہا رہا ہے۔ لیکن مسلمان موجودہ عیسائی عقاید سے سخت متنفر ہیں۔ اور ان کو حقیقی تعلیم سے مخالف سمجھ کر ان کی مروجہ کتب مذہبی کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اسلامی تحریرات عام طور پر مطالعہ کے قابل ہیں۔ اور یہ اس لئے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کہ وہ سلطنت کا ایک جزو اعظم ہیں۔"

الہام ثمرۂ اسلام

(از مسلم انڈیا جولائی نمبر)

نعماء الٰہی میں سب سے زیادہ قیمتی و قابل قدر نعمت یہ ہے کہ انسان کو مکالمہ الٰہی کا شرف حاصل ہو اس مکالمہ ہی کے ذریعہ انسان معرفت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج ترقی تک پہنچ سکتا ہے جس شخص کو مخاطبہ اور مکالمہ کی نعمت اپنے مولیٰ کریم سے عطا ہو جائے۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور وجود باری تعالیٰ کی نسبت اس کا عقیدہ محض سنی سنائی بات نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک طرح کی عینی شہادت پر مبنی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہیبت۔ اس کا جلال اور اس کی مشیت ایسے انسان کے قلب پر کلی مستولی ہو جاتی ہے کہ شکوک و شبہات کی تاریکی و ظلمت اسی طرح سامنے سے دور ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی روشنی کے آگے اندھیرا نہیں ٹھہر سکتا۔ تب وہ خدا کا پیارا بندہ زمین پر مثل ملائک کے چلتا ہے راست بازی میں نرالا۔ معاصی سے اجتناب و نفرت میں بے مثل۔ خدائے واحد کی محبت میں عدیم النظیر۔ اپنے مولیٰ کریم کے ساتھ عہد و وفا کے نباہ میں یکتائے زمانہ۔ صبر و توکل میں بےنظیر۔ غرضیکہ جمیع کمالات روحانی میں وہ ایک انوکھی اور نرالی مخلوق بن جاتا ہے اور علاوہ ازیں خدا تعالیٰ نے جو اپنے کلام پاک میں بشارت دی ہے۔ کہ مکالمہ اور الہام کی یہ نعمت خدا کے خاص خاص متقی بندوں کو قیامت تک عطا ہوتی رہے گی۔ اسی کی عقل سلیم بھی متقضی ہے تاکہ دنیا میں جب تک نسل انسانی باقی رہے اس کی اصلاح و ہدایت اور فلاح دنیوی و نجات اخروی کی روشن راہیں دکھانے کو انوار رحمت کا یہ سلسلہ بھی برابر جاری ہے جو بنی نوع انسان کی تازگی ایمان کا باعث ہو اور اسلام کی حقیقت و حقانیت کا زندہ گواہ نیز دیگر ادیان باطلہ کے مقابلہ میں اس دین حق کی صداقت پر زبردست حجت۔

کان محمدی سے چند نایاب موتی

(۱) نیک بیوی شوہر کا بہترین خزانہ ہے (۲) اپنی عورتوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو (۳) مسلم کو اپنی زوجہ سے نفرت کا برتاؤ نہ چاہئے۔ اگر اس میں کوئی نقص ہوگا تو کوئی قابل قدر خوبی بھی ہوگی (۴) تم میں بہتر اشخاص وہ ہیں جن کا سلوک اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہو (۵) بیویوں کو لونڈی غلاموں کی طرح زدوکوب مت کرو۔ (۶) بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں بہت ہی تقویٰ سے کام لو کیونکہ وہ تم کو خدا کی ضمانت پر ملی ہیں (۷)

مراسلات

خدا کا نام اور اس کا پیام

خدا کا نام اس کے کام سے ہے
خصوصیت اسے اس عام سے ہے
بدل جاتے ہیں کیوں دنیا کے اوقات
تعلق کس کو صبح و شام سے ہے
میری مرضی نہیں مرضی ہے اس کی
غرض کیا گردش ایام سے ہے!
بگڑتی ہے بہر صورت بنی بات
کوئی کہتا ہے عقل خام سے ہے
جو ہونی ہے وہ ہو جاتی ہے آخر
سنورتی کب وہ اس الزام سے ہے
نہیں ٹلتی خدا کی بات ہرگز
یہ ظاہر قدرت علام سے ہے
ثبوت اس کا ابھی ہم کو ملا ہے
غرض ترکوں کے اک انجام سے ہے
جو تھے مغلوب غالب ہو گئے وہ
میرے قادر کے یہ الہام سے ہے
مسیحائے زماں فرما چکے تھے؟
یہ فتح ترک ان کے نام سے ہے
کیا مہدی مسیحائے زماں کو
میرے مولا تیرے انعام سے ہے
تیرے صدقے میں جاؤں پیارے مہدی
یہ فضل حق تیرے اکرام سے ہے
ہماری کر تو نصرت یوں ہی مولےٰ
میرا مطلب تیرے اسلام سے ہے
جہاں میں کر دے اس کا بول بالا
صدا پیدا یہ کوئی و بام سے ہے
ہوئے خود کامیوں سے ہم ہیں بدنام
زوال اس طرح نافرجام سے ہے
سبیل ترک خود کامی کریں ہم
محبت کیوں تمہیں بدنام سے ہے
یہی اسلام کی روح رواں ہے
مٹا دیں نام مطلب کام سے ہے
خلاف آشتی یہ جوش کیوں ہے
زباں آلودہ کیوں دشنام سے ہے
یہ قرآں اُدخلو فی السلم سے ہے

غرض پھر کیا فسادِ عام سے ہے
مسلمانو! مسلماں بن کے آؤ!

میری یہ عرض خاص و عام سے ہے
دُعا سے کام لو وقتِ دُعا ہے

غرض کیا تیغ خون آشام سے ہے
یہی بہتر ہے باہم صُلح کر لو!

میرا مقصد اسی پیغام سے ہے
نہیں حامد کا یہ بے وقت کہنا

خوشی اپنی تو نیک انجام سے ہے

مسلمانوں کے زوال کا ایک سبب

(مرقومہ میاں عزیز احمد صاحب سلمۂ ربہٗ نبیرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ✣

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ:- اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا کچھ مذہب نہیں۔ حالانکہ یہ دونوں فریق کتاب الٰہی کے پڑھنے والے ہیں۔ اس لئے انہی کی سی باتیں وہ کہا کرتے ہیں۔ جو کتاب وغیرہ کچھ نہیں نہیں جانتے۔ تو جس بات میں یہ لوگ جھگڑتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن میں فیصلہ کر دیگا۔ اُس سے بڑھکر ظالم کون ہے۔ جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کا نام لیے جانا منع کرے اور اُن کی خرابیوں کے درپے رہے۔ یہ لوگ خود اس لایق نہیں۔ کہ مسجدوں میں تمنے پائیں مگر ڈرتے ہوئے۔ اُن کے لئے دنیا میں بھی رسوائی اور اُن کے لئے آخرت میں بڑی بڑا عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے مشرق و مغرب تو جہاں کہیں منہ کرو۔ اُدھر ہی کو اللہ کا سامنا ہے۔ اللہ بڑی گنجائش والا اور جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ جنکا ترجمہ بھی میں نے ناظرین کی سہولیت کے واسطے اُن کے ساتھ ہی دیدیا ہے۔ قرآن کریم کے پارہ الم اور سورہ بقر کے چودھویں رکوع کے آغاز ہی میں آئی ہیں۔ مطلب تو ان کا ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا۔ ان کی شان نزول یہ ہے کہ جب ہمارے رسول اکرمؐ (فداہ ابی و امی) پیغمبر اور رسول بن کر عرب میں ظاہر ہوئے اُس وقت عرب کے آس پاس دو اہل کتاب اقوام رہتی تھیں۔ یعنی یہودی اور نصرانی اور عرب میں تیسرا مذہب بُت پرستی کا تھا۔ اہل کتاب یہودی اور نصرانی ہی تھے۔ جناب رسالتمآب کو انہیں تین مذاہب سے ہر روز واسطہ پڑتا تھا۔ ان آیات میں ان تینوں مذاہب کے پیرؤوں کا اُس وقت کا نقشہ کھینچکر رکھ دیا ہے۔

پہلی آیت کریمہ تو یہودی اور نصرانی لوگوں کے آپس کے تعلقات کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اُس وقت کے پیروان اسلام کو بتاتی ہے۔ کہ دیکھو یہ دونوں قومیں کس درجہ کی بیوقوف اور جاہل ہیں۔ کہ باوجودیکہ دونوں اہل کتاب ہیں اور اپنی اپنی کتاب کو پڑھتے بھی ہیں۔ پھر بھی ایک دوسرے کے مذہب کو بالکل لغو اور بیہودہ قرار دیتی ہیں اور ایک دوسرے کے عقاید و حقایق کو محض بیہودہ اور لغو ثابت کرتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ ایک دوسرے کی بدی کو بدی اور نیکی کو نیکی کہیں اور اول الذکر کو ترک اور موخر الذکر کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ وہ ایک دوسرے کی بدی کو بھی بدی اور نیکی کو بھی بدی ہی قرار دیتے ہیں۔ ایک مذہب کے محاسن بھی دوسرے مذہب کے پیرؤوں کی نظر میں قباحت کی شکل میں ہی دکھائی دیتے ہیں۔ یہودی تو سرے سے عیسائیت کو ہی ایک لغو مذہب قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہے ہی کچھ نہیں اور یہ کسی کام کا بھی نہیں۔ اور یہ کہ اس میں کوئی ایسی نیک اور عمدہ بات نہیں ہے کہ جس کو حاصل کرنا انسان کو فائدہ پہنچا سکے۔ اسی طرح جب ہم عیسائیوں کو دیکھیں کہ وہ یہودیت کی بابت کیا کہتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کی زبانیں بھی یہودیت کے خلاف ویسی ہی چلتی نظر آتی ہیں۔ دونوں کی آنکھیں عیب ہی عیب دیکھتی ہیں اور نیکی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ ہر ایک اپنے ہی مذہب کو نیکیوں کا مجموعہ خیال کرتا۔ اور دوسروں میں سوائے فسق و فجور۔ بُرائی اور عیب کے کچھ نہیں پاتا۔

یہی حالت جاہل عربوں کی تھی۔ حالانکہ وہ اہل کتاب بھی نہیں تھے۔ اور کوئی خدا کے احکام بھی اُن کے پاس نہیں تھے۔ پھر وہ اپنے آپ ہی کو راہ ہدایت پر سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک بھی اور سب مذاہب بُرائیوں اور نقائص سے ہی بھرپور تھے اور وہ بھی خیال کرتے تھے کہ انہیں کا مذہب نیکی سکھلانے والا ہے۔ اور باقی سب ڈھکوسلے اور لغو و پوچ باتوں کا مجموعہ ہے اُن کو بھی یہی خیال تھا۔ کہ سوائے اُن کے اپنے مذہب کے اور کوئی بھی نیکی سکھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یا یوں کہئے کہ اُن کے خیال میں دیگر مذاہب محض بدی کی ہی تلقین کرتے تھے۔ اور اپنے اپنے اندر سوائے فسق و فجور ظلم اور گمراہی۔ کذب و بہتان اور خرافات و بکواس کے کچھ بھی نہیں رکھتے تھے۔ (انکا یہ غلط اور بے بنیاد) ایمان تھا۔ کہ اگر کوئی مذہب اُس وقت نیکی کی تلقین کرتا اور نیک اعمال کرنے کا حکم کرتا اور برائیوں اور بدیوں سے منع کرتا ہے سو وہ صرف انہی کا مذہب ہے۔ اُن کی سطحی نگاہیں اور مذاہب کو پلید محض تصور کرتی تھیں وہ اپنی بُت پرستی ہی کو اعلےٰ ترین اور افضل ترین مذہب خیال کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک یہودیت و نصرانیت میں ایک ذرہ بھر بھی نیکی نہیں تھی۔ پھر خدا اس امر کو بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے۔ کہ اللہ ان کے اختلاف کا فیصلہ خود روز قیامت کریگا۔

دوسری آیت میں خدائے حکیم و علیم فرماتے ہیں۔ کہ کون زیادہ ظالم ہو سکتا ہے اُس شخص سے کہ جو لوگوں کو مساجد میں اللہ کی عبادت کرنے سے منع کرے اور اس طرح منع کرنے سے اُن کو بے رونق کرتا ہے۔ ایسے شخص سے کوئی زیادہ ظالم نہیں ہو سکتا۔ مسجدوں میں عبادت کرنے سے لوگوں کو روکنا بڑا ہی قبیح فعل اور ظلم شدید ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جو ایسا کرتے ہیں وہ دُنیا میں بھی خراب و خستہ حال ہونگے اور آخرت میں بھی تو اُن کے لئے خدا نے بڑا سخت عذاب رکھ ہی چھوڑا ہے۔ اس آیت کی شان نزول یہ ہے۔ کہ کفار مکہ نے مسلمانوں کو ابتداء اسلام میں بیت اللہ میں خدا کی عبادت کرنے سے روک دیا تھا۔ رسول اکرمؐ کو اور دیگر صحابہ کو طرح طرح کی ایذائیں اور تکالیف پہنچائیں۔ کہ وہ بیت اللہ میں عبادت نہ کریں۔ خانہ کعبہ میں اللہ کا نام لینے سے مسلمانوں کو کفار مکہ ہر طرح مانع ہوتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے۔ نماز پڑھنے کے وقت طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ جناب کا گلا گھونٹا۔ ایک دفعہ جب حضورؐ سجدہ میں تھے تو اونٹ کی اوجھڑی حضورؐ کی گردن مبارک پر رکھدی گئی۔ پھر جب رسول مقبولؐ نے مکہ سے مدینہ چلے جانے کے چھ سال بعد چاہا۔ کہ عمرہ کیا جائے تو کفار قریش نے نہ آنے دیا۔ یہ آیت اور اس کے بعد کی آیت اس وقت نازل ہوئی تھی اس میں کفار کے انہی مظالم کی طرف اشارہ فرمایا اور بتایا گیا ہے۔ کہ یہ لوگ ظلم کر رہے ہیں اور گناہ عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

تیسری آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اور دیگر مسلمانوں کی تسلی فرمائی ہے۔ کہ اگر تم کو خانہ کعبہ میں عبادت کرنے اور اللہ کا نام لینے سے روکا جاتا ہے۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ بیدل نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارے واسطے تمام زمین مسجد ہے۔ جہاں کہیں بھی تم کعبہ رخ ہو کر نماز پڑھو گے۔ اللہ قبول کریگا نماز کوئی خانہ کعبہ پر تھوڑا ہی موقوف ہے۔ جہاں کہیں بھی تم اللہ کو یاد کرو گے اور اُس کا نام لو گے۔ اللہ اُس کا علم رکھنے والا ہے اور تمہیں اس کا اجر بہ اجر دیگا۔ کفار جتنا چاہیں زور لگا لیں۔ وہ تمہیں اللہ کی عبادت اور اللہ کی یاد سے کسی طرح بھی روک نہیں سکتے۔ تم جہاں کہیں بھی جا کر اللہ کو پکارو گے۔ وہ تمہاری پکار کو سنیگا اور تمہاری التجا کا جواب دے گا اس لئے تم بیدل مت ہو۔ خانہ کعبہ میں عبادت نہ کرنے سے تمہاری عبادت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ تمہاری نیکی کم درجہ کی نہیں ہوتی۔ خواہ تم معمولی زمین پر ہی کیوں نہ نماز ادا کر لو۔ اگر تم کو کفار خانہ کعبہ میں اللہ کا نام لینے سے منع کرتے ہیں۔ تو تمہارے لئے کوئی نقصان نہیں۔ اللہ ان کی سب حرکات کو دیکھتا ہے اور ان کو ان کے مظالم کا ضرور بدلہ دیگا تم بالکل فکرمند نہ ہو۔ خدائے عزوجل نے ان آیات کو نازل کرکے سے ایک تو یہ مطلب نکالا ہے کہ رسول اکرم اور دیگر مسلمانوں کو یہ بتایا ہے کہ دیکھو کہ وہ قومیں کس قدر جاہل اور بیوقوف ہیں اور وہ کیسے کیسے قبیح افعال اور گناہوں کی مرتکب ہوتی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اشارۃً دیگر اقوام کے افعال قبیحہ کو بیان کرتے ہوئے خدا تعالےٰ نے یہ بھی جتایا ہے کہ اگر تم مسلمان بھی اسی قسم کے گناہوں اور غلطیوں کے مرتکب ہوگے تو تم بھی بُرا کرو گے اور تمہارے لئے بھی وہی سزا ہوگی۔ جو ان لوگوں کے واسطے ہم نے مقرر کر رکھی ہے۔ یعنی تم کو بھی دردناک سختی کا عذاب دیا جائیگا۔ اور تم بھی دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا پانے والے رہو گے اور ظالم کہلاؤ گے۔ اور تمہارے واسطے بھی دنیا و آخرت دونوں میں سوائے نامرادی و ناکامی کے کچھ نہ ہوگا۔ تم کو چاہئے کہ دیگر مذاہب میں جو واقعی محاسن ہوں اُن کو محاسن ہی مانو۔ اور جو برائیاں ہوں اُن کو برا کہو تم پر واجب ہے کہ تم ہر وقت عدل کو مدنظر رکھو۔ برائی کو برائی اور نیکی کو نیکی۔ کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کہو۔ یہ نہیں کہ نیکی و بدی میں تمیز ہی نہ رکھو۔ اور کچھ فرق ہی نہ سمجھو۔ چونکہ عیسائی مذہب سچ بولنے اور جھوٹ نہ بولنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس لئے تم اس نعمت کو بنظر حقارت مت دیکھو۔ سچ بولنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا ایک عمدہ بات ہے۔ تم کو چاہئے کہ تم اس نصیحت کو اپنا وطیرہ بناؤ۔ اور اسے ضرور اختیار کرو۔ عام اس سے کہ نصیحت کرنے والی کتاب عیسائیوں یہودیوں یا کسی دیگر مذہب کی ہو۔ یا قرآن کریم ہی ہو۔ غرض خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو۔ تم کبھی یہ مت کہنا۔ جیسا کہ عیسائی اور یہودی ایک دوسرے کے متعلق بار بار کہتے ہیں لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَلَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ۔ مسلمانو! تم کسی کے مذہب و ملت اقوال و افعال پر اس طرح نام نہ دھرنا۔ بلکہ تم پر لازم ہے کہ تم حق کو حق مانو اور باطل کو باطل جانو۔ جو اچھی باتیں اُن میں ہوں۔ اُن کو تسلیم کرو۔ جو برائیاں ہوں اُن سے اُن لوگوں کو متنبہ کرو اور خود اُن سے اجتناب کرو۔ کیونکہ اصل مذہب جو فطری مذہب ہے وہ ایک ہی ہو سکتا ہے۔ انسانی فطرت ہر جگہ ہر ملک میں ایک ہی سی ہوتی ہے۔ اس لئے مذہب بھی ایک ہونا چاہئے اور مذہب تھا بھی اصل میں ایک یعنی اسلام۔ ابراہیم علیہ السلام کا مذہب بھی یہی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا بھی یہی دین تھا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی اسی کا وعظ فرماتے تھے۔ اسلام کے معنی کیا ہیں؟ فرمانبرداری۔ سب رسولوں نے یہی بتایا اور سکھایا۔ کہ انسان کو اُس ذات واحد کی فرمانبرداری کرنی چاہئے جس نے دنیا کی ہر ایک چیز کو پیدا کیا۔ اور دنیا کے ہر ایک شعبہ کو رونق بخشی۔ اور جو ذات دونوں جہانوں کی مالک ہے۔ جو سب کا پالنے والا ہے۔ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ سب نے یہی تبلایا ہے کہ حقیقی معبود وہی ذات پاک ہے۔ جسکا تمام دنیا میں ظہور ہے۔ تمہارا رسول محمدؐ فداہ امی و ابی بھی اسی بات کا وعظ کرنے کے لئے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے تمہارا مذہب کوئی نیا مذہب نہیں ہے تم بھی وہی کہتے ہو جو تم سے پہلے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ فرما گئے۔ اگر اب کچھ فرق عیسائیت اور یہودیت میں آ گیا ہے۔ تو وہ پچھلے لوگوں کی خود ساختہ زیادتیاں ہیں جو اصل سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں اور یہ وہی زیادتیاں اور مخرکہ باتیں ہیں کہ جن کو دور کرنے کے لئے تمہارے رسول اکرمؐ کو دنیا میں بھیجا گیا ہے یہی وہ بدعات ہیں کہ جن کے ہٹانے کے واسطے اب محمدؐ رسول ہو کر دنیا میں آیا تو تم کو چاہئے۔ کہ تم دوسرے مذاہب کی بدعات کو دور کرو۔ جو اُن میں خرابیاں واقع ہو گئی ہیں۔ انہیں نکالنے کی کوشش کرو۔ یہ نہیں کہ انہیں از سرتا پا غلط ٹھیرا دو۔ اور بالکل ہی لغو قرار دو۔ کیونکہ جب تم اُن کو برائیوں سے پاک کر دو گے۔ تو گویا ان مذاہب کے پیرؤں کو تم اسلام پر خود بخود لے آؤ گے۔ اور اگر بخلاف اس کے تم دیگر مذاہب کو از سرتا پا غلط کہو گے اور نیکی و بدی میں کوئی فرق نہ سمجھو گے۔ تو تمہاری بات کوئی نہیں مانیگا۔

(باقی آئندہ)

کشمیری مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس

سنا جاتا گیا ہے کہ دربار کشمیر نے اپنی مسلمان رعایا کو مجوزہ تعلیمی کانفرنس کے انعقاد کی اجازت نہیں دی۔ اگر یہ امر واقعی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ دربار مذکور نے اس امتناع میں کیا مصلحت دیکھی؟ کیا قلمرو کشمیر میں علم کی نسبت جہل زیادہ رعیت کے مناسب حال سمجھا گیا ہے۔ یا کشمیری مسلمان تعلیم میں پہلے ہی ضرورت سے زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں۔ یا عمال ریاست کی کوئی خاص مصالح اس اجازت کے مانع تھیں؟ آخر کیا بات ہے۔ بہرحال دربار کشمیر کو چاہئے۔ کہ اس سے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۸

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

اخبار پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا
(۲) گورنمنٹ کیساتھ وفاداری کی تعلیم دینا۔
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا
(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا (۷) سیاسی تمدنی اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت۔

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ سہ شنبہ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے
(۲) قیمت سالانہ للعہ پیشگی ہے۔ طلباء سے للعہ اور تجارتی (۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل نامہ نگاروں کو بلا قیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھہ معاوضہ بھی ادا کیا جائیگا انشاء اللہ۔
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویئر ہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط و کتابت مینجر کے نام پتہ صاف و خوشخط لکھیں — احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور

ایڈیٹر — خواجہ کمال الدین بی۔ اے (آنریری) — ماسٹر محمد حسین فرید آبادی

جلد ۱ | لاہور سہ شنبہ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۱ء | نمبر ۱۸

تازہ برقی خبریں

معاملات بلقان

واپس شدہ فوج کی آؤ بھگت (صوفیا ۱۶ اگست) صوفیا و دیگر جگہوں کی سپاہ کل یہاں واپس آگئی۔ ہجوم خلائق نے بڑی گرمجوشی سے استقبال اور خیر مقدم کیا۔ اور اپنے جنگی جوانوں پر پھول برسائے۔ شاہ فرڈیننڈ کے گلے میں بھی ایک ہار پتوں کا پڑا ہوا تھا اور ممتاز افسروں کے آگے آگے جا رہے تھے۔

نامہ نگار رویوٹر کا بیان حالت فوج کی نسبت (لنڈن ۱۷) نامہ نگار رویوٹر جو صوفیا سے ابھی واپس پہنچا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ فوج کی میدان جنگ سے واپسی زور شور سے جاری ہے۔ ہر سٹیشن پر مردان نبرد سے کھچا کھچ ٹرینیں بھری کھڑی ہیں۔ ان سب کی صحت اچھی معلوم ہوتی ہے اور عام حالت سے ہزیمت خوردہ فوج بھی نہیں ظاہر ہوتی۔ برخلاف ازیں ان کے بشرہ وغیرہ سے بیتابیاں پائی جاتی ہے۔ فوج میں رومانیہ کے خلاف بڑی ناراضگی پھیلی ہوئی ہے کہ اس کی مداخلت سے بلغاریہ کو ضعف پہنچا۔ دول خارجہ کے فوجی اتاچیوں کا خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ عارضی صلح کے وقت بلغاریوں کی پوزیشن یقیناً اچھی تھی وہ سپاہ یونان کو گھیرے میں لینے کی کوششیں کر رہے تھے دو دن کے اندر اندر ضرور نرغہ کر کے انہیں پسپائی پر مجبور کر دیتے۔ صوفیا اور نیز مضافات میں ایسے منظر دیکھنے میں آتے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ بلغاریوں میں اس وقت قومی جوش بڑھ رہا ہے عوام واپس آنیوالی افواج کا بڑے جوش اور تپاک سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

مراسلہ بلغاریہ بنام دول (صوفیا ۱۷ اگست) بلغاریہ نے دول کو لکھا ہے کہ ترک ادرنہ اور گوملجینہ کی جانب کوچ کر رہے ہیں اور کہ یہ بے انصافی ہے کہ عہد نامہ بخارسٹ بلغاریہ کو تو اپنی افواج منتشر کرنے پر مجبور کرے اور ترک معاہدہ لنڈن کی اصولی قرار دادوں کو بے روک ٹوک توڑے چلے جائیں۔ پس بلغاریہ دول عظام سے ملتجی ہے کہ ترک جو ابھی زمینڈ یا اس کی بلغاری جانب برابر ڈٹے ہوئے موجود دیکھے جاتے ہیں ان کو منع کریں۔

فوج میں ہیضہ (لنڈن ۱۷) مختلف مقامات بوسنیا میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے کئی مشتبہ واردات اور چھ اموات ہو چکی ہیں واپس شدہ رومانی سپاہ میں بھی یہ وبا جا پہنچی ہے مانٹی نیگرو کی فوجیں اسی لئے سرحد پر روکی جا رہی ہیں۔

شورش چین (شنگھائی ۱۶ اگست) کنگ کے پیغامات تار سے پایا جاتا ہے کہ جنرل چانگ ہسن کا لشکر باغیان نانکنگ سے لا ہو لیے انہوں نے ارغوانی پہاڑ پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس کی زد میں شہر واقعہ ہے۔ نانکنگ میں کچھہ لوٹ کھسوٹ ہوئی ہے مگر اجنبیوں کے مال کو باغیوں نے چھوا تک نہیں۔ امید نہیں کہ یہ شہر سختی سے مقابلہ کرے

جاپان [illegible]

متفرق خبریں

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات - اعزاز میں حسب ذیل طلباء کامیاب ہوئے۔ جلال الدین احمد (بی ایس سی) محمد صدیق و مقصود حسین (بی اے فلاسفی) سردار محمد جیونت (بی اے طبیعات) سید عنایت حسین (بی اے ریاضی) تلسی داس و کریم بخش (عربی) اسعد اللہ خان و محمد دین بدل (فارسی) تاریخ کے امتحان اعزاز کا نتیجہ ابھی شائع نہیں ہوا۔

پبلک سروس کمیشن ہندوستان میں پہنچ جائیگی تو اس کے دو حصے کر دیئے جائیں گے۔ جو مختلف محکموں کے معاملات سے متعلق دو علیحدہ تحقیقات کریں گے اور خاص خاص اہم امور کی نسبت متفقہ کمیٹی یکجائی اجلاس کیا کرے گی۔

امرتسر میں لاٹھنڈی - پتی لڑہ مہاں سنگھ کے قریب ایک تجارتی بنک میں ۱۸ اگست کی رات کو گیارہ بجے کے قریب خوفناک آتشزدگی ہوئی۔ بہت سا نقصان ہوا۔

آگرہ میں تین وقانی کالج اور کئی بورڈنگ ہیں ان سب کو ملا کر ایک علیحدہ یونیورسٹی بنانیکی تجویز ہے۔ ہز آنر نے اپنے دورہ میں اس تجویز کی نسبت اظہار پسندیدگی فرمایا ہے۔

لکھنؤ میونسپلٹی نے پردہ نشینوں کیلئے ایک زنانہ تفریح گاہ تیار کرانے کا ارادہ کیا ہے۔ جو عرصہ تین سال میں مکمل ہو جائیگا۔

تبت کے دلائی لامہ نے جو تحفے حال میں ملک معظم کی خدمت میں پیش کئے ہیں ان میں ایک زین پانچسو سال کا قدیم ہے اور بھی کئی چیزیں بہت نادر الوجود ہیں۔

فیض آباد میں امداد مسجد کانپور کے لئے ایک ہزار روپیہ زیادہ چندہ ہو چکا ہے۔ دیگر مختلف مقامات میں بھی اس کے متعلق باقاعدہ کوششیں ہو رہی ہیں اور امدادی رقوم فراہم کی جا رہی ہیں۔

سیالکوٹ میں ہیضہ کی شدت خوفناک سنی جاتی ہے پچھلے چار پانچ روز میں پچاس مبتلا ہوئے۔ جن میں سے تیس ہلاک ہو گئے اب روزانہ تعداد واردات اسی تک پہنچ گئی ہے۔ اللھم احفظنا منہا۔

متعدد قحط ستاپور کے متعلق دار الامراء (پارلیمنٹ لنڈن) میں مباحثہ ہوگا اور لارڈ کرزن لارڈ مینکڈانل (سابق سر انٹونی مکڈانل لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ) اور لارڈ سڈنہم سابق گورنر بمبئی اس میں شریک ہونگے۔

طوفان بردوان کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ بنگال میں کال آئے گو ٹنہ کو مدد

کلکتہ میں عدالت پولیس کی عمارت واقع لال بازار نیلام کی گئی ایک ہندوستانی نے (۱۵۲۰۰۰) روپے میں خریدی یہ عمارت کمپنی کے زمانہ کی ہے۔

چین میں ایک ہزار میل لمبی ریلوے لائن تیار ہوگی۔ جس کے لئے ایک کروڑ پونڈ قرضہ لیا جائیگا۔

روسی سفیر اور وزیر اعظم ٹرکی میں ترکی ایرانی سرحد سے متعلق گفتگو ہوئی قسطنطنیہ سے ۱۵ اگست کا پیام برقی مظہر ہے کہ دونوں نے اس بارہ میں کچھہ عہد و پیمان بھی کر لئے ہیں جن کی تفصیل ہنوز بیان نہیں کی گئی۔

طہران میں جو بختیاری لوگ سرکاری خدمات پر مامور تھے ان کی نسبت فیصلہ ہوا ہے کہ موجودہ تعداد (۸۵۰) گھٹا کر صرف ۴۰۰ رہنے دیئے جائیں۔ جس سے خرچ میں بہت تخفیف ہو جائیگی۔

کلکتہ کی ایک تار خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ بردوان کی طرح ۱۶ اگست کو دیناج پور میں بھی طوفان سیلاب کا خطرہ تھا۔ مگر اس وقت تک تو خیر ہے۔

بین الاقوامی انجمن متعلقہ کارخانجات روئی و پارچہ بافی کے سیکرٹری اب موسم سرما میں ولایت سے ہندوستان آکر مختلف مقامات کا طویل دورہ کریں گے۔ انہیں ۳۱ اکتوبر کو کراچی پہنچنا ہے۔ دورہ میں سندھ پنجاب صوبہ متحدہ۔ ممالک متوسط۔ علاقہ بمبئی و جنوبی ہند شامل ہونگے۔

دریائے دامودر کی طغیانی سے بردوان میں ایسٹ انڈیا ریلوے لائن کو جو نقصان پہنچا۔ اس کی مرمت ہو گئی ہے اور آمد و رفت از سر نو جاری ہے۔

مہاراجہ صاحب اندور نے حضور وائسرائے کو دعوت دی ہے کہ دورہ جنوبی ہند کے تقریب پر ان کی ریاست میں بھی قدم رنجہ فرمائیں۔

موسمی رپورٹ (ہفتہ مختتمہ گزشتہ سے پایا جاتا ہے کہ موسم میں کسی قدر تبدیلی ہو گئی ہے بہار و شمال مشرقی ہند میں بارش زیادہ شدت کی ہوئی چراپونجی میں ۴۳ انچ کی کمی رہی۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید مغربی وسطی اور شمالی مغربی ہند میں پھر بارش ہو۔ اپر انڈیا میں گرمی برابر بڑھ رہی ہے چنانچہ سرسہ لدھیانہ خوشاب لشکری ملتان پشاور اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں بھی مقیاس الحرارت سو درجہ سے بڑھا ہوا رہا۔

اضلاع متحدہ امریکہ میں ایک سینما خانہ کو آگ لگی۔ ۳۵ حبشی جل کر خاک سیاہ ہو گئے

امریکہ سے ایک گروہ قطب شمالی کی تحقیقات کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ اس کا جہاز سب سے پہلا جہاز ہوگا۔ جو نہر پانامہ سے گذریگا۔

لوکل - لاہور میں دن کو خاصی گرمی پڑتی ہے مگر رات کا حصہ قدرے خنکی ہوتا ہے۔ بعض حصص شہر میں ہیضہ کی شدت سنی جاتی ہے۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغامِ صلح لاہور

جلد ۱ - مورخہ ۱۹ راگست ۱۹۱۳ء - نمبر ۱۸

مسلمانوں کے لئے کامیابی کی راہ

(کمیونیکیٹڈ)

نمبر ۱

اس کرۂ ارض کے مختلف حصص میں کروڑہا انسان آباد ہیں۔ جو شکل میں عقل میں۔ عادات میں۔ صفات میں۔ مذاق میں۔ خو بو میں۔ قوائے روحانی و جسمانی میں۔ فضلنا بعضھم علیٰ بعض کے مصداق اور ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں۔ یہاں تک کہ اگر جمیع بنی نوع انسان کو ایک وسیع نظر سے دیکھو گے۔ تو وہ تنوع اور اختلاف کی ایک زندہ اور مجسم تصویر معلوم ہوگی۔ لیکن باوجود اس تفرقۂ عظیم کے ہم یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خواہ وہ مشرقی ہیں یا مغربی۔ شمالی ہیں یا جنوبی ایک بات سب میں متفقہ طور پر پائی جاتی ہے اور وہ ہے۔

کامیابی کی خواہش

ہمیں ہزارہا انسان ادہر ادہر گلیوں کوچوں میں چکر لگاتے۔ سڑکوں پر دوڑتے بازاروں میں چلتے۔ کارخانوں میں محنت شاقہ سے اپنا خون۔ پانی ایک کرتے۔ سکولوں کالجوں میں دن اور رات آنکھوں میں کاٹتے۔ صبح سے دوکانوں پر بیٹھتے۔ ریل اور جہازوں پر سفر کرتے نظر آتے ہیں۔ اگر سوچا جائے کہ یہ کیوں ایسا کر رہے ہیں تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ سب اس گم گشتہ محبوب کی تلاش میں ہیں۔ جس کو نجات۔ یا کامیابی کہتے ہیں۔ ملکوں کے ملک اور قوموں کی قومیں اگر ایک طرف آپس میں محبت کی تعلیم دیتی ہیں۔ تو دوسری طرف صدہا ڈریڈ ناٹوں۔ ہوائی جنگی جہازوں کی تیاری میں کروڑہا روپیہ صرف کر رہی ہیں ایک اگر ہزار دل شیشۂ زمین کو چیرتا ہوا نیچے کو جا رہا ہے اور تھکتے میں نہیں آتا۔ تو دوسرا آسمان کی طرف پرواز کر کے بلند سے بلند حصۂ دنیا کو ماپنا چاہتا ہے۔ یہ سب ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ صرف اس لئے کہ کامیاب ہوں۔ محض اس گوہر مقصود کی جستجو میں جسے فلاح و فوز کہتے ہیں۔ بے خود ہیں۔

الغرض کتنا ہی غور و تدبر کئے جاؤ آخر یہی ماننا پڑے گا کہ گنوار دہقان سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان تک میں یہ خواہش موجود ہے اس امر کے ثابت کرنے کے بعد کہ یہ خواہش ہر فرد بشر میں فطرتاً موجود ہے لازماً ہم کو ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس قدرتی پیاس کو بجھانے کے لئے بھی اس مالک حقیقی نے جو اپنی ربوبیت کے طفیل انسان کیا ہر ایک وجود کی تمام ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔ ضرور کوئی سامان پیدا کئے ہوں۔

ہر ملک و ملت کے لیڈر اس معاد حصول کامیابی کے لئے تجاویز پیش کرتے ہیں۔ اور ان کے پیرو ان پر عمل پیرا ہو کر کچھ نہ کچھ فائدہ بھی ضرور حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ وہ اس پیاس کو پورے طور پر بجھانے کے لئے کافی نہیں ثابت ہوئے۔ چونکہ عقل انسانی محدود ہے اسلئے کلام انسانی کامل نہیں ہو سکتا۔ اس ناکامی کے بلا مبالغہ ہزارہا تلخ تجربات ہمیں بڑے زور سے یہ سبق دیتے ہیں کہ جب خانہ ساز لیڈروں کی تقلید سے مراد دلی کما حقہٗ حاصل نہیں ہوتی۔ تو پھر اس کی تلاش کہیں اور ہی کرنی چاہئے پس ایسی اعلیٰ و بالاتر راہ جو ہمیں یقین و وثوق اور طمانیت قلب کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دے وہی ہو سکتی ہے جو ہمارے نیز جمیع کائنات کے خالق و مالک اور تمام ترخیر و شر کے جاننے والے رب رحیم نے ہمارے واسطے تجویز فرمائی ہو۔ چنانچہ جب ہم خدا تعالیٰ کے کلام پاک میں جو ہمارے لئے ہر قسم کے متعلقات زندگی کا ایک قانون و جامع دستور العمل ہے اور جس کی شان میں خود خدا نے ہی ارشاد فرما دیا ہے کہ "لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ" اسے اس مدعا کی تلاش کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حصول فلاح کے کافی بلکہ کافی سے زیادہ اصول موجود ہیں یعنی اس کتاب مبین کے بتائے ہوئے قیمتی گر صرف اس حیات چند روزہ ہی میں کام آنے والے نہیں بلکہ اس عالم فانی سے گزر کر سلامتی کے ساتھ عالم باقی میں پہنچنے اور وہاں لا انتہا ترقیات روحانی حاصل کرتے چلے جانے کا بھی ذریعہ ہو سکتے ہیں۔

لیکن ہم بنظر اختصار سردست چند گر درج ذیل کرتے ہیں۔ پھر ان کی توضیح میں کچھ عرض کریں گے۔

پس اے برادران اسلام! سنو اور غور سے سنو اور ہاں پھر جیسا کہ تمہاری عادت ہو گئی ہے سن کر ہی نہ چھوڑ دو۔ بلکہ ان پر عامل ہو کر فائدہ اٹھاؤ۔ وہ گر یہ ہیں:-

(۱) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

(۲) واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔

(۳) ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔

فرمایا اے شاہ راہ کامیابی پر قدم مارنے کے خواہش مندو!

(۱) پہلا ذریعہ تمہاری اس تمنائے دلی کے پورا ہونیکا یہ ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ لیکن اس طرح کا تقویٰ نہیں کہ جیسا آج کل تمہارے اعمال سے عیاں ہے یعنی منہ سے تو کہہ دیتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں لیکن نہ اللہ کا ذکر ہی تمہارے دل میں ہے۔ نہ نمازیں پڑھتے ہو نہ روزے رکھتے ہو۔ نہ زکوٰۃ کا ہی فکر ہے۔ نہ حج کے لئے ہی تمہارے دل میں کوئی تڑپ ہے نہ عزیزوں اقرباء کے ساتھ تمہارا کوئی اچھا سلوک ہے۔ نہ یتیموں اور مسکینوں ہی پر تم کو رحم ہے نہ اپنے عہد و پیمان ہی کی کوئی پروا ہے نہ شراب سے تمہیں نفرت ہے نہ زنا سے چنداں اجتناب۔ نہ سود سے تم کو پرہیز نہ دیانت ہی تم میں پائی جاتی ہے۔ غرض ایک بات کا تو رونا نہیں۔ ہاں تو صدہا طرح کا جھگڑا ہے۔ پس اگر فلاح چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ ایسا جیسا کہ اسکے اختیار کرنے کا حق ہے۔ اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تم ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے نفس کی حکومت سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اپنا شعار بنا لو۔ حتیٰ کہ جس دم تمہیں موت کا فرشتہ پیغام اجل دے تم اللہ کی فرمانبرداری کی ہی حالت میں بطیب خاطر اسے لبیک کہنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ان اتبعت اھواءھم من بعد ما جاءک من العلم انک اذا لمن الظلمین۔ اگر تم خدا کو چھوڑ کر اوروں کی یا ذلیل خواہشات نفس کی متابعت کرنے لگ جاؤ گے اور پھر ایسی حالت میں کہ ہم نے تمہارے درد کی دوا تمہیں تعلیم کی ہوئی ہے۔ پھر تم خود ہی بتاؤ کہ تم سے زیادہ ظالم اپنے حق میں کون ہو سکتا ہے فاذکرونی اذکرکم پس ہمارے ذکر سے ہر وقت تمہارے دل معمور رہیں جب ایسا ہوگا تو ہم بھی تم کو یاد رکھیں گے اور تم ہماری طاقتوں اور فضلوں سے بہرہ مند ہوتے ہوئے کامیاب ہو جاؤ گے۔

الغرض پہلا اصول اور پہلی سیڑھی کامیابیوں کے حصول کے لئے یہ ہے کہ انسان نفس دنی کے پنجوں سے رہا ہو کر اپنے پیارے مولےٰ سے تعلق پیدا کرے اور تعلق بھی ایسا کہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی جدائی گوارا نہ ہو۔

(باقی دارد)

زن گوژپشت

کی حکایت مشہور ہے کہ جب لوگوں نے اس سے پوچھا آیا تو چاہتی ہے۔ کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے۔ یا دوسری عورتیں بھی تیری طرح کبڑی ہو جائیں تو وہ بولی کہ ہاں میں یہی چاہتی ہوں کہ دوسری عورتیں میری مانند کبڑی ہو جائیں۔ تا کہ جس نظر سے وہ مجھے دیکھتی ہیں۔ میں بھی انہیں اسی نظر سے دیکھوں۔ تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو، بعینہٖ یہی حال ہمارے بعض برادران وطن، اور خصوصاً ان کے چند درجہ آریہ اآرگنوں کا ہے۔ جب کبھی موقع ملتا ہے وہ مسلمانان ہند پر بلاد اسلامیہ کے ساتھ ان کے تعلقات کی وجہ سے کچھ نہ کچھ طعنہ زنی کرنے سے چوکتے نہیں۔ کیا کوئی سلیم العقل خواب و خیال میں بھی یہ قیاس کر سکتا ہے۔ کہ اگر ہمارے دیانندی کرم فرماؤں کی کسی وقت میں دنیا کے مختلف حصوں پر حکومت رہ چکی ہوتی۔ اور اب بھی اس کے آثار جابجا موجود ہوتے نیز ان کے ہم عقیدہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں وہاں پائے جاتے تب بھی ان کے خیالات یہی کچھ ہوتے یا اگر اس وقت کسی دوسری قوم کے لوگ ان پر اس قسم کی نیش زنی کرتے تو وہ ان کو حق بجانب سمجھتے؟ حاشا و کلا۔ مگر چونکہ صورت حال دگرگوں ہے اس واسطے مسلمانوں کی قومی ہمدردی و اسلامی حمیت کے خیالات انہیں خار کی طرح کھٹکتے ہیں۔ خدا جانے ایسی فتنہ انگیز باتوں سے بجز شر برپا ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا ہے پھر بھی مرحوم وقی و متانت سے دعا یہ کیا جاتا ہے کہ ہم تو بالکل گنگا جل سے پاک اور یہ لوگ خود جہادی فسادی ہیں۔ حال ہی میں اس قسم کی چند نظیریں ہماری نظر سے گزری ہیں۔ مگر دانستہ کی ناگوار تو تو میں میں ہم کو پسند نہیں کہ نام بنام ان معاصرین کا ذکر کریں۔

خدارا کچھ تو اسلامی حمیت سے کام لو

ہمارا ایک بلند ہمت بھائی (خدا اس کی ہمت میں برکت دے) ہاں اسلام کا ایک پرجوش اور اخلاص کیش خادم (خدا اس کے اس پاک جوش اور اخلاص میں ترقی بخشے) لنڈن میں بیٹھکر دین حق کی منادی کر رہا ہے۔ کیا یہ ہر مسلمان کے لئے باعث فخر و مسرت نہیں کہ بلاد مغرب میں مقدس مذہب اسلام کا بول بالا ہونے کے سامان بفضلہ تعالیٰ روز بروز زیادہ طمانیت بخش و حوصلہ افزا ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ وہاں کی رپورٹوں سے پایا جاتا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں۔ کیا ہمارے دینی بھائیوں کو اس کا علم نہیں۔ کہ خواجہ کیسی کیسی قربانیاں محض اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر بخوشی گوارا کر کے وہاں گیا ہے اور اس نے کیسی اہم ذمہ واریوں اور مشکلات کا بوجھ اپنے سر پر لیا ہے۔ کیا یہ سب کچھ خدمت اسلام کے لئے ہے یا تخریب اسلام کے واسطے؟ معاذ اللہ عزیزو! ہمیں یقین ہے۔ کہ تم اس صورت حال کی اصلیت کو سمجھتے تو ضرور ہو۔ مگر آہ! آپ کا خواہ مخواہ کا متعصبانہ خیال غیر تبت ہے۔ جو تم کو اس امن و سلامتی کے بے ضرر جہاد میں اس کا ساتھ دینے سے روکتا ہے؟ خدا ہی تم پر حقیقت نفس الامری کھولے اور اس بات کی سمجھ دے کہ تم کیا ہو؟ اور تم کیا ہو۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

اچھا تم اگر ولایتی تبلیغ سے ابھی متفق نہیں ہو تو ہندوستان ہی میں کچھ کر کے دکھاؤ۔ یہاں بھی تو بہتیرا وسیع میدان تبلیغ کے لئے خالی ہے۔ غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانا تو دور کی باتیں ہیں نام کے مسلمانوں کو سچا اور باعمل مسلمان بنانے کی خدمت ہی باقاعدگی و مستعدی سے شروع کر دو۔ اگر تم میں ذرا بھی دینی غیرت و حمیت ہے۔ تو یاد رکھو کہ یہ وقت چوپایوں کی طرح صرف پیٹ پال لینے اور رشد و ہدایت دین سے بیگانہ زندگی بسر کرنے کا نہیں۔ خدا تم پر طرح طرح سے حجت پوری کر چکا ہے اب بھی اگر تم ہوش میں نہ آئے تو اب ضرور ہے کہ دوسروں کو اس خدمت کے لئے چنے۔ وعد اللہ ہونگے اور وہی رشد اور سعادت کے سچے وارث۔ کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کو بہرحال کسی نہ کسی سے لینا ہی ہے۔

مصلحت ایں اجر نصرت را بدیدت اے اخی ورنہ ہر
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

نیپالی بائبل

تازہ خبر ہے کہ حال میں بائبل کا ترجمہ نیپالی زبان میں بھی شائع ہو گیا ہے۔ عیسائی مشنریوں کی یہ اولوالعزمی و قابلیت بلاشبہ قابل داد ہے۔ کہ جس عقیدہ کو اپنے نزدیک قرین حق و صداقت سمجھے ہوئے ہیں اس کی تائید و حمایت اور اشاعت میں نمایاں اٹھا نہیں کچھ کسر رکھتے ہیں۔ نہ جانوں کی قربانی تک میں دریغ کرتے ہیں۔ جیسا کہ اکثر مشنریوں کے واقعات مشہور ہیں۔ نہ اور کسی طرح کی سعی و جانفشانی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ کیا ہمارے بھائی مسلمان ان باتوں سے کچھ سبق لینگے کیا ان کو معلوم نہیں کہ یہی سب جو اس وقت بعض دیگر اقوام میں پائے جاتے ہیں۔ کسی زمانہ میں وہ ان کے قومی خواص تھے۔ اصل میں قرآن کریم کی تعلیم اس کے احکام کی تعمیل اور خدا کے برگزیدہ راست بازوں کے اتباع سے یہ اوصاف حسنہ پیدا ہوا کرتے ہیں جب وہ ان نیکیوں سے غافل بلکہ نفور ہو گئے دین دنیا کی خیر و خوبی سے دور جا پڑے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اب پھر ان میں وہی ساری باتیں از سر نو جب پیدا ہو سکتی ہیں۔ کہ قبول حق میں ضد و تعصب کو چھوڑ دیں۔ اسمی رسمی نہیں۔ بلکہ سچ مچ کے مسلمان بنیں اور تنگ دلی و تشتت آرائی کی جگہ بیت حق اور حمایت صدق و صفا کو اپنا شعار بنائیں۔ واللہ الموفق۔

ریاست میسور مسئلہ طلاق اور آریہ اخبارات

سنا جاتا ہے کہ مہاراجہ صاحب میسور آج کل اپنی قلمرو میں بعض جدید اصلاحات کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ تا کہ ان کی رعایا کی اخلاقی و تمدنی حالت سنورے ازانجملہ ایک تجویز یہ ہے کہ ہندوؤں میں طلاق کی رسم بھی جاری کر دی جائے۔ جسے ہمارے ایک دیانندی ہمعصر تباہ کن بتلاتے اور فرماتے ہیں کہ کاش کوئی آدمی مہاراجہ صاحب کو اسلامی و عیسائی ممالک کے ان مقدمات کے شمار و عدد کو بتلا دے۔ جو طلاق کی وجہ سے ظہور میں آتے ہیں ان مقدمات کی

پرستاں اس قدر بھرمار ہوتی ہے۔ کہ عدالتوں کا ناک میں دم آ جاتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اصل بحث پر کچھ لکھیں اور مسئلہ طلاق کے حسن و قبح کی چھان بین کریں۔ یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مہاشہ جی نے اپنے اس طعن بیجا میں کچھ کذب بیانی سے بھی کام لیا ہے۔ انہیں سمجھ لینا چاہئیے کہ زمانہ اب وہ نہیں ہے۔ کہ بے بنیاد قیاسی ڈھکوسلوں سے چاہے جس طرح لوگوں کو بہلا سکیں کون تحقیق کرتا ہے کہ فی الواقعہ دید وں میں سائینس اور دنیا بھر کی ایجادات کا مصالحہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے یا نہیں۔ بلکہ اب ہر ایک خود بھی کچھ گرہ کی عقل رکھتی اور کھوٹے کھرے میں تمیز کرنا جانتی ہے۔ ہمیں اس ہمعصر کی عقل و معلومات پر افسوس بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ اگر اس نے جان کر دنیا کو مغالطہ دینا نہیں چاہا۔ تو کسی واقف سے معلوم کرے کہ آیا یورپی ممالک میں مقدمات کی کثرت مسئلہ طلاق کی وجہ سے ہوتی ہے یا طلاق کا مذہباً رواج عام نہ ہونے کے سبب؟ تعجب ہے کہ جس مسئلہ کی حکمت و معقولیت کو اب بڑے بڑے عقلاء و ہر چار و نا چار ماننے پر مجبور ہو گئے ہیں وہ ہمارے آریہ دوستوں کو ابھی تک عیب ہی نظر آتا ہے۔ حالانکہ فی زمانہ قریب قریب جمیع اہل عالم کا تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ جب زوجین کی باہمی چاقی کے کسی طرح اصلاح پذیر ہونے کی توقع نہ رہے اور اسی ناگوار حالت میں تعلقات زناشوئی کا طوعاً و کرہاً قائم رکھنا خالی از خطرہ نہ ہو تو پھر زوجین کو جو ایک دوسرے کے لئے ہم درین عالم ست دوزخ او،، کے مصداق بنے ہوئے ہوں۔ جن کی اس حالت کے نتائج نہ صرف ان دونوں بلکہ دونوں کے خاندانوں کے حق میں بھی نہایت زبون نہایت خطرناک اور نہایت فضیحت خیز ہو سکتے ہیں۔ اس جیتے جی کے جہنم سے نجات دلانے کا ذریعہ بجز طلاق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا اور اسلام نے اسے ضرورتاً صرف جائز رکھا ہے نہ کہ فرض و واجب قرار دیا ہو اور اس جائز سے بھی بخیال رحمدلی و مروت حتی الوسع بچنے کی تاکید ہے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ بقول شخصے چشم عداوت بزرگ تر عیبے است جن کی نظر میں نعوذ باللہ مسلمان ملیچھ ہیں انہیں تو اسلام کی بڑی سے بڑی خوبی بھی عیب ہی معلوم ہو گی۔

آخر میں ہم ہز ہائینس مہاراجہ صاحب میسور کی بیدار مغزی و فراست کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے متعصبانہ تنگ خیالی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اسلام کی ایک خوبی کو سوچ سمجھ کر اپنی ریاست میں رواج دینا چاہا ہے۔ خدا ساز گار کرے الحمد للہ کہ اسلام یوں اندر ہی اندر سمجھدار طبقوں میں اپنی صداقت اور اپنے احکام کی معقولیت کا سکہ دلوں پر بٹھا رہا ہے۔

خدا کی شان

وہی آریہ ہمعصر جو طلاق جیسے ضروری اور بے عیب مسئلہ پر سخت ناانصافی سے بے دریغ حملہ کرنے میں دلیر ہے اپنی آزاد نگاری اور اخلاقی جرأت کی ترنگ میں نیوگ جیسی حیاسوز رسم کی بھی بڑے فخر سے تائید و حمایت کرتا ہے۔ اصل بین نیوگ اور سوامی دیانند،، ایک کتاب ہے۔ جو کسی آریہ پنڈت نے حال میں تصنیف کی ہے۔ ہمعصر مذکور اس پر ریویو فرماتے ہوئے رقمطراز ہے کہ "کتاب میں نہایت معقولیت اور فلسفیانہ طریقہ سے غیر مذاہب والوں کے اعتراضات کا جو وہ نیوگ پر کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا ہے۔ دعیرہ وغیرہ،، نیوگ اور معقولیت دو بالکل نقیض باتیں ہیں۔ فطرت انسانی ایسے ناپاک خیال کو دور ہی سے دھکے دیتی ہے۔ پھر ہم نہیں سمجھتے کہ یہ خلاف فطرت معقولیت کیسی ہے؟ علاوہ ازیں آریہ مہاشے بھی تو اس بات ... قانونی حمایت کو ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ ورنہ ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کسی شریف آریہ خاندان میں کھلے خزانے ایسی مکروہ رسوم ادا کی گئی ہوں کیونکہ آخر ہیں تو انسان ہی عملاً ایسی باتوں کو ان کی غیرت بھی کب گوارا کرتی ہو گی اور اگر سوامی جی دیانند صاحب کی آڑ لے کے یا بتقاضائے بشری کمزوری کبھی عملاً بھی روا رکھتے ہوں۔ تو اس کا چرچا یا اعلان ان کی غیرت قبول نہ کرتی ہو گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں جتنے باطل عقائد یا ناپاک رسوم دنیا کے پردہ پر تھیں اب دن بدن ان کا بودا پن یا نفرت انگیز بیہودگی ہوشمندوں پر کھلتی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ کہ یا تو وہ رفتہ رفتہ اپنی اُن آبائی خصوصیات سے بیزار ہو کر دست کش ہوتے جاتے ہیں۔ یا کسی وجہ سے گلے پڑا ڈھول بجائے جانے پر مجبور ہیں۔ تو ہم عملی طور پر ضرور اُن لغویات سے کچھ نہ کچھ جھینپتے ہیں کیونکہ حق وہی ہے جو اعتقاداً یا قولاً یا فعلاً غرض کسی طرح بھی اپنے حامی کو شرمندہ نہ کرائے۔ افسوس آریہ صاحبان ایک صریح غلطی کو سمجھتے ہوئے بھی ناحق سخن پروری کئے جاتے ہیں کیا یہی ویدک تعلیم ہے؟ برخلاف اس کے ہمارا اسلام تو یہ سکھاتا ...

آشکار ہو چھوڑ دو ببیں تفاوت رہ از کجا۔

بردوان میں طوفان

بردوان میں ان دنوں ایک ایسا طوفان بلا خیز آیا۔ کہ میلوں تک ریلوے لائن غرقاب ہو گئی۔ دریائے دمودر کی طغیانی کا یہ حال ہوا کہ شہر میں ندیاں بہہ نکلیں۔ تمام بستی تباہ ہو گئی۔ اونچے اونچے سر بفلک محل بے نشان ہو گئے۔ ہزارہا مخلوق بے خانماں پریشان پھرتی ہے۔ بہتیرے اس ہولناک طوفان کی بھینٹ چڑھ گئے۔ جو بچے اُن کی حالت مُردوں سے بدتر ہے۔ غرض لوگوں کی مصیبت کے تفصیلی حالات سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں الٰہی تیری پناہ! گو بیرونجات سے مدد پہنچ گئی۔ لیکن غرقابی کا یہ عالم ہے کہ شہر تا لاآ کنوئیں اور قرب و جوار کی اراضیات میں کچھ تمیز نہیں ہوتی اس واسطے ایسے وقت میں مصیبت زدگان کی امداد بھی بڑا مشکل کام ہے۔ ملکی بہی خواہوں اور قومی ہمدردوں کے لئے موقع ہے ثواب کمانے اور اپنے بنی نوع کو ممنون بنانے کا۔

اس کے علاوہ جو لوگ چشم بصیرت رکھتے ہیں اُن کے لئے ایسے حادثات ارضی و سماوی ایک سبق عبرت بھی ہوتے ہیں اُس خدائے قادر و قہار کی طرف سے جس کی ہیبت اور جلال کو دل سے بھلا کر لوگ شوخ چشمی۔ سیاہ کاری اور نافرمانی و ناخدا ترسی میں دلیر ہو جاتے ہیں وہ تمام مذاہب کی مسلمہ صداقتوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کل ادیان کی متفق علیہ مناہی کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے ہیں۔ دین کی باتوں کو ہنسی میں اڑاتے اور خدا کے برگزیدہ ہادیوں کی تکذیب و توہین کرتے ہیں ایسے قہری عذاب یہ ضرور نہیں کہ کسی قوم یا بستی پر فوری انتقام کے رنگ میں ہی آتے ہوں۔ مگر مخلوق کی شامت اعمال کا خمیازہ ضرور ہوتے ہیں۔ نیز اس کے متعلق یہ بھی سنت اللہ ہے کہ خدا کے یہ زور آور حملے جو اکثر ماموروں کے وقت میں ہوتے ہیں گو مبتلایان مصیبت کے لئے پاداش معصیت و غفلت ہوں لیکن دوسروں کے لئے بلاشبہ ایک نشان اور تازیانہ ہوتے ہیں۔ کہ شاید کوئی سعید روح بیدار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور دوسرے سوتوں کو بھی جگائے اس کے ساتھ ہی ایسے موقعوں پر انسانی ہمدردی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا بھی ایک امتحان ہوتا ہے۔

بہرحال طوفان زدوں کی حالت بہت دردناک ہے خدا تعالیٰ رحم فرما کر جلد تر ان کی مصیبت دور کرے اور دوسرے لوگوں کو ان سے عملی ہمدردی اور اپنی اصلاح کی توفیق دے۔ آمین۔

اسلامی دنیا اور دول یورپ

مسلمانوں پر اس وقت ہر چہار طرف سے جو مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ اُن کی اپنی ہی گوناگوں غفلتوں غلط کاریوں اور کمزوریوں کا نتیجہ ہے لیکن ساتھ ہی اس کے ہمارا یہ بھی ایمان ہے۔ کہ عروج و زوال ادبار و اقبال کا دور خدا تعالیٰ کی بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں اور پنہاں در پنہاں سلسلہ علت و معلول کے ماتحت آگے پیچھے سبھی قوموں پر آتا رہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی۔

تلك الايام نداولها بين الناس

اس پر شاہد ہے۔ لیکن اگر اس قانون قدرت کی توجیہات اور مذہبی معتقدات کو بدیں خیال کہ ان میں تمام افراد و اقوام کا ایک ہی اصول پر اتفاق نہیں ہوتا۔ تھوڑی دیر کے لئے الگ رکھ کر محض دلائل عقلیہ اور قرائن قویہ کی بنا پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی مسیحی طاقتیں بھی سچ پوچھو تو اسلامی آثار شوکت کو ہر طرح مٹانے کی ہی فکر میں ہیں اب یہ مسلمانوں کی شامت اور اسلامی سلطنتوں کی غفلت ہے جو انہیں اپنی تباہی میں اور مدد دے رہی ہے۔ میدان کارزار میں پولیٹیکل میٹنگوں پر تجارتی منڈیوں میں۔ نیز مشنری ہتھکنڈوں کے ذریعہ۔ غرض ہر ممکن طریق سے خود غرضی۔ چال بازی۔ بدعہدی اور ناانصافی ان طاقتوں کا مشرب اور اصل اصول ہے خواہ ان دجالی حرکات کے نام انہوں نے بظاہر کیسے ہی شستہ و شائستہ رکھ چھوڑے ہوں پس جب یہ حالت ہے تو پھر ایران ... روسیہ وغیرہ کی غرض آلود و مسلم کش چالوں کا دکھڑا رونا یا معاملات بلقان کے متعلق لعن طعن کرتے کے جو ... خیالات پر جرح کرنا فضول ہے مسلمانوں کی ان باتوں سے بیش ہی کیا جا سکتی ...

حرارت اسلام

مُسلمانوں کے زوال کا ایک سبب

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ حکم جیسا کہ اُس ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں کے واسطے لازم تھا ویسے ہی اب ہمارے لئے بھی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس وقت ہم اس حکم پر عمل کرتے ہیں۔ کیا اس وقت کے نام نہاد مسلمان اس کی کچھ بھی پرواہ کرتے ہیں۔ میں اس معاملہ میں مسلمانوں کی روش کو اسلام کے دائرہ تک ہی محدود رکھونگا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ خود اسلام کے مختلف فرقوں میں اس قدر بغض و کینہ ہے کہ وہ کافی ثبوت ہے اس بات کا کہ مسلمان اس حکم الٰہی کی ہرگز ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ فرمانبرداری کرنا تو بڑا کام ہے دوسرے مذاہب کے ساتھ وہ خدا کے حکم کے مطابق کیسے سلوک کر سکتے ہیں جب اپنے ہی مذہب کی دوسری شاخوں اور فرقوں سے اُن کا نہایت بُرا سلوک ہو۔ جب یگانوں کے ہی تخریب کے درپے یگانے ہوں تو بھلا بیگانوں کی وہاں کہاں تک خیر ہو سکتی ہے۔ جب اپنے اپنوں ہی کا گلا کاٹنے سے پرہیز نہ کریں بلکہ کار ثواب جانیں۔ تو بھلا وہ بیگانوں کو کہاں چھوڑیں گے اور اُن سے کب نرمی اور صلاحیت سے پیش آئیں گے۔

وہ اسلام جو تمام دنیا کی ناچاقیوں اور نفاقوں کو مٹانے کے لئے آیا تھا وہ اسلام جو تمام جہان کے بغض و کینہ کے استیصال کے واسطے خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ وہ اسلام جو تمام کون و مکان میں امن و مصالحت کی خوشگوار روح پھونکنے آیا تھا۔ آج خود بغض و کینہ۔ نفاق و ناچاقی بدامنی و بدنظمی کا شکار ہو رہا ہے اور کن کے ہاتھوں؟ خود مسلمانوں کے ہاتھوں۔ اُس کا رونا آج بقول شاعر یہ ہے کہ

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم — کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

آج وہ ہمارے ہی ہاتھوں سے تنگ ہے۔ برادران اسلام آج ذرا اسلام کی طرف دیکھئے۔ کہ اُس دین میں جو اتفاق کا سبق پڑھانے آیا تھا آپ نے تفرقہ و نفاق کے کتنے رخنے ڈال دیئے ہیں کتنے اختلافات پیدا کر دیئے ہیں شاید اس کے جواب میں یہ کہا جائیگا کہ اختلاف امر فطرتی ہے۔ فرقے ہونے ضروری ہیں۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ اختلاف ضروری اور اس لئے مختلف فرقوں کی موجودگی ضروری۔ لیکن اختلاف اصول اور احکام الٰہی میں نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا ہے تو محض فروعات میں اصولوں میں نہیں ہو سکتا اصل باتیں جس قدر بھی ہیں۔ وہ سب کے سب یکساں مانتے ہیں اس لئے اگر سلیم طبعی سے نظر ڈالیں۔ تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ آخر تمام فرقے مسلمان ہی ہیں۔ لیکن وائے بر حال ما۔ کہ باوجود یہ سب کچھ جاننے کے ہم ایک دوسرے کے واسطے وہی الفاظ زبان پر لاتے ہیں۔ کہ جو یہود و عیسائی ایک دوسرے کے واسطے بولا کرتے تھے۔ اور جن سے ہمیں باز رہنے کے واسطے خدا نے بڑے زور سے مذکورہ بالا آیات میں ارشاد فرمایا ہے۔ آج اسلام کے بہتر فرقے ہو رہے ہیں اور ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ دوسرے سب فرقے لغو اور باطل ہیں۔ اگر بہشت کا مالک کوئی فرقہ ہے تو بس ایک ہی خاص۔ یعنی باوجود اس کے کہ دوسروں کی بُرائی کو بُرائی اور نیکی کو نیکی جانے۔ ہر ایک فرقہ والے دوسروں کی ہر ایک بات کو کفر ہی خیال کرتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ایک دوسروں کو کافر ٹھہرانے سے بھی باز نہیں رہتے۔ الامان۔ یہ کہنا کہ لیست الفلان علی شیٔ ولیست الفلان علی شیٔ ہمارے لئے ایک نہایت ہی معمولی بات ہو چکی ہے معمولی سے معمولی بات پر دین سے خارج کر دینا ایک ادنیٰ کرشمہ ہو گیا ہے نماز میں اگر ہاتھ ذرا ناف سے اونچے بندھ گئے۔ تو بس مسلمانی سے باہر۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر پاجامہ ٹخنے سے ذرا بھی نیچے گرا۔ تو جہنم ہی میں پہنچ کر رہیگا۔ کوئی بوٹوں سے نماز پڑھنے پر ہی صفحوں کے صفحے سیاہ کر دیتے ہیں۔ کوئی صاحب اگر کوٹ پتلون پر ہی اڑ گئے۔ تو وہیں اڑے ہیں۔ آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتے۔ اُن کے خیال میں کفر و اسلام کا مدار ہی کوٹ پتلون پر ہے۔ کسی کے خیال فاسد میں یہ بات ہی جم گئی ہے۔ کہ اسلام کا انحصار محض جمعراتوں کے جمعراتوں ملاؤں کو حلوا مانڈا کھلانے پر ہی ہے۔ کوئی اگر شیعہ ہے تو وہ نہ صرف شیعیت کو ہی ذریعہ نجات جانتا ہے اور سنّی لوگوں کو محض دوزخی اور جہنم خیال کرتا ہے اگر ...

پیر مقلد کو دوزخ کا ایندھن ہی جانتا ہے اہل قرآن اہل حدیث ہی کے درپے تخریب ہیں بلکہ دراصل عداوت پیچھے جا کر اہل قرآن کے پیچھے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خاص خانہ کعبہ کو چار مصلوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ایک شافعی، ایک مالکی، ایک حنفی، ایک حنبلی۔ ایک ایک کے درپے تخریب ہے اور ایک ایک کے خون کا پیاسا نظر آتا ہے۔ حالانکہ اصول سب کے ایک ہی ہیں۔ غرضیکہ موجودہ مسلمانوں میں سے اتفاق و یکجہتی کی روح پرواز کر گئی ہے۔ ہر طرف نا اتفاقی کا بول بالا ہو رہا ہے۔ ہر ایک فرقہ بجائے اس کے کہ اتفاق و یگانگی سے کام لے دوسروں کو چیر کر رکھ دینے پر آمادہ ہو رہا ہے۔ آپس میں نرمی سے کام لینا بالکل بھلا دیا گیا ہے۔ خدا کا فرمان رحماء بینھم واشداء علی الکفار بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اور سب کا زور اپنوں ہی پر خالی کر دیتے جاتے ہیں۔ صداقت نام کو بھی ہم میں باقی نہیں رہی۔ موجودہ مسلمانوں [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں [illegible]

[illegible] ایک بلا ہے کہ وہ [illegible] نہیں رہی
[illegible] پڑ رہی ہے مروت نہیں رہی

اتفاق و یگانگت عنقا ہو چکی ہے۔ نفاق اور تفریق زوروں پر ہے ایک کی بات دوسرے کو نہیں بھاتی۔ ایک فرقہ اگر کوئی نیکی کا کام بھی کرے تو دوسرے اُس کو بُرائی ہی خیال کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ہر ایک فعل پر اعتراض کرنا فرض سمجھا جاتا ہے اور عیسائیوں وغیرہ کے اقوال و افعال کا بھی ایسی سختی اور شدت سے نوٹس نہیں لیا جاتا کہ جتنے شدت سے اپنے بھائیوں کے اعمال و اقوال کو دیکھا جاتا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ایک خادم مسیح موعود اسلام کی تبلیغ کے واسطے لنڈن گیا۔ لیکن یہ ایک نیک فعل بھی ایک فرقہ کے آرگن کو بُرا معلوم ہوا۔ اور اُس خادم مسیح کے خلاف خوب زہر اُگلا گیا۔ اور اب تک اُگلا جا رہا ہے۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کیا اسلام یہی سکھاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسلام اتفاق کا سبق دے رہا ہے۔ لیکن ہم نفاق کی طرف بڑھے جا رہے ہیں اسلام اتفاق کی شاہراہ بتا رہا ہے مگر ہم اختلاف کے تاریک گڑھے میں گرے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام سلامتی کی طرف بلاتا ہے۔ پر ہم تباہی کی طرف بھاگے جاتے ہیں۔ ہم میں ہر ایک فرقہ کا یہ ایمان ہے۔ کہ دوسرا کوئی فرقہ کوئی نیک تحریک نہیں کر سکتا۔ یعنی اُس میں نیکی ہے ہی نہیں۔ لیکن یہ ایک جہالت ہے۔ یہ ایک تاریکی ہے۔ کہ جس سے نکلنے کی ہمیں اب ہر ممکن طریق سے کوشش کرنی چاہئے۔ یہ جہالت و ظلمت ہی تو تھی کہ جس سے عربوں کو اور دیگر [illegible] دنیا کو نکالنے کے واسطے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہو کر آئے۔ کیا یہ تعجب خیز بات نہیں۔ کہ ہم اُسی کے غلام اور اُسی کی پیروی کا دم بھرنے والے اب اس مرض میں مبتلا ہوں۔ نفاق جسے وہ اُس وقت مٹا گئے۔ آج ہمیں گھن کی طرح کھا رہا ہے۔ [illegible] پودا ہو کر اور ٹوٹ کر زمین پر آ چکا ہے۔ کچھ جو باقی ہے۔ وہ بھی عنقریب زمین پر آ جاتا۔ اگر حضور مسیح موعود اس وقت خدا کی مدد کے ساتھ اسلام کا ہاتھ نہ پکڑتے اور اس کے گرتے ہوئے شجر کو آ کر نہ سنبھالتے۔ لیکن وہ [illegible] آ گیا۔ بہت نفرت [illegible] والوں نے اُس کی حقیقت کو بانی اور [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] گزشتہ ہے [illegible] آیا اور چلا گیا۔ وہ [illegible] صاف کیا۔ لیکن وہ اپنے [illegible] ساتھ [illegible] لے گیا بلکہ ان کو ایک [illegible] نہر کی [illegible] میں اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ جس سے اب بھی ہم مستفید ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ قلب سلیم اور طبع سلیم رکھتے ہوں۔ غرضیکہ اس وقت مسلمان نفاق [illegible] سینوں میں جاگزین ہو رہا ہے۔ اور بعض طبیعتوں میں [illegible] ہو گئے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف ہم نہایت خاموشی سے زہر اُگلتے ہیں حالانکہ ہم دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ بھی کینہ و بغض [illegible] دل نفاق کے [illegible] بن رہے ہیں۔ [illegible] ایک [illegible] صورت اختیار کی ہے۔ [illegible] آپس کے خلاف [illegible] کے بھی [illegible] کم نظر سے [illegible] ہیں۔ یعنی ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے پیروؤں کو (بقول اُس کے) اپنی مسجد میں نماز ادا کرنے سے منع کرتا ہے شیعہ اس بات کے روادار نہیں کہ کوئی سُنی اُن کی مسجد میں نماز ادا کرے۔ مقلد غیر مقلد کو اپنی مسجد میں نماز ادا [illegible] طرح خوش نہیں ہوتا۔ کل ہی حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے تھے۔ کہ ایک مسجد پر انہوں نے بورڈ لگا ہوا دیکھا۔ جس پر تحریر تھا کہ "شورہ پشتوں کا اس مسجد میں آنا منع ہے"۔ غریب احمدیوں پر تو یہاں تک ایک وقت میں عتاب تھا۔ کہ اول تو ان کو مسجد میں گھسنے نہیں دیتے تھے اور اگر کہیں بے خبری میں کوئی احمدی وہاں نماز پڑھ گیا۔ تو مسجد کو پانی سے غسل دیا جاتا تھا۔ افسوس اب بموجب ارشاد الٰہی کہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ ہم سے بڑھ کر کون ظالم و فاسق ہو سکتا ہے۔ کیا ہمارے علماء اور فرقوں کے رہنماؤں کو وہ وقت یاد نہیں۔ جب رسول اکرم روحی فداہ امی وابی نے نجران کے عیسائیوں کو جو حضور میں حاضر ہوئے تھے۔ مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ اور وہیں ان کو ان کے طور پر عبادت کرنے کی بھی اجازت دی۔ کیا حضور سرور کائنات سے زیادہ ہم میں غیرت دینی اور حُب مذہبی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو کیا وہ سلوک جو حضور نے بیگانوں سے کیا ہم اپنوں سے بھی نہیں کر سکتے۔ مساجد اللہ کی ہیں یہ کہنا کہ فلاں احمدی، فلاں غیر احمدی کی مسجد ہے۔ ایک گناہ ہے مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور اسی لئے وہ سب کے لئے ہر وقت کھلے ہیں جو خدائے واحد کو حاضر ناظر جانتا ہے۔ اُس میں عبادت کرنے کا مجاز ہے آہ اب ہم ایسے بدنیت اور غاصب ہو گئے ہیں کہ اللہ کے گھروں کو بھی ملکیت ذاتی ٹھہرانے سے نہیں چوکتے۔ کیا مسجدوں کے علاوہ اور حصۂ دنیا کا کم تھا۔ کہ اللہ کے گھروں پر بھی دست اندازی شروع کی جیسا کہ رسول مقبول کو خانہ کعبہ میں عبادت کرنے سے منع کرنا۔ آنحضرت کی اپنی ذات کے واسطے تو کسی طرح بھی ضرر رساں نہ ہو سکا۔ بلکہ تباہی روکنے والوں ہی پر آئی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں بھی تباہی ظالموں پر یعنی مسجدوں میں عبادت سے منع کرنے والوں پر ہی آئے گی۔ جو منع کئے گئے اُن کو کسی قسم کا نقصان نہیں کیونکہ خدا خود اُن کی تسلی کے لئے قرآن میں صاف فرماتا ہے کہ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اُن کی عبادت تو ہر جگہ سے قبول ہوگی۔ اُن کی دعائیں تو خواہ وہ مسجد میں یا ویرانہ میں کی جائیں اللہ تعالیٰ سنیگا بشرطیکہ اُن کے اعمال بھی رسول مقبول اور صحابہ کرام کے سے ہوں اور وہ بغض و عناد کینہ و فساد سے پاک ہوں۔ یہ ظلم اُلٹا ظالموں پر ہی گرایگا اور انہی کی تباہی کا موجب ہوگا ✦

پس اے برادران اسلام اس تنگ ظرفی اس تنگ خیالی اور ظلم کو ترک کیجئے۔ خدا کے واسطے ناپکار افعال کو خیرباد کہئے۔ رسول کے واسطے اس غیر اسلامی روش کو چھوڑ دیجئے۔ اس خلاف قرآن چال سے کنارہ کیجئے۔ ورنہ قعر مذلت و رسوائی تمہارے لئے اس دنیا میں تیار ہے اور اگلی دنیا میں بھی تمہارے لئے دوزخ سے کم کوئی چیز تمہاری ظالمانہ روش کا بدلہ نہیں ہو سکتی۔ خدا ایسے لوگوں کے لئے فرماتا ہے کہ لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم اُن کے لئے جو منع کرتے ہیں مسجدوں میں عبادت کرنا اس دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں تو بڑا عذاب اُن کے لئے تیار۔ کیا ہی کیا ہے اے میری قوم تو خود بتا۔ کہ تجھے رسوائی چاہئے یا عزت تو ہی کہہ کہ تو ذلت و ناکامی کو پسند کرے گی۔ یا عزت و کامیابی کو۔ اس سے بھی بڑھ کر کیا تو دوزخ کا ایندھن ہونا منظور کرے گی۔ یا جنت کا مکین ہونا۔ خدا نے تیرے سامنے دو باتیں پیش کر دی ہیں جو چاہے تو لے لے۔ [illegible] آزمائش کی تدبیر کے واسطے اس زمانہ میں حضرت میرزا صاحب علیہ السلام تشریف لائے [illegible] قوم سوچ بچار اور غور سے کام لے۔ تو نے اگر یہ وقت کھو دیا تو پھر [illegible] پچھتائے گا۔

پس منجملہ دیگر اسباب زوال مسلمانان عالم یہ بھی ایک سبب ہے کہ ہم میں سے اتفاق و یکجہتی اُٹھ گئی ہے اور اتفاق کا لفظ ہی لفظ رہ گیا ہے۔ اے برادران اسلام اگر میں نے اس مضمون میں کچھ نزدیک کچھ تلخی سے کام لیا ہو تو معاف فرمانا۔ کیونکہ الحق مُر کڑوا ہے اکثر ناگوار ہوتی ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

بقیہ ایڈیٹوریل

مسلم انڈیا کی مقبولیت

رسالہ مسلم انڈیا بلاد مغرب میں اسلام کی جو خدمت انجام دے رہا ہے۔ ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں۔ ہندوستان میں بھی الحمد للہ کہ اس کی شہرت اور قدر و وقعت عام حامیان اسلام سے ہٹ کے بڑھ کر اب خواص اور طبقہ رؤسا تک بھی پہنچنے لگی ہے اور یہ اس کی آئندہ [illegible] کے لئے بہت ہی [illegible] ہے۔ چنانچہ [illegible] یقین ہے کہ اس کا حلقہ اثر انشاء اللہ روز بروز وسیع ہوتا جائیگا۔ چنانچہ عالیجناب نواب عماد الملک بہادر سید حسین بلگرامی بالقابہ نے حال میں ایک عنایت نامہ مکرمی خواجہ صاحب کی خدمت میں بھیجا ہے جس کا اقتباس انشاء اللہ آئندہ ہدیہ ناظرین کیا جائیگا۔ اس میں نواب صاحب ممدوح نے مسلم انڈیا کو بنظر استحسان دیکھا اور اس کے مضامین کی نسبت اظہار پسندیدگی فرمایا ہے اور نیز یہ رائے ظاہر فرمائی ہے کہ اس کی اشاعت اردو میں بھی ضرور ہونی چاہئے علاوہ ازیں حیدرآباد کی بعض قابل اور [illegible] خواتین اسلام نے بھی رسالہ کو بعد مطالعہ بہت مفید و ضروری اور مستحق تائید و اعانت قرار دیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک ✦

خلاصہ روئداد مقدمہ ماخوذین کانپور

۱۴ اگست کو یہ مقدمہ سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ ضلع پولیس کا ایک دستہ عدالت میں موجود تھا۔ مسٹر مظہر الحق نے جو ماخوذین کی طرف سے پیروکار ہیں حسب دفعہ ۵۲۹ ضابطہ فوجداری ماخوذین کی خواہش پر حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل سے مقدمہ ہذا کسی ایسی عدالت میں منتقل کئے جانے کی درخواست پیش کی۔ جو الہ آباد ہائی کورٹ کی بجائے کسی اور ہائی کورٹ کے ماتحت ہو۔ مسٹر موصوف نے جناب لاٹ صاحب صوبہ متحدہ کی آگرہ والی تقریر مورخہ ۱۲ اگست کا حوالہ پیش کیا۔ جس میں ہز آنر نے بعد افتتاح بعض ایسے اہم پہلوؤں کی نسبت اظہار رائے فرمایا جو زیر بحث ہیں۔ اور جس کا کسی قانونی عدالت سے فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ اور اسی لئے ماخوذین کے خلاف بہت قبل از وقت فیصلہ کیا اور بُری رائے قائم کر لی ہے۔ علاوہ ازیں ہز آنر نے موقعہ واردات کی طبعی حالت کو جو عدالت کو فیصلہ مقدمہ میں بہت مدد دے سکتی تھی بالکل تبدیل کر دیا ہے جس سے مقدمہ کی نہایت ضروری شہادت معدوم ہو گئی ہے اور ملزمین کو اندیشہ ہے کہ اس صوبہ کی عدالتیں جو ہز آنر کے ماتحت ہوں ان کے حق میں ہرگز پورا انصاف نہیں کر سکینگی۔ مسٹر مظہر الحق نے یہ بھی فرمایا کہ حضور [illegible] باجلاس کونسل کی خدمت میں جو عرضداشت بنا بر انتقال مقدمہ پیش کی جا رہی ہے وہ کلکتہ میں تیار ہو چکی ہے وکیل سرکاری نے اس درخواست کی مخالفت کی۔ اس پر مسٹر مظہر الحق نے ہز آنر کی آگرہ والی تقریر کا خلاصہ پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے پولیس کی نہیں بلکہ مسلمانوں ہی کی زیادتی ظاہر کی ہے نیز مسٹر موصوف نے جنون مذہبی کے الزام کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ہمارے مذہب کی توہین ہوتی ہے اور کہ ہز آنر کے اور خیالات بھی ایسے ہیں۔ جن کی لفظ بلفظ تردید ہو سکتی ہے۔ عدالت نے مسٹر مظہر الحق کے تمام دلائل کو جو بتائید درخواست دیئے گئے تھے افسوس [illegible] ناقابل تسلیم قرار دیا اور درخواست نامنظور کی بعدہ ۱۰۸ ملزمین نام بنام پکارے گئے۔ جن میں سے ۱۱ جن کی عمریں ۱۲ سال سے کم ہیں وکیل سرکاری کی درخواست پر رہا کر دیئے گئے ۲ ملزموں کی بابت جو زخمی ہونے کے سبب حاضری عدالت سے معذور ہیں التوائے مقدمہ کی درخواست منظور ہو گئی باقی کے مقدمہ کی سماعت کل کی پیشی میں شروع ہو جائیگی - ۱۵ اگست کی کارروائی۔ آج کی پیشی میں مسٹر باثر وکیل سرکاری نے کارروائی مقدمہ شروع کی اور پہلے اپنی تقریر میں اول سے آخر تک تمام واقعات متعلقہ کو ترتیب وار اسی رنگ میں دوہرایا جس رنگ میں تا حال سرکاری رپورٹیں شائع ہوتی رہی ہیں پھر کہا کہ سرکار محض شناخت یا زبانی شہادت پر کوئی بھروسہ نہیں کریگی بلکہ اس پر خیال کرے گی کہ جو آدمی گرفتار کئے گئے ہیں وہ اپنی جگہ سے نہیں ملے حالانکہ انہیں بار بار چلے جانے کو کہا گیا اور منتشر ہونے کے لئے کافی وقت بھی تھا لہذا پولیس نے زیر دفعہ ۱۴۷ و ۳۵۳ و ۳۳۳ ملزمین پر الزام قائم کیا۔ اسکے بعد شہادت استغاثہ شروع ہوئی سرکار کی طرف سے پہلی شہادت لالہ کشن سہائے بلدیہ کی گندہ [illegible] دوسری شیر احمد کوتوال شہر کی۔ پھر میونسپل انجینیر جو متنازعہ فیہ سڑک کی تعمیر کا ذمہ دار ہے۔ بیان کر کے کہ [illegible] ہوا کہ سڑک کا نقشہ اس کی نگرانی میں تیار ہوا اور بالکل صحیح ہے۔ گواہ [illegible] مقامات زیر بحث کے نشان بتلائے۔ بعد ازاں تعمدق حسین سب انسپکٹر کوتوالی کا بیان لیا گیا جس نے مجلم کو توالی مسجد کی طرف جانے اور سنگ باری کا نشانہ بننے وغیرہ کی تصدیق کی۔ اسکے بعد عبدالغنی سب انسپکٹر کے بیانات قلمبند کئے گئے۔ جسنے کہا کہ میں فساد کی خبر سن کر سیدھا موقعہ واردات پر پہنچا۔ اس وقت بندوقیں سر ہو رہی تھیں۔ آدمی بھاگ رہے تھے دیکھا کہ مسجد کے باہر بہت آدمی پولیس گھیرے میں زیر حراست میں نے اُن کی فہرست بنائی اور انہیں حوالات بھجوا دیا [illegible] شہادت استغاثہ کے گواہ [illegible] [illegible] تعمیر [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک بھر میں قیام امن کے لیے کوشش کرنا
(۲) گورنمنٹ کیساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلاء کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا
(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا۔
(۷) سیاسی تمدنی اخلاقی امور پر اسلامی نقطہ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

اخبار پیغام صلح لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی اے (آنریری)
ماسٹر احمد حسین فرید آبادی }

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ پے (تین روپے) ششماہی ... طلباء سے ...
(۳) نمونہ کا پرچہ مفت۔
(۴) قابل قدر نامہ نگاروں کو بلا قیمت
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاءاللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویئر ہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط و کتابت مینجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں۔ { احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور }

جلد ۱ | لاہور پنجشنبہ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱۹

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

بلغاریہ کی حالت (صوفیا۔ ۱۸ اگست) بلغاریہ کی حالت ... وقت طلب ہو جاتی ہے بلغاریہ والے اگرچہ عہدنامہ بخارسٹ کے مطابق ... جلدی جلدی اپنی جمعیت کو منتشر کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی نقل و حرکت میں رومانیوں کی وجہ سے بہت رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ جو اپنی رجمنٹوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ بہت سی ریلوں اور تار کے سٹیشنوں پر ابھی تک رومانیوں کا قبضہ ہے۔ وہ مفصلات میں مفرور جزوی نرخ پر سامان رسد خرید لیتے اور اپنا گذارہ کرتے ہیں۔

ترکوں کی پیشقدمی۔ بلغاریوں کی دوسری مصیبت یہ کہ ترک چاروں طرف سے آگے بڑھے چلے جا رہے ہیں اور دریائے مارٹزا سے بھی پرے کے دور دور مقامات پر قبضہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ بلغاریوں اور ترکوں میں رزم چھڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

مزید آثار تشویش (۔) یہ امر خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ مقدونیہ اور تھریس کے والنٹیر دستے جن میں تخمیناً بیس ہزار جوان ہونگے۔ اپنے گھروں کو واپس نہیں جا سکتے۔ ان کی رجمنٹیں بلغاریہ میں توڑی جا رہی ہیں۔ غالباً یہ لوگ چین سے نہیں بیٹھنے پائیں گے۔

رومانیا کے ولاسے بلغاریہ کو (صوفیا۔ ۱۹ اگست) رومانیہ نے بلغاریہ کو یقین دلایا ہے کہ اس کی فوجیں ۲۸ ماہ حال تک علاقہ خالی کر جائیں گی۔ باشندوں کے تمام نقصانات کی تلافی (تاوان سے) کر دی جائیگی اور ریلیں بھی کل حوالہ کر دی جائیں گی۔

توثیق عہدنامہ۔ (بخارسٹ۔ ۔) رومانیہ نے آج معاہدہ صلح کی توثیق کر دی۔

ترکی پیش قدمی سے انکار۔ (قسطنطنیہ۔ ۔) صدر اعظم دولت عثمانیہ نے زور کے ساتھ اس خبر کی تردید کی ہے کہ ترکی فوجیں بلغاریہ کے اصلی علاقہ تک بڑھ گئی ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کیا ہے کہ دریائے مارٹزا کے دائیں کنارہ اور ڈیموٹیکا نیز اس کے شمال میں چند دیگر جنگی مقامات پر البتہ قبضہ کر لیا ہے۔ نیز صدر اعظم ممدوح نے لکھا ہے کہ یہ قبضہ بھی دریائے مذکور کے دائیں کنارے کے برابر برابر جانے والی ریلوے کی حفاظت کے خیال سے کیا گیا ہے۔

متفقہ وفد لنڈن میں۔ (لنڈن۔ ۱۹ اگست) ایڈریانوپل سے ایک متفقہ ڈیپوٹیشن لنڈن پہنچا ہے۔ جس میں ترکی۔ یونانی۔ یہودی الغرض یکہ تمام مقامی اقوام کے نمایندے شامل ہیں ان کا مدعا یہ ہے کہ ایڈریانوپل ترکوں ہی کے پاس رہے اور وہ سب اس بارہ میں

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳ پر

(لندن ۱۸ اگست) چین کے سفراء جو یورپ کے مختلف پایہ تختوں میں متعین ہیں آج کل بمقام جنیوا ایک مجلس منعقد کر رہے ہیں۔ مدعا اس بارہ میں غور کرنا ہے کہ اس وقت کے معاملات خارجہ کا چین پر کیا اثر پڑیگا۔ نیز یہ غرض ہے کہ سفراء مذکور ریشن از ... یکجہتی سے کام کر سکیں۔ اس صلاح مشورہ میں چینی سفیر متعینہ لنڈن بوجہ کثرت کار شامل نہیں ہیں۔ آیندہ جمہوری سلطنت کا تسلیم کیا جانا اور قرضہ کا مسئلہ بھی زیر بحث ہے۔ لیکن اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ یہ جلسہ محض اپنے طور پر کر رہے ہیں۔ اور سفراء کو پیکن (پایۂ تخت چین) سے اس کے متعلق کوئی ہدایات نہیں پہنچی ہیں۔

پنجابی پلٹن کی واپسی (ہانگ کانگ ۱۸ اگست) کیسویں پنجابی پلٹن کے دو سو جوان کانٹن سے واپس آ گئے ہیں۔

ہولناک طوفان (۔ ۔) ہانگ کانگ میں آج ایک شدید طوفان باد آیا جس کی تیزی کی رفتار ایک سو پانچ میل فی گھنٹہ تھی۔ کئی روشنی کی کشتیاں تباہ ہو گئیں۔ ڈیڑھ سو آدمی ہلاک و غرقاب ہو گئے۔ جدید سمندری پشتے اور کئی مکانات مسمار ہو گئے۔ ماہی گیری کی کشتیاں اور پرانی وضع کی چینی کشتیاں بھی کئی برباد ہو گئیں۔

متفرق خبریں

اسلامیہ کالج پشاور یکم اکتوبر کو کھل جائیگا۔

اجمیر میں آج کل پانی کی بڑی کمیابی ہے۔

لکھنؤ کی رپورٹ شفاخانہ سے پایا جاتا ہے کہ وہاں اس وقت صوبہ بھر میں سب سے زیادہ ملیریا کا زور ہے۔

دوشنبہ گذشتہ کو بقول ٹریبیون ایک کابلی مال کے واقعہ کرنیل گنج سے متعلق پکڑا گیا ہے۔

کلکتہ کے بازاروں میں جیسا کہ قبل از وقت قیاس تھا طوفان باراں کی وجہ سے کوئلہ کی قیمت چڑھنی شروع ہو گئی ہے۔

ہندو کالج بنارس کے ٹرسٹی سر ایس سوبرامانیہ آئر نے عہدہ ٹرسٹی شپ سے استعفا دے دیا ہے۔

مدراس گورنمنٹ نے ۲۳ لاکھ روپیہ کے امپیریل تعلیمی عطیہ میں سے جس کی بجٹ میں منظوری ہو چکی ہے ۲۲ ہزار دو سو روپیہ اس واسطے منظور کیا ہے کہ ٹریننگ کی مدارس و درسگاہوں کے متعلمین کو دیا جائے اس رقم سے طالب زیر تعلیم (معلمی) کو وظیفے دیئے جائیں گے۔

الہ آباد کا ایک پیام برقی مورخہ ۱۶ اگست مظہر ہے کہ سر جیمز میسٹن ۱۸ ستمبر کو نینی تال سے روانہ انگلستان ہو جائیں گے۔

سرحد سے پایونیر کا ایک نامہ نگار ۱۶ ماہ حال کو تار خبر دیتا ہے کہ نواب دیر نے ایک لشکر کی فراہمی میں کامیابی حاصل کر لی ہے اور اب ممکن ہے کہ وہ اپنے بھائی میاں گل جان سے فیصلہ کے واسطے کوشش کرے۔ جو ابھی تک قلعہ و موضع دیر پر قابض ہے۔

کوہ مری کی سوسائٹی متعلقہ فنون لطیفہ اپنی نمائش ۱۵ و ۱۶ ستمبر کو منعقد کریگی

مہاراجہ جے پور نے دہلی کے زنانہ میڈیکل کالج کی اعانت کے لئے لیڈی ہارڈنگ بالقابہا کی خدمت میں ۳ لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم ارسال کی ہے

گورنر صاحب مدراس معلیڈی صاحبہ آیندہ منگل کو مدراس سے جہاز میں بیٹھکر روانہ کلکتہ ہونگے۔ ۲۹ کو کلکتہ پہنچکر ۳ تاریخ کو حضور وائسرائے سے ملاقات کرنے روانہ شملہ ہو جائیں گے۔ جہاں ممدوحین ۳ ستمبر کو پہنچ جائیں گے

دسمبر کے شروع میں بمقام مدراس کتوں کی ایک عظیم الشان نمائش ہونیوالی ہے

موسمی رپورٹ۔ مورخہ ۱۹ اگست سے ظاہر ہوتا ہے کہ بارش کا سلسلہ بدستور ٹوٹا ہوا ہے۔ کچھ قابل ذکر بارش صرف برہما اور شمالی مشرقی ہندوستان میں ہوئی ہے قریباً ہر جگہ ہوا معمول سے زیادہ خشک چل رہی ہے۔ پنجاب میں حرارت غیر معمولی بڑھی ہوئی ہے۔ دہلی۔ سرسہ۔ خوشاب۔ لدھیانہ۔ پشاور وغیرہ اکثر مقامات صوبہ ہذا میں مقیاس الحرارت ۱۰۰ درجے تک چڑھا ہوا ہے۔

بلغاریہ کو اطلاع دول کی صلاح (صوفیہ۔ ۱۹ اگست) بلغاریہ کو اطلاع دی گئی ہے کہ دول معظم اس بارہ میں صلاح مشورہ کر رہی ہیں کہ عہدنامہ لنڈن کا احترام ملحوظ رکھنے پر ٹرکی کو کس ترکیب سے مجبور کریں

ایتھنز میں جوش مسرت (ایتھنز۔ ۔) شاہ کے وارد ایتھنز پر بید جوش مسرت ظاہر کیا گیا۔ بازاروں میں خلقت کا ہجوم تھا۔ دعائیہ نعرے بلند کئے گئے کہ قسطنطین اعظم کی عمر دراز ہو۔ بلغاریوں کے قاتل کی عمر دراز ہو۔ شاہی جلوس گرجا میں گیا۔ جہاں قومی گیت گایا گیا۔ آخر جلوس روانہ محل ہوا۔ لوگوں کا بھیڑ بھڑکا ساتھ ساتھ خوشی کے نعرے مارتا گیا۔

علاقہ میکسیکو کے بازار میں ۱۹ اگست کو ایک ڈائنامیٹ کے اڑنے سے سو سے زیادہ عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے۔

قیصر جرمنی کی تقریب سالگرہ پر تاجداران آسٹریا ہنگری۔ جرمنی۔ باہمی اتحاد کے خیالات کی تجدید و توثیق کی۔

تحریک نماز جنازہ۔ حکیم سید حسام الدین صاحب نامہ نگار فالڈ ... [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد۱ مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۱۳ء نمبر۱۹

مساجد کا انہدام

معزز ناظرین! آج لیڈنگ آرٹکل کی جگہ ایک ایسا مضمون آپ کی نذر کیا جاتا ہے۔ جس کے مبحث سے زیادہ اہم اور قابل توجہ اس وقت مسلمانانِ ہند کی نظر میں کوئی بھی مسئلہ نہ ہوگا اور صاحب مضمون مشہور و معروف بزرگ قوم مکرمنا و مخدومنا جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان ہیں جن کے زورِ قلم کی دھاک اجارۂ مذہبی میں ماشاء اللہ یورپ و امریکہ تک بیٹھی ہوئی ہے۔ مولانا ممدوح ہماری تعریفوں سے مستغنی ہیں۔ لیکن مضمون کی نسبت ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ لاجواب ہے جو مسئلہ زیر بحث میں اب تک کسی قلم سے نہیں نکلا۔ یوں تو شروع سے اخیر تک اس کے نہایت معقول و مدلل زورِ دار ہونے میں کلام نہیں لیکن ابتدائی حصہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ جس میں قرآن کریم سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کو جب دشمنوں کے نرغہ اور مظالم سے تنگ آکر مدافعانہ طور پر بھی تلوار اٹھانی پڑی تب بھی اس نے مسیحی کلیساؤں اور مجوسی ہیکلوں اور تمام عبادت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ ہونے کے اعتبار سے مقدس و قابل ادب و احترام ٹھہرایا اور ان کی حفاظت کا اعلان پہلے ہی کر دیا۔ حالانکہ اسلامی مساجد کے بالمقابل ان میں خدا کی یاد جتنی اور جیسی کچھ ہوتی تھی اور اب تک ہوتی ہے مسلمانوں کی نمازوں اور [illegible] تعلیم کی [illegible] ایڈیٹر

ہر ایک مذہبی عبادت گاہ کی حفاظت ہر ایک نظام حکومت یا گورنمنٹ کا پہلا فرض ہے اور اس بارہ میں اسلام سے بڑھ کر کسی مذہبی مقدس کتاب میں واضح تعلیم نظر نہیں آتی۔ تعجب یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے اسلام کو جس اعتراض کا نشانہ بنایا ہے یعنی یہ کہ وہ دوسرے مذاہب کے وجود کو بزور شمشیر دنیا سے نابود کرنا چاہتا تھا اسی کے برخلاف قرآن شریف میں نہایت کھلی کھلی تعلیم موجود ہے۔ کیونکہ جہاں سب سے پہلے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ وہیں اس بات کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ ان جنگوں کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ تا کل مذاہب کی عبادت گاہیں ظالموں کی دست برد سے محفوظ رہیں اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔ (الحج - ۳۹-۴۰)

جن لوگوں کے ساتھ جنگ کیا جاتا ہے۔ اب ان کو بھی اجازت دی جاتی ہے اور اللہ انہیں مدد دینے پر پورا قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور جن کا قصور سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے کے روکنے کا ذریعہ نہ بناتا تو عیسائیوں کے صومعے اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت یاد کیا جاتا ہے ضرور تباہ کر دیئے جاتے۔ عرب میں صرف تین ہی گروہ تھے۔ جن کے عبادت خانے تھے یعنی عیسائی یہودی اور مسلمان اور مشرکین عرب اس وقت صرف اسلام کی بیخکنی کے درپے تھے مگر مسلمانوں کو جب ان لوگوں کے مظالم کی روک تھام کی اجازت دی جاتی ہے۔ تو کیسی عجیب بات ہے کہ صرف مساجد ہی کی حفاظت اصل غرض نہیں بتائی جاتی۔ بلکہ باوجود اس کے کہ مساجد کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ ان میں اللہ کا نام بہت لیا جاتا ہے۔ جو درحقیقت ایک پیشگوئی تھی۔ کہ جس قدر اللہ کا نام مسلمانوں کی مسجدوں میں لیا جائے گا اس قدر کسی اور مذہب کی عبادت گاہ میں نہ لیا جاویگا۔ مگر باوجود اسلام کی اس معابد کی حفاظت کا کام کیا گیا ہے۔ مقدم ذکر عیسائیوں کے صومعوں اور گرجوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں کا ہے یہ اس مذہب کی تعلیم ہے جسے یہ الزام دیا جاتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کو بزور شمشیر دنیا سے نابود کرنا چاہتا ہے (یا چاہتا تھا کیونکہ اب تو الزام دینے والے خود اس مذہب کو بزور شمشیر دنیا سے نابود کرنا چاہتے ہیں)۔

کانپور کی مسجد کے ایک حصہ کے انہدام سے جو مصائب مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے ہیں وہ بجائے خود ایک علیحدہ مضمون میں تفصیل کے محتاج ہیں مگر ایک امر جسے غالباً ہر مسلمان نے نوٹ کیا ہوگا ایسا حیرت انگیز ظاہر ہوا ہے کہ جس کا آجتک مسلمانوں کو وہم بھی نہ تھا اور وہ یہ امر ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے ذمہ وار عہدیدار باوجود اس مذہبی آزادی کے جو گورنمنٹ کی طرف سے رعایا کے ہر فرقہ کو حاصل ہے مساجد کے گرانے میں ادنیٰ تامل سے بھی کام نہیں لیتے۔ معمولی عمارتوں کے بنانے کے لئے معمولی راستوں کے نکالنے کے لئے یا اور نہایت معمولی ضروریات کے لئے مساجد کا انہدام نہایت معمولی طریق پر تجویز کر دیا جاتا ہے گویا کہ وہ بلحاظ عبادت گاہ ہونے کے کسی خاص رعایت کا استحقاق نہیں رکھتیں جو دوسری عبادت گاہوں کو حاصل ہے۔ کانپور کا قصہ شروع ہوئے ابھی بمشکل دو ہی ماہ گذرے ہیں۔ کہ اسی عرصہ کے اندر ذیل کی مساجد گرانے کی تیاریاں ہوئیں اور بعض جگہ مساجد گرا بھی دی گئیں۔ یعنی دہلی میں ایک مسجد۔ لاہور میں دو مسجدیں۔ کراچی میں ایک مسجد۔ یہ چار مسجدیں ہیں جن میں سے دو تو تجویز ہو کر گرا بھی دی گئیں۔ گو شور ہونے پر پھر بنوا دی گئیں اور دو کے متعلق مسلمانوں کی معذرات پر صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے بیدار مغزی سے کام لیکر اُن کے گرانے کا حکم منسوخ کر دیا۔ ان چار مسجدوں کے علاوہ ایک [illegible] آگرہ سٹیشن میں بھی گرانے کا اخبارات میں ذکر آیا تھا مگر بعد میں پھر اس کا کوئی چرچا نہیں ہوا اس لئے یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں بھی کوئی مسجد شہید ہوئی یا نہیں۔ لیکن اس کو چھوڑ کر بھی علاوہ کانپور کے مسجد کے انہدام کے دو ماہ کے عرصہ میں چار اور مساجد گرائی گئیں یا گرانے کی تجویز ہوئی۔ جہاں کانپور کی مسجد کے انہدام کا واقعہ مسلمانوں کے لئے بہت سی مصائب کا موجب ہوا۔ وہاں اس کی ایک برکت بھی سمجھنی چاہئے کہ اس کی بدولت مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا۔ کہ وہ اپنی مساجد کی حفاظت کے لئے کوشش کریں اور گورنمنٹ کو جس کے ذمہ وار عہدیداران کا یہ فرض تھا کہ وہ خود اس امر کو محسوس کرتے۔ کہ کسی قوم کی عبادت گاہوں کو گرانا اس کی مذہبی آزادی کی جڑھ کو کاٹنا ہے۔ یہ توجہ دلا دیں کہ مساجد پر جو یہ ظلم ایک ایسی مہذب اور بیدار اور غیر طرفدار گورنمنٹ کے نیچے ہو رہا ہے اسے آئندہ کے لئے روکا جائے یہ تو خیال میں نہیں آسکتا۔ کہ یہ مساجد کا انہدام کوئی نیا واقعہ ہے جو ابھی شروع ہوا ہے بلکہ باوجود اس قدر شور کے جو کانپور کی مسجد کے متعلق ہوا انہیں ایام میں اس قدر مساجد کا گرایا جانا یا گرائے جانے کی تجویز ہونا صاف بتاتا ہے کہ گورنمنٹ کے حکام سول سروس کے افسران کو مطلقاً اس بات کا خیال بھی نہیں کہ مسجد کا گرایا جانا کوئی بڑا امر ہے بلکہ وہ ایک ادنیٰ ضرورت کے لئے مسجدوں کے گرانے کی مطلقاً پروا نہیں کرتے۔ معلوم نہیں اس سے پہلے کتنی مسجدیں گرائی گئی ہونگی اور مسلمانوں کے خوابِ غفلت میں پڑے رہنے اور حکام گورنمنٹ کی لاپرواہی سے انکا کسی کو علم بھی نہ ہوا ہوگا۔ پس اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ کانپور کے واقعہ ہائلہ نے مسلمانوں کو اور امور کے لئے نہیں تو کم از کم اپنی مساجد کی حفاظت کے لئے بیدار کر دیا ہے اور ادھر مسٹر ٹائلر کی غلطی نے دوسرے ذمہ وار حکام کو متنبہ کر دیا ہے کہ وہ اس قسم کی غلطی نہ کریں۔ پس ان مصائب کو نرے مصائب ہی نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ ان کے نیچے ایک برکت بھی ہے اور جن اخبار نویسوں نے گورنمنٹ اور پبلک کو اس واقعہ کی طرف توجہ دلا کر آئندہ انہدام مساجد سے حفاظت کے لئے ایک راہ پیدا کر دی ہے ان کا درحقیقت گورنمنٹ پر قوم پر ملک پر بڑا بھاری احسان ہے۔ جس کے لئے کم از کم جملہ مسلمانوں کو ان کا مشکور ہونا چاہئے جزاہم اللہ عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء ہاں اگر کسی اخبار نویس یا واعظ یا لیکچرار نے خلاف قانون کوئی کارروائی کرنے کا مشورہ دیا ہے تو ایسے شخص سے کم از کم ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جہاں تک کانپور کی مسجد کا سوال ہے میں نہیں سمجھتا کہ سر جیمس میسٹن کیسے اچھے امر کے لئے جو گورنمنٹ کی کوئی اشد ضرورت بھی نہیں کہلا سکتی اپنی غلط [illegible] پیدا [illegible] حکام کی غلطی سے پیدا ہوئی ہے اڑے رہیں۔ شرک [illegible] بالکل نا ممکن تھا کہ اس میں بیس یا پچیس سات فٹ کا خم نہ آ جائے۔ ایسی ضروریات میں سے قطعاً نہیں جن کے پورا ہوئے بغیر گورنمنٹ کا کوئی کام رکا ہوا ہے کانپور سے بڑھ کر شہر یا [illegible]

نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اگر اتنی جگہ ہم دیکر گورنمنٹ مسجد کے اس حصہ کو از سر نو تعمیر کرا دے تو یہ گورنمنٹ کی مذہبی غیر طرفداری اور انصاف گستری کی ایک بین شہادت آنے والی نسلوں کے لئے موجود رہیگی ایک طرف مرتبہ ایک عام گذرگاہ کی سیدھ کا خیال اور دوسری طرف ایک مقدس عبادت گاہ کا گرایا جانا جس میں پانچ وقت اللہ کا نام بلند ہوتا ہے ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور سڑک کی سیدھ کو دوسرے سوال کے مقابلہ میں قطعاً کوئی وقعت حاصل نہیں جو ایک صوبہ کا لفٹنٹ گورنر بھی اس بات پر اڑا رہے اور رہگذر کی سیدھ کے مقابل جو خود پبلک کے کام آتی ہے۔ سات کروڑ اہل اسلام کے مذہبی خیالات کو وہ صدمہ پہنچا دے۔ جسکا نشان مدتوں تک مٹنے میں نہیں آئیگا۔ مجھے آج تک وہ منطق سمجھ میں نہیں آئی۔ جس کی رو سے حصہ منہدمہ کو مسجد سے خارج سمجھا جاتا ہے ۹۔ فٹ چوڑا چبوترا اور برآمدہ وضوخانہ کا کام دینے کے لئے بہت بڑی بڑی مساجد میں بھی نہیں۔ ہز آنر کو شاید معلوم نہ ہو کہ مسلمان بیٹھ کر وضو کرتے ہیں اور اس کے لئے دو فٹ چوڑی جگہ سے زیادہ جگہ درکار نہیں۔ پھر اگر لیٹ کر وضو کرنیکا بھی رواج کانپور میں خاص ہو اور مسٹر ٹائلر نے لفٹنٹ گورنر کو یہ یقین دلا یا ہو۔ تو بھی چھ فٹ چوڑی جگہ کافی تھی۔ ہمیں حیرت ہے کہ نو فٹ چوڑا برآمدہ کس طرح پر سارے کا سارا وضوخانہ کا کام دے سکتا تھا علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ نالی اس برآمدہ کے انتہائی شرقی حصہ میں پائی جاتی ہے۔ پس اس صورت میں تو صاف طور پر بقیہ جگہ مسجد کے اندر شامل ہونی چاہئے۔ جوتیوں سمیت اس برآمدہ میں جانے سے مسلمان انکار کرتے ہیں اور ہر ایک مسلمان کا جسے کسی مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہو یہ تجربہ ہوگا۔ کہ جوتیاں وضو کی نالی سے مشرق کی طرف اتاری جاتی ہیں۔ اور ایسی مسجد آج تک کوئی نہیں دیکھی گئی۔ جس میں وضو کی نالی کے دوسرے پار بھی لوگ جوتیاں پہن کر جاتے ہوں۔ ہاں جوتی اتار کر ایک خاص صورت میں بیشک مسجد کے اندر کہیں بھی رکھی جا سکتی ہے اور یہ دستور سب مساجد میں ہے۔ ایسی صورت میں جوتیوں کا ڈھیر جہاں ہو وہ جگہ مسجد سے خارج نہیں ہو جاتی۔ تعجب ہے کہ مسٹر ٹائلر اب تک اس غلطی سے نکلنا پسند نہیں کرتے۔ اور مرغی کی ایک ہی ٹانگ کا راگ سات کروڑ نہیں نہیں کروڑ مسلمانوں کے تجربہ کے خلاف الاپا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں میں یہ بھی کہونگا۔ کہ وضو کی نالی سے جو حصہ شرق کی طرف ہو۔ وہ بھی محض اس بنا پر مسجد سے خارج نہیں ہو جاتا کہ وہ وضو کی نالی سے ادھر ہے یا وہاں لوگ جوتیاں پہنے چلے جاتے ہیں یا امر خاص حالات پر منحصر ہوتا ہے اگر سر جیمس میسٹن کو اس بات کا یقین نہ ہو۔ تو کم از کم ایک نظیر تو میں نہایت ہی کھلی انہیں بتا سکتا ہوں جس کے متعلق وہ اپنی خفیہ پولیس کی فوج میں سے ایک آدمی کو بھیجکر اطمینان کر سکتے ہیں۔ قادیان کی عظیم الشان جامع مسجد جس میں ڈیڑھ دو ہزار آدمی نماز پڑھ سکتا ہے اس کے وضو کی نالی اس کے صحن کے عین وسط میں موجود ہے اور نالی کے شرقی حصہ صحن میں جس کی چوڑائی بیس فٹ سے کم نہیں نمازی برابر جوتیاں پہنے جاتے ہیں صرف اس وقت جبکہ مجمع عظیم الشان ہوتا ہے سارے صحن میں صفیں بچھا دی جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ڈپٹی کمشنر اس خیال پر کہ اس حصہ میں لوگ جوتیاں لے جاتے ہیں۔ یا وضو کی نالی اس حصہ کے مغرب کی طرف ہے اسے مسجد سے خارج سمجھے۔ تو وہ سخت غلطی کا ارتکاب کریگا پھر جبکہ کہ خاص حالات ہوتے ہیں مسٹر ٹائلر کا اور اگر ان سے غلطی ہوئی تھی تو لفٹنٹ گورنر صاحب صوبجات متحدہ کا بحیثیت ان کا اعلیٰ افسر ہونے کے میموریل کے فیصلہ سے پہلے فرض تھا۔ کہ علمائے کانپور سے یہ فتویٰ حاصل کرتے۔ کہ یہ حصہ مسجد میں شامل نہیں۔ لیکن جب علماء ہی شور ڈال رہے ہوں کہ یہ حصہ عبادت گاہ میں شامل ہے تو کلکٹر صاحب کا اور کلکٹر پر ایمان لا کر لفٹنٹ گورنر صاحب کا یہ کہدینا کہ وہاں جوتیاں سمیت لوگ چلے گئے تھے اس لئے اسے بزور تیشہ گرا دینا جائز ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کی مذہبی پالیسی کو ہمیشہ کے لئے بدنام کرنے کے لئے کافی ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ کانپور کی مسجد کے متعلق بصاف طور پر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ لفٹنٹ گورنر صاحب اس غلطی کی اصلاح کر دینگے اور ممکن ہے اس مضمون کے چھپنے تک کوئی ریزولیوشن شائع ہو بھی جائے۔ لیکن سوال تو مساجد کی عامہ حفاظت کا ہے اور اس کے لئے جس قدر شور ہوا وہ بھی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے اہل اسلام کو کوئی عمدہ تجویز اختیار کرنی چاہئے جس سے آئندہ کے لئے یہ سلسلہ انہدام مساجد بالکل رک جاوے اور اس کی صورت صرف یہی ہو سکتی ہے۔ کہ سب مسلمانوں کی طرف سے ایک میموریل گورنمنٹ ہند [illegible]

کہ آئندہ کسی مسجد کے گرائے جانے کی تجویز نہ کی جاوے اور جو افسر اس سرکلر کی تعمیل نہ کرے اس سے باز پرس کی جاوے۔ یہ صورت معاملات کہ افسر خاموشی سے ایک مسجد کے انہدام کی تجویز کر دیا کریں۔ اور پھر مسلمانوں کے شور ڈالنے پر یا کسی فساد کے بعد اور نقصان مال و اتلاف جان کے بعد اس کی اصلاح ہو جایا کرے ایک نہایت ہی ناقابل اطمینان صورت معاملات کی ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان ممبر وائسرائے کی کونسل کا یہ سوال اٹھاوے کہ حکومت انگریزی کے ہندوستان میں آنے کی تاریخ سے پبلک عمارتوں یا سڑکوں کی خاطر کتنے گرجا گھر گرائے گئے ہیں اور پھر دو تین ماہ میں کس قدر مساجد گرائی گئیں یا گرانے کی تجاویز ہوئیں۔ تو اس سے پتہ لگ جاویگا کہ مساجد کی کس قدر بے حرمتی ہو رہی ہے گو مسلمانوں کی اپنی غفلت اس کی بہت حد تک ذمہ وار ہے مگر گورنمنٹ کو بھی تو اپنا فرض پہچاننا چاہیئے اور یہ غور کرنا چاہیئے کہ کیوں مساجد اور گرجا گھر کی ایک حیثیت قرار نہیں دی جاتی۔ حالانکہ گرجا گھر کا دروازہ تو صرف اتوار کے دن باجہ اور سرمن کے لئے کھلتا ہے اور مساجد میں شاید کوئی ہی وقت خالی گذرتا ہو۔ جب اللہ تعالے کا ایک بندہ جبین نیاز زمین پر رکھے ہوئے اسکی یاد میں مصروف نہ ہو اور کم از کم پانچ وقت تو اذان کے پاک کلمات ضرور ہی دہرائے جاتے ہیں اور پھر ایک گروہ کا گروہ اکٹھا ہو کر اللہ کے آگے جبینوں کو زمین پر رگڑتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر تقدس کے خیال سے اللہ تعالے کا نام ان مقامات میں لئے جانے کے خیال سے ان مقامات کی حفاظت ضروری ہے اور حقیقی بات یہی ہے تو ایک عظیم الشان گرجا بھی ایک چھوٹی سی مسجد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کیا ظلم ہے کہ کسی گرجا گھر کو گرا کر وہاں سڑک بنانے کی تجویز تو ہم نے آج تک نہیں سنی۔ لیکن مساجد کو اتنی وقعت بھی نہیں دی جاتی۔ جتنی نوشیروان نے ایک بڑھیا کے گھر کو دی تھی۔ مانا ہم مسلمان بہت کمزور ہیں ضعیف ہیں ہماری آواز گورنمنٹ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ مگر ہمیں اس بڑھیا کے برابر ہی وقعت دی جاوے اور وہ گورنمنٹ جو عدل و انصاف میں نوشیروان کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتی۔ اپنی ذمہ داری پر خیال کرے۔ میں خود اس بات کا قایل ہوں اور ہمیشہ اسی پر عمل پیرا رہا ہوں۔ کہ اپنی شکایات کو مودبانہ طور پر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کرنا چاہیئے۔ مگر آخر گورنمنٹ کو بھی تو اپنا فرض شناخت کرنا چاہیئے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ گورنمنٹ کے حکام اندھا دھند جو چاہیں کئے جاویں اور مسلمان خاموش بیٹھے رہیں آخر علاوہ احکام سے داد رسی کا جو طریق اس گورنمنٹ نے خود جاری کر رکھا ہے اور جس کے بغیر اس کے دروازہ سے چارہ جوئی نہیں ہو سکتی اسپر اگر مسلمانوں نے قدم مارا۔ تو کونسا گناہ کیا۔ کہ اخباروں کی ضمانتیں لے کر اب سطرح منہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ابھی وقت ہے کہ گورنمنٹ ادہر توجہ کرے۔ ہم خود بھی اللہ تعالے کا شکر کرتے ہیں اور گورنمنٹ کو بھی کم از کم اللہ تعالے کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کہ ان کی ساڑھے سات کروڑ رعایا کے کسی حصہ میں ابھی تک اگر کوئی خلاف قانون جوش بھی ہے تو وہ کھلم کھلا ہے۔ جس کا انسداد نہایت آسان ہے اور ریب سازی یا انارکی کے مخفی امراض سے اس قدر بڑا حصہ اس کی رعایا کا اپنی مذہبی تعلیم کے سبب بالکل پاک ہے ہم امید کرتے ہیں کہ مسلم لیگ یا کوئی دوسری انجمن انہدام مساجد کے انسداد کے لئے باضابطہ کارروائی کرے گی۔ یا کم سے کم کوئی مسلمان ممبر جناب لاٹ صاحب کی کونسل کا ہی اس سوال کو اٹھا کر اس کے انسداد کی کوشش کرے گا۔

مسجد کانپور کے بارہ میں لاٹ صاحب کا جواب صاف

۱۱ر اگست کو صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے سربرآوردہ مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر سر جیمز میسٹن لفٹنٹ گورنر صوبہ مذکورہ کی خدمت میں بسرکردگی راجہ صاحب محمود آباد حاضر ہوا۔ اور مسجد کانپور کے معاملہ میں ایک اڈریس پیش کیا جس میں بڑے ادب سے ضروری واقعات متعلقہ دہرا کے اصل معاملہ کے تمام اہم پہلو دکھلائے۔ اور معقول وجوہ استحقاق جتلا کر مراحم خسروانہ سے اپیل کر کے بکمال ادب و عقیدت عاجزانہ التجا کی گئی تھی۔ کہ مسجد کا حصہ منہدمہ دوبارہ تعمیر کرا دیا جائے۔ اس کار ثواب کے لئے مسلمان حضور کے دعا گو رہیں گے اور تمام موجودہ بے چینی دور ہو جائیگی۔ اس عرضداشت میں اظہار مدعا سے قبل مگر تفصیل واقعات کے اخیر میں یہ بھی گذارش کر دیا تھا کہ ۳ر اگست سے پہلے ہی ہم لوگ حضور والا میں پیش ہونے کی تجویز کر رہے تھے اور کہ تاریخ مذکورہ کے ناگوار واقعات کا ہمیں سخت افسوس ہے اور بجز اظہار افسوس ان رنجدہ واقعات کی تفصیل سے بھی ہم حضور کی سمع خراشی نہیں کرنا چاہتے کیونکہ معاملہ بغرض تفتیش عدالت میں جا چکا ہے اور ہمیں قوی امید ہے کہ حضور والا ہماری اس عرضداشت کے فیصلہ پر ان واقعات کا کچھ اثر پڑنے نہ دیں گے

اس کے جواب میں ہز آنر نے جو کچھ فرمایا۔ اس میں اگرچہ بہت کچھ جرح قدح کی گنجائش ہو۔ لیکن ہم یہاں صرف اس کے اہم تر حصہ کا ترجمہ دینے پر اکتفا کرتے ہیں جو یہ ہے کہ:۔ اگر اب سے چند ہفتے قبل آج کی طرح ملنے اور امر زیر بحث پر تبادلہ خیالات کرنے کا اتفاق پڑتا تو میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ نتیجہ کیا کچھ نکلتا لیکن چونکہ ۳ر اگست کے واقعات نے نقشہ ہی بدل دیا ہے اس واسطے مجھے افسوس ہے کہ اب کوئی ایسا حکم دینا **ممکن نہیں** (جو حصہ منہدمہ کی از سرنو تعمیر کے لئے ہو) میرا یہ افسوس محض نمائشی اور ضابطہ کا نہیں بلکہ ان وسیع اصولوں فرمانروائی کی بنا پر ہے۔ جن کا دارومدار آئین ملک داری اور نظام حکومت و سیاست کے رکھ رکھاؤ پر ہے اور اگر اس میں ذرا بھی غفلت کی جائے۔ تو بڑی بدنظمی و ابتری پھیل سکتی ہے۔ لہذا گورنمنٹ کے واسطے یہ امر محال ہے کہ (رعایا کے) اظہار قوت کو مان لے۔ یا قرائن سے بھی ایسا معلوم ہونے دے کہ وہ رعایا کی طاقت سے متاثر ہو کر دب گئی ہے آپ لوگ جانتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ آپ کے مقامات مقدسہ کی دشمن نہیں۔ جو خواہ مخواہ انہیں تباہ کرے برخلاف ازیں اس نے بہت سی قابل فخر اسلامی یادگاروں کی حفاظت۔ واگذاری اور تزئین کی ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کے دل پاش پاش ہو گئے ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ کس چیز نے انہیں زخمی کیا؟ آیا گورنمنٹ کے کسی فعل نے یا رعایا کی قانون شکنی نے؟ اب جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کا ازالہ تمہارے ہاتھ ہے۔ پس آپ لوگ مسلمانوں کو اصل واقعات سے آگاہ کریں۔ اور ان کو جتلائیں کہ گورنمنٹ تمہاری ترقی و بہبودی چاہتی ہے۔ اس پر تم کو اعتماد رکھنا چاہیئے۔

سابقون بالخیرات

شیخ فضل احمد صاحب حکیم۔ کھڈہ مونی ضلع گجرات سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مبلغ ۱۵ر کا منی آرڈر ارسال خدمت کیا جاتا ہے۔ یہ رقم عاجز نے دیہات سے تھوڑا تھوڑا کر کے خدمت دین کے لئے جمع کی ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کی خدمت میں بھیجی جائے۔" خدا تعالیٰ آپ کی مخلصانہ ہمت میں برکت دے اور اس اعانہ خیر کی احسن جزا دے **ہمیں تعجب اور افسوس تھا**۔ کہ ۷ر اگست کی اشاعت سے اب تک جس میں اس جدید عنوان پر سب سے پہلی رپورٹ دی گئی تھی۔ پندرہ بیس روز کے عرصہ میں اور کسی صاحب کو اس طرف توجہ نہیں ہوئی لیکن الحمد للہ کہ آخر شیخ صاحب نے یہ مہر سکوت توڑی اور امید ہے کہ اب یہ سلسلہ انشاء اللہ جاری رہیگا۔

ریویو

بقاء نبوت فی خیر امت ۲۸ صفحہ کا ایک قابل قدر رسالہ ہے۔ جس میں میر قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق دہلی نے مسئلہ ختم نبوت پر بڑی شرح و بسط سے بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کی ذات بابرکات جملہ اولین و آخرین سے افضل ہے اور آپ کی غلامی و کامل پیروی سے ایک امتی بھی انبیاء بنی اسرائیل کی مانند شرف مکالمہ و نبوت غیر تشریعی سے مشرف ہو سکتا ہے۔ قیمت ۴ر

مولوی صوفی غلام رسول صاحب ذوالفضل راجیکی

کی علالت کی اطلاع اور دعا کی تحریک کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوئی تھی۔ اب بہت دنوں سے مولوی صاحب کی کوئی خیر خبر نہیں سنی گئی۔ برادر تاج الدین صاحب لیو برینڈی اسسٹنٹ موحید دروازہ لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے کئی خطوط ارسال کئے ایک کا جواب نہیں ملا۔ خدا را اب تو مولانا صاحب خود یا کوئی اور بھائی جنہیں حال معلوم ہو مطلع فرما کر احباب کی تشویش رفع فرمائیں۔

مبارک

یہ خبر حلقہ احباب میں خاص مسرت سے سنی جائیگی کہ حاجی شیخ فتح محمد صاحب رئیس میونسپل کمشنر امرتسر کو حال میں آنریری مجسٹریٹی کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ حاجی صاحب باوجود ذاتی کاروبار کی مصروفیت کے رفاہ عام کے کاموں اور قومی ہمدردی کی اغراض میں خاص دلچسپی لیتے ہیں سقائی کمیٹی کو ہر سال معقول امداد مرحمت فرماتے ہیں۔ انجمن ترقی تعلیم کے مہتمم ہیں غرض آپ کے اوصاف ہر طرح آپ کو اس منصب کا اہل ٹھہراتے ہیں خدا تعالیٰ حاجی صاحب کو یہ جدید اعزاز سازگار کرے۔ تقویٰ و اخلاص کے ساتھ خدمت خلق اللہ کی توفیق بخشے۔

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

(ترجمہ مسلم انڈیا)

یعنی خواجہ کمال الدین صاحب بالقابہ کا وہ لکچر جو آپ نے بمقام کیمبرج دہریہ سوسائٹی کے روبرو دیا۔

جناب پریسیڈنٹ صاحب لیڈیز اور جنٹلمین!

سب سے پہلے مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ آپ نے مجھے یہ عزت دی ہے کہ آپ جیسے معقول پسند لوگوں کو خطاب کرنیکا مجھے موقعہ ملا ہے ایک طرح مجھے ان اصولوں سے بھی ہمدردی ہے۔ جو آپ کی کلب کے محرک ہیں اس کلب کی بنیاد آخر ان تقاضوں پر رکھی گئی ہے جو ہم میں ہماری **عقل** اور قوت استدلال نے پیدا کر رکھے ہیں اور انسان آخر معقول پسند وجود بنایا گیا ہے ہم (بظاہر) بعض فوق العقل باتوں کو مان بھی سکتے ہیں۔ لیکن جو باتیں **عقل** ہی سے خارج ہوں وہ کوئی کس طرح مان سکتا ہے۔ میں یہ تو قبول کر سکتا ہوں۔ کہ ہم میں سے سارے کے سارے ہر ایک امر کو عقل و استدلال کی بنیاد پر سمجھنے کے قابل بھی نہیں ہوتے۔ لیکن کسی کا کیا حق ہے۔ کہ ہم سے بعید از عقل امور۔ یہ کہکر کہ یہ راز ہیں۔ منوانے کی کوشش کرے۔ خصوصاً ایسے نزشیدہ اصول ہم کیوں تسلیم کریں جن کا زندگی پر بھی کوئی اثر نہ ہو۔ آخر مذہب ہے کیا؟ ایک دستور زندگی۔ جو ہمیں نفع رساں۔ جو ہمارے قویٰ اور ہماری استعدادوں کی تہذیب و تعدیل و نشوونما میں ممد ہو۔ بیشک یہ ہمیں ایسے عقاید کا رکھنا تعلیم کرے۔ جو ہمیں اس دستور زندگی کے اختیار کرنے کے لئے تحریک کر دیں۔ بیشک یہ ہم کو بعض روزانہ اعمال کی ہدایت کرے۔ جو ہمیں اس دستور زندگی کے لئے طیار کریں ان امور کے علاوہ اگر مذہب مجھے تعلیم کرنا چاہتا ہے۔ تو میں اس مذہب کا کبھی قایل نہیں ہوا۔ مجھے تو ایسا مذہب نہیں چاہیئے۔ جو مجھے باتیں تو وہ منوائے۔ کہ جن کا اثر میری زندگی پر نہ ہو۔ اور روزمرہ زندگی کے آئین و دستور کے لئے مجھے مجھ پر چھوڑ دے۔

صاحبان! مجھے یہ کہنے کے لئے معاف فرماویں۔ کہ اس سیلاب لٹریچر کے ہونے پر بھی جو یہاں پریس مطابع سے یہاں نکلتا ہے اور اب ہی حصول علم کی اس سچی خواہش پر بھی جو مغرب میں نظر آتی ہے اسلام اس وقت بھی غلط واقفیت یا غلط بیانی کے پردہ میں مستور ہے۔ بدقسمتی سے تثلیث (اسلام زندہ مذہب معقولیت) نے اور خدا کا مفہوم مغرب میں کے مروجہ عقائد سے لیا اور یہ امر طبعی تھا کہ وہ مذہب اور خدا سے بیزار ہو جاوے۔ خود میری رائے لے لیجئے میں منکر ہستی باری تعالیٰ ہونا اس خدا پر ایمان لانے سے بہتر سمجھتا ہوں جس کے اوصاف و اخلاق کا ظہور جینی دکھلاتی ہیں اور صلیب پہنچواتی ہیں اس عرفان کے مقابل تذبذب تشکک کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ جو یورپ میں علم الہیات کی بعض کتابوں میں تعلیم ہوتا ہے۔ لیکن آپ یقین کر لیں کہ اسلام اور مقدس کتاب اسلام یعنی قرآن نے مجھ پر مذہب کی ضرورت روشن کر دی ہے یہ مجھ پر ثابت ہوا ہے کہ اگر میں سوسائٹی کا مفید ممبر بننا چاہوں یا ایک اچھا اہل شہر بننا پسند کروں۔ تو پھر مجھے کسی خاص آئین و دستور کی ضرورت ہے۔ مجھے چند ایسے عقاید کی بھی احتیاج ہے۔ جو اس آئین و دستور پر چلانے کی تحریک کریں۔ کیونکہ ہمارے کل کے کل کاروبار و اعمال کسی نہ کسی ایمان و یقین پر مبنی ہوتے ہیں آج آپ کا یہ یقین و ایمان کہ میں یہاں کچھ بیان کرونگا۔ آپ کو یہاں لے آیا ہے۔ ایسا ہی مجھے بعض روزانہ شغلوں اور عملوں کی بھی ضرورت ہے۔ جو مجھے ان عقاید سے ملحق کر دیں اور مجھے آئین زندگی پر چلنے کے قابل کر دیں۔ القصہ میں ایک قانون یا شریعت کا محتاج ہوں۔ جس پر چلنے سے میرے مضمر قویٰ فعل میں آجاویں اور میری استعدادیں ظہور پذیر ہو جاویں اور میں اس لئے ان اعمال و عقاید کو بھی چاہتا ہوں۔ جو مجھے اس شریعت اور قانون پر قایم کر دیں۔

میرا آج کا لیکچر۔ جیسے مجھے بتلایا گیا ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے عقاید کا تقابل چاہتا ہے۔ اس لئے میرے موضوع سے شاید یہ دور ہو کہ میں ان مذاہب کے متقابلہ عقاید پر کوئی سلسلہ دلایل شروع کر دوں۔ استدلال کو اس حد تک برتا ہے۔ جو میرے بیان کے واضح اور پر اثر کرنے کے لئے ضروری ہوں مسلمان اور عیسائی دونوں ہستی باری تعالیٰ کے قایل ہیں میں اس بنیاد پر چلونگا اور حتی الوسع سادے بیان کرنے پر قناعت کرونگا۔ ان مبادی باتوں کے بجواب میں

اسلام اور اصول اسلام کا مقابلہ عیسائیت سے

اسلام اپنے لفظی معانی اور اپنے مفہوم کے رو سے جو ہماری مقدس کتاب یعنے قرآن نے اسلام بتایا ہے۔ شریعت و قوانین کی کامل اطاعت کا نام ہے اور اگر صحیفۂ قدرت اپنے تمام افعال و مظاہر کے ساتھ اس عقل عظیم اور اصل انتہا اور طاقت کا مظہر ہے جس سے بقول حکیم ہربرٹ سپنسر کل اشیا نکلی ہیں ایک قابل اعتبار آئینہ ہو سکتا ہے اور ایسا ہی اگر یہ صحیفۂ فطرت مذہب یا آئین زندگی کو منتخب کرنے میں ہمارا عمدہ رہنما ہو سکتا ہے۔ تو آپ یاد رکھیں کہ اسلام یا اطاعت قوانین کے علاوہ یہ آپ کو کسی اور مذہب کے اختیار کرنے کی سفارش نہیں کریگا۔ آپ ذرا صحیفۂ قدرت کا مطالعہ تو کریں۔ خواہ بالکل سرسری نگاہ سے ہی آپ کو ایک ذرہ بھی ایسا نظر نہ پڑیگا۔ جو لاتبدیل مقررہ قوانین کی اطاعت میں نہ لگا ہو۔ بلکہ کل کے کل عناصر عالم کا وجود خود اور ایسا ہی اُن ذرات کا ایک دوسرے کے لئے مقید و خادم ہونا جن پر کل کائنات کا نظام آج تک موجود رہا ہے۔ یہ سب کا سب کھیل قطعاً اس بات پر منحصر تھا کہ ہر طرف مقررہ قوانین کی اطاعت ہو رہی ہے۔ ایک منٹ کے لئے آپ فرض کرلیں کہ کائنات کے کسی ذرہ ہی نے اپنا فعل کرنا چھوڑ دیا تو اس کا آخری نتیجہ کل کائنات کی تباہی ہوگی۔ آپ ذرا سورج کو چاند کو ستاروں کو دن رات کو موسموں درخت سمندر وغیرہ کو دیکھیں۔ کون ہے جو ایک ذرا ایک قانون قدرت سے باہر ہے یا اس قانون کی وہ کامل اطاعت نہیں کر رہا اور مجھے تو دنیا کی تاریخ میں ایک بھی دن یاد نہیں۔ جب کہیں قانون مقررہ کی خلاف ورزی ہوئی ہو۔ بس یہی کا نام اسلام ہے۔ وہ خدا کی کتاب قرآن ہے جو ہمیں اسلام کو مبرہن کرنے کے لئے صحیفۂ قدرت کو اپنے قول الٰہی کی تائید میں بطور شہادت پیش لاتی ہے۔ اس حقیقت اسلام کے روشن کرنے کے لئے ہم نہایت ہی حقیقت کا زمانوں میں وہی بات کہی ہے جو ہمیں ... عرض کی ہے۔ جس سے نہ ہم پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کو اسلامی شعار کی کس قدر ضرورت ہے بلکہ غیر اسلامی طریق زندگی اختیار کرنے پر بعض نتائج بد سے بھی روکا گیا ہے۔ وہ امر ذیل کی آیات قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ × اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَھَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (ترجمہ) بات تو یہی کہ خدا کا اگر کوئی دین ہے تو اسلام یعنی الٰہی قوانین کی اطاعت۔ کیا یہ لوگ اس دین الٰہی کے سوا کوئی اور آئین چاہتے ہیں۔ دیکھتے نہیں جو زمین آسمان میں ہے طوعاً کرہاً خدا کی رضا پر چل رہا ہے اور پھر ان سب کا آخری رجوع بھی اُسی طرف ہوتا ہے۔ سُورج کو نہیں دیکھتے۔ اپنے سب کے سب نظام شمسی کو لئے کسی خاص جائے قرار کی طرف جا رہا ہے۔ یہ جائے قرار بھی تو عزیز علیم خدا کا ہی مقرر کردہ ہے۔ کیا چاند کے لئے بھی ہم نے مختلف منازل مقرر نہیں کردیئے۔ جن میں سے گذر کر آخر پھر یہ کھجور کی ٹیڑھی پتلی شاخ بن جاتا ہے۔ بھلا سُورج کی مجال ہی کیا ہے۔ کہ چاند کی راہ میں آجاوے۔ یا رات کبھی دن پر سبقت کرے۔ یہ تو کل کے کل اپنے مقررہ راہوں پر چل رہے ہیں یہی اسلام ہے۔ اچھا! اب کوئی اور راہ اسلام کے ماسوا اپنے لئے تجویز کرلو۔ یہ کہاں قبول ہو سکتا ہے۔ ہاں انجام اس کا نقصان ہے۔

صاحبان! اس طرح بالفاظ قرآن ہم دیکھتے ہیں کہ کل ذرہ ذرہ کائنات کا دیگر عناصر کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر مقررہ قوانین کی اطاعت میں لگا ہوا ہے۔ اب کیا انسان جو صنعت قدرت کا آخری کامل مکمل نمونہ ہے انہیں ذرات کا مجموعہ نہیں۔ کیا انسان ایک قسم کا عالم صغیر نہیں کیا ہم یہ سمجھ لوں کہ یہ مختلف ذرات جو جمع ہو کر انسان کو جسم اور رُوح بخشتے ہیں وہ اس مجموعی حیثیت میں اپنے خواص بدل گئے ہیں۔ تو ہم اپنے ہی اعضا۔ جوارح۔ عضلات۔ رگ۔ پٹھے کا مطالعہ کریں۔ کیا وہ سب کے سب مقررہ آئین پر نہیں چل رہے۔ کیا یہ سب کے سب ہماری خواہشات اور احکام کو نہیں مانتے بشرطیکہ ہم مقررہ طریق پر اُن سے کام لیں۔ ہاں اگر وہ مقررہ طریق کے خلاف کسی کام پر لگائے جاویں۔ تو پھر یہ اطاعت کرنی چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ دیکھنا چاہتے ہیں آنکھ آپ کی غلام ... آپ کی ... مگر کیا آپ آنکھ سے سُن سکتے ہیں یا کان سے دیکھ سکتے ہیں۔ آج اپنی آنکھ سے کسی ذائقہ کو تو چکھنے کی کوشش کرنا۔ یا پیاس بجھانے کے لئے پانی کان میں ڈال لینا تمہاری طبیعت کا تقاضا اور خواہش تو کیا پوری ہوگی۔ ہاں اپنے اعضا اور قویٰ کو ضرور گنوا بیٹھوگے۔ اور نقصان اُٹھاؤگے۔ دیکھو یہ تو وہی بات ہے جو میں نے قرآن سے پڑھی ٭ (باقی دارد)

مسلم انڈیا کی مقبولیت

جیسے کہ ہم گذشتہ اشاعت میں وعدہ کرچکے ہیں۔ ذیل میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی چٹھی کا اقتباس درج کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ کس طرح سے اللہ تعالےٰ ان کی مساعی جمیلہ کو جو وہ خدمت اسلام کے لئے کر رہے ہیں۔ عام قبولیت دے رہا ہے نواب عماد الملک سید حسن بلگرامی جیسے عالی پایہ اکابران قوم کا خواجہ صاحب کی خدمات سے اس قدر متاثر و مشکور ہونا بہت بڑی کامیابی ہے جس کے لئے ہمیں خواجہ صاحب کو مبارکباد دینی اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہئیے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی کوشش اور پیش کامیابی و نصرت عطا فرمائے آمین! ۔ خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

خدا کا خاص احسان ہے کہ رسالہ ہر طرح لوگوں کی طبائع کو جذب کررہا ہے۔ نواب عماد الملک سید حسن بلگرامی کی چٹھی کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ اُن کی لڑکی مسز خدیو جنگ کی ایک لمبی چٹھی آئی ہے۔ وہ رسالہ کی شیدا ہے اور اُس نے اعلےٰ سے اعلےٰ طبقہ خواتین حیدرآباد میں تحریک امداد شروع کر دی ہے۔ وہ خود نہایت ہی قابل عورت ہے امید ہے اُس کا کوئی نہ کوئی خط حضرت شیخ (رحمۃ اللہ) صاحب کو ملا ہوگا اگر اور کسی کے لئے نہیں تو صرف اس نئے طبقہ کے لئے اُردو ترجمہ مکمل بصورت رسالہ کی ضرورت ہے آپ خود سمجھ لیں کہ خواتین اگر امداد پر آجاویں تو کیا کچھ کرسکتی ہے ۔ لیڈی سر آسمان جاہ اور دختر سر آسمان جاہ بھی اسلامک ریویو کی عاشق ہیں

ترجمہ چٹھی جناب نواب عماد الملک سید حسن بلگرامی بالقابہ وزیر اعظم ریاست نظام حیدرآباد بنام خواجہ کمال الدین صاحب حسب ذیل ہے:۔

میرے پیارے جناب!

مسلم انڈیا کی تین کاپیوں کے لئے ایک پونڈ کا چک عریضہ ہذا کے ساتھ بھیجتا ہوں۔ مجھے یہ جتانے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جس قابلیت اور اعتدال سے یہ میگزین چلایا جارہا ہے ہم تہ دل سے اس کے مداح و معترف ہیں۔ یہاں کے بعض فضلائے قوم کی خواہش ہے کہ وقتاً فوقتاً اس رسالہ کے بعض چیدہ مضامین کا اردو ترجمہ شائع ہوا کرے۔ تاکہ جو لوگ انگریزی نہیں جانتے انہیں بھی اس سے کچھ فیض پہنچے اور بصیرت حاصل ہوسکے اور اس طرح جو زہریلا اثر مسیحی مشنریوں کی کوشش سے مسلمانوں کے خلاف پھیل رہا ہے اُسکا دفعیہ ہو۔ امید ہے کہ آپ کو اس تجویز سے کچھ اختلاف نہ ہوگا جہاں تک میرے امکان میں ہوا رسالہ کی توسیع اشاعت میں انشاء اللہ ساعی ہونگا۔ اگر رسالہ اسی انداز سے جاری رہا اور کیوں نہ ایسا ہوگا۔ تو امید ہے کہ اس کی اشاعت ہندوستان ہی میں ہزاروں تک پہنچ جائیگی ٭

امرتسر میں ایک کنوئیں کا گرایا جانا

کوچہ بازار امرتسر میں پچھلے دنوں ایک قدیم کنواں صاحب ضلع کے حکم سے گرایا گیا۔ جس پر شہر میں افسوسناک سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس سے پبلک کو بہت آرام تھا۔ لالہ نرائن داس ہری چند اس کے مالک تھے۔ جب انہیں پتہ لگا کہ صاحب ممدوح بحیثیت پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی اس کو گرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے عدالت میں چارہ جوئی کی۔ اور بنائے دعویٰ میں کنوئیں کی ساری ہسٹری بیان کرکے یہ عرض کیا۔ کہ تا فیصلہ مقدمہ کنواں نہ گرایا جائے۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں دعویٰ دائر ہوا تھا انہوں نے لالہ صاحب کا واسطہ منصف درجہ اول کی عدالت میں بھیج دیا۔ وہاں سے حکم امتناعی جاری ہوگیا۔ کنوئیں کے مالکان وہ حکم لے کر ۱۳ اگست کی شام کو دفتر کمیٹی میں پہنچے۔ دفتر بند تھا نائب داروغہ کو حکم دکھلایا۔ اس نے کنوئیں کو گرانا بند کردیا۔ لیکن اگلے دن پبلک کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر اس حکم عدالت کی مطلق پرواہ نہ کرکے پولیس کی جمعیت لئے اپنی نگرانی میں کنواں مسمار کرا رہے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ کم و بیش جوان باوردی پولیس کے تھے۔ جو کسی کو کنوئیں کے پاس بھی نہ پھٹکنے دیتے تھے اور اندازاً اتنے ہی سٹی وردی کے ہونگے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کوئی پانچ گھنٹہ تک خود موجود رہے اور جاتے وقت ماتحتوں کو تاکید کر گئے۔ کہ شام تک کنواں زمین کے برابر کردیا جائے۔ اور سُنا گیا ہے کہ مالکوں نے یہ کاروائی جب ہو رہی تھی حکم امتناعی ان صاحب بہادر کو دکھلا دیا۔ لیکن انہوں نے مطلق اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ کنوئیں کے مالکان نے پھر درخواست دی ہے کہ چونکہ حکم امتناعی کی پرواہ نہیں کی گئی۔ اور کنواں زبردستی بند کردیا گیا اس پر باضابطہ نوٹس لیا جائے۔ اور کنواں از سر نو تعمیر ہونے کی اجازت دی جائے اس دعویٰ کی سماعت کے لئے ۳۰ اکتوبر کی تاریخ لگی ہے۔

خلاصہ روئداد مقدمہ ماخوذین کانپور

مولانا آزاد سبحانی کے خلاف مقدمہ اشتعال بغاوت ۲۵ روز کے واسطے ملتوی کیا گیا ہے۔ کیونکہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ابھی اس کی منظوری نہیں آئی ہے ٭

شہادت استغاثہ۔ آج (۱۸ اگست) کی پیشی میں پہلا گواہ سرکاری مسمی ... پیش ہوا جس نے بیان دیا کہ واقعہ پر تحقیقات کے دن میں انچارج تھا۔ جو مسجد سے ۵۰ قدم کے فاصلہ پر ہے فساد فرو ہونے کے بعد ایک ہیڈ کانسٹیبل آیا۔ اور مجھے گرفتاریوں کی شہادت کے واسطے بلا کر لے گیا۔ ۷۰ آدمی مسجد کے اندر اور ۳۰ باہر سے گرفتار کئے گئے تھے۔ دوسرے گواہ کرامت شاہ نے بیان کیا۔ کہ میں اُس روز مجمع کے ساتھ عیدگاہ گیا تھا۔ ایک جھنڈا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے وہاں تقریریں سنیں اور دیکھیں۔ وکیل سرکاری نے پوچھا۔ تمہیں اس جلسہ کا مقصد معلوم تھا۔ اُس نے جواب دیا نہیں مجسٹریٹ نے سوال کیا تم کو رستہ میں یا عیدگاہ میں یہ معلوم ہوا ہوگا۔ کہ ان لوگوں کا ارادہ مسجد کو دوبارہ تعمیر کرانیکا ہے۔ گواہ نے کہا نہیں۔ اور کہا میں جلسہ ختم ہونے کے بعد مولی گنج تک ہجوم کے ساتھ آیا۔ پھر اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے گواہ چھیدی لال نے اظہار دیئے کہ میں عیدگاہ گیا تھا اختتام جلسہ کے بعد میں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ ہم مسجد دوبارہ بنالینگے۔ بعض بازار کو غیر محفوظ کہتے تھے۔ بعض مندر پر دانت پیستے تھے۔ یہ دیکھکر میں نے پہلے اپنے لڑکے کو بائیسکل پر جلدی بازار بھیجا۔ کہ دوکانیں بند کردے۔ پھر خود دوڑا گیا جب مجمع مسجد کے قریب پہنچا۔ تو میں پندرہ بیس آدمی لے کر مندر کی اوپر کی منزل پر چڑھ گیا اور لوگوں کو مسجد تعمیر کرتے۔ مندر پر پتھر پھینکتے اور پولیس کا مقابلہ کرتے دیکھا اس کے بعد گواہ نے سب باتیں قریب قریب وہی بیان کیں۔ جو کہ سرکاری بیانات وغیرہ میں کئی دفعہ اعادہ ہوچکی ہیں اس کے بعد سب انسپکٹر بقعدق حسین اور سیتا رام کی گواہی گذری جن میں گرفتاریوں وغیرہ کے متعلق معمولی ضابطہ کی سی باتیں تھیں

دیگر اطلاعات متعلقہ حادثہ مسجد کانپور

پیشی کے وقت ملزمان ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے جیل گاڑیوں میں جیل خانہ سے لائے گئے پولیس کے مسلح سوار اور کانسٹبل انکی حراست کے لئے ساتھ تھے۔ راستہ میں اہل شہر نے ان کو بڑی دلچسپی سے دیکھا مگر کسی قسم کا شور و شغب نہیں ہوا۔ مسٹر مظہر الحق نے امداد مقدمہ کی رقوم چندہ خود وصول کرنے دینے پر آمادگی ظاہر کردی ہے مسٹر ... اور پولیس ملزمین کی طرف سے پیروی مقدمہ کیلئے پہنچے ہیں۔ کرامت شاہ گواہ استغاثہ کے بیان پر جو بار بار اپنے تئیں ایک "غریب آدمی" کہتا تھا دوبارہ قہقہے اڑے۔ عدالت نے اس خوش طبعی کو سختی سے روکا۔ ۱۹ اگست کو مسٹر منظہران ماخوذین کی طرف سے جن کے مقدمات زیادہ سنگین الزام کی وجہ سے معرض التوا میں پڑے ہیں ضمانت کی درخواست کرنے والے تھے نامہ نگار زمیندار کا بیان ہے کہ ایک لڑکے سے جسکے ہاتھ پر زخم تھا اور جو بوجہ نابالغی رہا کیا گیا ہے۔ میں نے جو کچھ گفتگو کی۔ تو وہ بولا کہ اس زخم کی مجھے کچھ پروا نہیں بلکہ میری تو یہ تمنا تھی کہ مسلمانوں کی حمایت میں یہ زخم میرے کلیجہ میں لگتا

بقیہ صفحہ ا کالم ا

دل عظمت سے ہمدردی و حمایت کے خواستگار ہیں۔ ... نامہ نگار ریوٹر سے ارکان وفد نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا:۔

جب ہم فارن آفس سے ہو آئیں گے۔ تب ہم انگلش پبلک کے آگے وہ تحریرات اور تصاویر (فوٹو گراف) پیش کریں گے جن سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ بلغاریوں نے وہ وہ ستم ڈھائے اور ظلم توڑے۔ جن کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اگر ادریانوپل پھر بلغاریوں کو دیا گیا تو ان کے آنے سے پہلے تمام ترک وہاں سے اور تمام مسلمان ایک ایک کرکے وہاں سے بھاگ جائیں گے ہم انہیں ایک بار دیکھ چکے ہیں بس اتنا ہی کافی ہے ٭

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اخبار پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا (۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلۂ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا۔
(۷) سیاسی تمدنی اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ، سہ شنبہ، پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ ۔ رشتماہی ۔ طلبہ سے ۔ اور ۔
(۳) نمونہ کا پرچہ ۱ر کا ٹکٹ آنے پر مفت۔
(۴) قابل قدر نامہ نگاروں کو بلا قیمت
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب وپراپرائٹر انگلش ویر ہاؤس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط و کتابت منیجر کے نام۔ پتہ } احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور
صاف و خوشخط لکھیں

ایڈیٹر } خواجہ کمال الدین بی اے (آنریری)
ماسٹر احمد حسین فرید آبادی

جلد ۱ | لاہور۔ یکشنبہ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۲۰

تازہ برقی خبریں

شاید روس روم میں چھڑ جائے۔ (لندن۔ ۲۰ اگست) دُول کی یادداشتیں پیش ہونے اور ان کا جواب آنے تک اخباروں کو فامد مشغلہ ہاتھ آگیا ہے وہ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ شاید روس روم پر چڑھائی کر بیٹھے۔ روس کے دو جنگی جہاز حال میں باسفورس سے سباسٹوپول کی طرف لوٹے ہیں۔ ٹائمز کہتا ہے کہ شاید یہ دونوں کیل کانٹے سے لیس ہو کر پھر ادھر کا رُخ کریں۔ کیونکہ ایسے ہیں میدان خالی ہے مقام خلافت اور ایشیائے کوچک کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ ترکی افواج ساری کی ساری تھریس گئی ہوئی ہیں۔ ڈیلی میل کو یورپ کی اس وقت کا فکر لاحق ہے۔ کہ قسطنطنیہ ایشیائے کوچک اور دردانیال کی آئندہ نگرانی کا سوال شاید اسے پھر اٹھانا پڑے۔

یونان اور بلغاریہ میں ایک عجیب جھنجٹ۔ (۔۔) یونان اور بلغاریہ کے مابین ایک عجیب طرح کا تنازعہ چھڑ گیا ہے۔ بلغاریہ والے یونانیوں پر اس بات کا الزام لگاتے ہیں۔ کہ تم نے ترکوں کو ہمارے مختلف مقامات کے خالی کر جانے سے خبردار کر دیا جس سے انہیں فوراً آن کر از سر نو اُنپر قابض ہو جانے کا موقعہ مل گیا۔ یونانی اس الزام سے انکار کرتے ہیں۔ مگر بلغاری اس پر اصرار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم (یونانی) ہمیشہ اسی طرح ترکوں سے مل کر ہمارے خلاف کارروائیاں کرتے رہے ہو۔

تھریس میں ترکی پیش قدمی کے متعلق دول کے صلاح مشورے (۔۔) یورپی طاقتوں میں باہم سرگوشیاں ہو رہی ہیں کہ کسی طرح مزید مراسلات ترکی پیش قدمی کی باز پرس میں روانہ کئے جائیں مگر صوفیا میں جو یقین کیا جاتا ہے۔ کہ دول یورپ ترکی پر دباؤ ڈالنے کے منصوبے کر رہی ہیں اس کی تصدیق لندن میں تا حال نہیں ہوئی۔

کمیشن تحقیقات نتائج جنگ بلقان۔ بین الاقوامی مجلس امن نے ایک کمیشن مقرر کیا ہے کہ بلقان کی خونریزیوں اور ان کے اقتصادی نتائج کی صحیح صحیح تحقیقات کرے۔ جس میں جنبہ داری کا مطلق دخل نہ ہو۔

ترکی قبضہ۔ (صوفیہ۔ ۔) ترکوں نے مقام لوکیک کو اک واقع کرمر بینیا پر قبضہ کر لیا۔ بلغاریہ کی مختصر سی قابض سپاہ مجروح و مقتول ہوئی۔

سفیر روم اور صدر اعظم کی ملاقات (قسطنطنیہ ۲۱ اگست) دریائے مارٹزا کی حد سے پرے ترکی پیش قدمی کے متعلق کئی سفرائے دول نے باہمی گفتگو کی ہے۔ اور کل سہ پہر کو اس معاملہ میں سفیر روس نے صدر اعظم سے ملاقات کی۔ صدر اعظم نے صاف انکار کیا۔ کہ حد مذکورہ سے پرے قابض ہونیکا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اور سفیر مذکور کے سامنے ہی احکام جاری کر دیئے۔ کہ اگر کوئی سپاہ سرحد زیر بحث سے عبور کر گئی ہو۔ تو اسی وقت واپس چلی آئے۔ اس خبر سے کہ بلغاروی ڈیڈیگیچ پر ممبہ کو پھر قابض ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں قصبہ مذکور میں تشویش پھیل رہی ہے۔ بہت سے باشندے شہر چھوڑے چلے جا رہے ہیں۔ قونصلوں نے اجنبیوں کی اغراض و فوائد کی حفاظت کے لئے سفارتوں سے جنگی جہازوں کی درخواست کی ہے۔ یہ از سر نو قبضہ قرار واقعی طور پر۔ امید کی جاتی ہے کہ دول غیر کے فوجی اتاچیوں کی موجودگی میں ہوگا کیا جائیگا۔ جن کو بلغاریہ نے بطور پیش بندی اس خیال سے بلوا بھیجا ہے۔ کہ پھر کہیں اس کے خلاف "ظلم ظلم" کی چیخ پکار نہ پڑے۔

سخت تشویش (لندن۔ ۔) باوجودیکہ ترکوں کی طرف سے سرکاری طور پر اطمینان دلایا جا رہا ہے۔ پھر بھی ترکی بلغاری صورت حال سے بڑی بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بالجالی سنجیدگی کے ساتھ اعلان جنگ کے بارہ میں غور کر رہا ہے اور تیزی سے فیلوں پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہا ہے۔ تا کہ بلغاریہ اس دباؤ میں آن کر اڈریانوپل پر ترکوں ہی کا قبضہ رہنے دے۔

روسی مداخلت کی افواہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اندرونی سرکردگی میں ایک فوجی منصوبہ ہو رہا ہے۔ جو زیادہ تر ترکی کی پالیسی پر اثر انداز ہے اور تمام اندیش صلاح کاروں پر بھی غالب آ رہا ہے۔ ساتھ ہی یہ خبریں بھی پھر سننے میں آ رہی ہیں کہ روس عہد نامہ لندن پر زور دینے کے لئے آمادہ مداخلت ہے۔ بعض حلقوں میں تو روسی جنگی جہازوں کی اس نقل و حرکت تک سے یہی نتیجہ نکالا جا رہا ہے جو ان دنوں بحیرہ اسود میں دیکھی گئی ہے۔

متفرق اطلاعات اڈریانوپل ترکوں ہی کے قبضہ میں رہنے کے متعلق جس وفد کا پہلے ذکر آ چکا ہے۔ وہ فارن آفس میں گیا اور ایک انڈر سکرٹری نے اُسے باریاب کیا۔ بلغاروی سپاہ کی دو آخری بٹالین نغروتیہ اور دراما سے صوفیہ میں واپس آ گئے۔ عوام نے پُر جوش استقبال کیا اور اُن پر پھول برسائے (ایتھنز ۲۱ اگست) کہ تھریس کے جو مقامات بلغاریہ کے حوالہ کئے جانے ہیں اُن کو خالی کرنے میں یونانی ہرائے چندے توقف کریں گے جب تک کہ بلغاروی ان پر قبضہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ اسکا یہ اثر ہو کہ ترک ڈیڈیگیچ اور دیگر مقامات پر قابض نہ ہونے پائیں۔

ترکیہ اور دول (ویانا۔ ۲۲ اگست) نیوفری پریس ۔۔۔

طاقتیں قسطنطنیہ میں متفقہ کارروائی کے لئے مشورہ کر رہی ہیں۔ تجویز ہے کہ تمام سفرائے دول کی طرف سے سفیر آسٹریا قایم مقام ہو کر باب عالی سے اینوز میڈیا لائن کے پرے ہٹ جانے کا مطالبہ کرے اور بصورت عدم تعمیل مالی مشکلات کی دھمکی دے۔

روس اور روم (لندن۔ ۔) کہا جاتا ہے کہ ترکی نے دریائے مارٹزا کے اُس پار والے مقامات کے قبضہ سے متعلق روس کو مزید اطمینان دلایا ہے۔ اور پایہ تخت روس میں ترکوں کی اس تسلی کو طمانیت بخش سمجھا گیا ہے۔ روس مارٹزا سے پرے ترکی پیش قدمی تو گوارا نہیں کریگا مگر اڈریانوپل کے متعلق صبر سے کام لینے پر آمادہ ہے اور مجوزہ مالی بائیکاٹ کے نتیجہ کا منتظر رہیگا۔ ترکی عہدیداروں کی تنخواہیں پہلے ہی کئی مہینے کی باقی ہیں۔

متفرق خبریں

شکریہ اور مسرت کا مقام ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر بنگال نے مصیبت زدگان سیلاب کی امداد کے لئے پچاس ہزار روپیہ خزانہ سرکاری سے دینے کا حکم صادر فرمایا۔

بابو بھجن لال صاحب لاہور نے بھی ان مصیبت زدوں کی دستگیری کے لئے پچاس ہزار روپیہ دیا۔

تقاوی یا قرضہ زراعتی منجانب سرکار کا بھی انتظام ہو رہا ہے شکر ہے کہ وہاں (چاول) کی فصل کو اس سیلاب سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا بلکہ طوفان فرو ہونے کے بعد کھیت غیر معمولی طور پر سرسبز و شاداب نظر آتے ہیں

رپورٹ کارخانجات پنجاب سے معلوم ہوتا ہے کہ سال گذشتہ میں صوبہ ہذا کے کل چلتے ہوئے کارخانوں کی تعداد ۳۰۸ تھی۔ ان میں ۳۲۸۹۵ آدمی کام کرتے تھے۔ ۱۱ ہزار آدمی روئی اور دیگر موسمی اجناس کی ملوں میں ۵ ہزار تیل کارخانوں میں۔ باقی متفرق۔

منشی نثار احمد صاحب منصف بھکر کے خلاف الزام رشوت ستانی وغیرہ کی تحقیقات سشن جج صاحب محکمانہ طور پر کریں گے۔

درویش کی چوکی خبر رسانی پر جو حملہ حال میں ہوا اس میں ۲ گورکھے جوان ہلاک ہوئے اور دو زخمی۔ حملہ آور تا حال شناخت و دریافت نہیں ہو سکے

محکمہ حفظان صحت لاہور نے حال میں اعلان کیا ہے کہ دیسی طبیبوں اور ویدوں کو جب کسی واردات ہیضہ کا پتہ لگے تو فوراً ہیلتھ آفیسر کو اطلاع دیں۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد۱ مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۱۳ء نمبر۲۰

مسلمانوں کے لئے کامیابی کی راہ

نمبر۲

اس پہلے نسخہ کے اثر سے انسان فرداً فرداً تو ایک حد تک کامیاب ہوجاتا ہے۔لیکن قومی کامیابی وفلاح کے واسطے ضروری ہے کہ سب ایسے انسان مل کر کام کریں۔یہی فرمایا کہ:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۵

کہ پہلے اصول پر کاربند ہونے سے اللہ تعالےٰ کی جو حبل المتین (مضبوط رسّی) تمہارے ہاتھ آچکی ہے اس کو سب اکٹھے ہوکر مضبوطی سے پکڑلو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ کرو۔بس تم کامیاب ہوجاؤ گے۔کون نہیں جانتا۔کہ قومی فلاح وبہبودی کے لئے یکجہتی واتفاق کا مسئلہ کتنا اہم ہے۔یہاں اسی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔پس ہر مسلم کا جو قومی بہبودی کا خواہاں ہو فرض ہے کہ اس محکم اصول کو ہاتھ سے نہ دے۔تیسرا مجاہدہ جو قرآن کریم نے فلاح وبہبود کا معراج کمال حاصل کرنے کے لئے تعلیم فرمایا اللہ تبارک وتعالےٰ کا یہ ارشاد حکمت بنیاد ہے۔ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔یعنی اے مسلمانو جب تم نفس کے ساتھ جنگ میں کامیاب ہوکر امن اور سلامتی کے قصر میں داخل ہوجاؤ۔توپھر یہ خود غرضی ہوگی۔کہ تم اس نعمت کو اپنے تک ہی محدود رکھو بلکہ تمہیں چاہئے۔کہ اپنے میں سے ایک ایسی جماعت تیار کرو۔جو باقی خلق خدا کو نیکیوں کی طرف بلائے۔اور اعمال صالحہ کی بجا آوری کا وعظ کرتے ہوئے انہیں بدیوں سے روکے۔تاکہ وہ بھی نجات پائیں۔اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے کہ جو انسان یہ حالت پیدا کرلیتے ہیں۔آخر وہی فلاح یافتہ ہوتے ہیں اُنہی کو کامیابی وبامُرادی کی سند عطا ہوتی ہے۔اور وُہ اُس کامیابی کو حاصل کرلیتے ہیں۔جس کی تڑپ ہر قلب انسانی میں پائی جاتی ہے اور جس کی خاطر یہ سب شور وشغب دنیا میں پایا جاتا ہے۔جیسا کہ شروع میں مذکور ہوا۔یہ ہے وہ نسخہ جو مالک حقیقی نے انسان کے لئے اس کے درد کی دوا بناکر ہم کو تعلیم فرمایا ہے اور یہ ہے وہ پانی جس کے ذریعہ انسان اپنی حصول کامیابی کی پیاس بجھا سکتا ہے۔اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کے استعمال کی توفیق عطا کرے آمین!

مختصراً وہ نسخہ کیا ہے:۔

اوّلاً نفس دُنی کی حکومت سے نکل کر بکلی خدائے علیم وحکیم بصیر وقدیر کی فرماں برداری میں آجانا۔یہاں تک کہ عملی حالت پکار پکار کر یہ کہتی ہو کہ

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۵

یعنی آج میرا کھانا پینا مرنا جینا سب کچھ اُس ذات پاک کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

دوم۔مسلمان بن کر اتفاق اور یکجہتی کو ہاتھ سے نہ دینا اور تفرقہ سے بیزار رہنا

سوم۔تخلقوا باخلاق اللہ (ارشاد نبوی) کے ماتحت ربوبیت الٰہی کی حقیقت اپنے میں پیدا کرکے مخلوق خدا کے لئے دل کو ہمدردی سے بھرلینا اور یُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ کے مطابق انہیں اندھیروں سے نور کی طرف لانے کے لئے دن رات کوشاں رہنا تا وہ نہ اس دنیا میں خائب وخاسر رہیں۔نہ عقبےٰ میں ناکام ورسوا ہوں۔

الغرض یہ تین نسخۂ اکسیر وہ نادر الوجود وتیر بہدف نسخے ہیں کہ جن کا استعمال شخصی نیز قومی فلاح وبہبودی اور کامیابی کے لئے ازبس ضروری ہے۔

عقلاً بھی ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ انسان جو نفس امارہ سے مخلصی پاکر اللہ تعالےٰ کی طرف پرواز کرے۔اور یہاں تک اس کا قرب حاصل کرے کہ گویا اسی کا ہو رہے اور اسی میں فنا ہوجائے۔اور ربوبیت الٰہی سے حصہ لیکر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسا ارفع واعلیٰ درجہ پائے۔کہ نفسانیت۔انانیت۔تفرقہ اور عناد وفساد کے ناپاک جذبات اس سے کوسوں بھاگنے لگیں اور بلا امتیاز یگانہ وبیگانہ بلا تفریق دوست دشمن نہ صرف تمام ابنائے جنس بلکہ [illegible] کے ساتھ احسان ومروّت کا مادہ [illegible] پیدا ہوجائے تو گویا [illegible]

سے زندگی پاتا اور ایک نیا ہی انسان بن جاتا ہے وہ پہلے زمینی تھا تو اب آسمانی ہوجاتا ہے اور یہ سب کچھ مولائے کریم کے فضل ومہربانی کے طفیل ہی ظہور میں آتا ہے۔

برکسے چوں مہربانی میکنی ۔ از زمینی آسمانی مے کنی

الٰہی نور کی کرنیں اُس آسمانی وجود میں سے نکل نکل کر دنیا کو منور کرنے لگتی ہیں۔اس کا قلب خدا تعالیٰ کی جلوہ گاہ ہوجاتا ہے جو زمین وآسمان میں کہیں بھی نہیں سما سکتا۔اُس کے دل میں سما جاتا ہے۔

ارض وسما کہاں تیری وسعت کو پاسکے ۔ میرا ہی دل ہے یار جہاں تو سما سکے

غرض وہ انسان ہر پہلو سے خدا تعالےٰ کی ایک مجسم رحمت بن جاتا ہے اب جائے غور ہے کہ پھر ایسے انسان سے بڑھکر کامیاب کون ہوسکتا ہے۔

ہمارا دعوےٰ جیسا کہ اُوپر توضیح کی گئی یہ ہے کہ جو لوگ احکام الٰہی کی بجا آوری میں کما حقہٗ ساعی ہوں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔بالکل بے دلیل سمجھا جائیگا۔اگر ہم یہ نہ بتلا سکیں کہ ان نسخوں کے عامل ہمیشہ دنیا میں کامیاب ہوتے رہے ہیں۔اس لئے اب ہم انشاء اللہ یہ دکھانے کی کوشش کریں گے کہ ہمارا یہ دعویٰ نرا زبانی ادعا ہی نہیں بلکہ نظائر اور واقعات تاریخی سے بھی بفضلہٖ تعالیٰ پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔

پس اے مسلمانو بلکہ اے ہندوؤ!عیسائیو!اور ہر ایک مذہب وملت کے لوگو جو سعادت اور فلاح دارین کے طالب ہو تم خالی الذہن ہوکر ٹھنڈے دل سے اُس ہمدردی اور صلح کے پیام پر غور کرو جو اسلام تمام دنیا کو مخاطب کرکے دیتا ہے اور جن پر کان دھرنے اور کاربند ہونے سے تم سب اپنی اپنی سعی اور صلاحیت نفس کے مطابق کامیابی حاصل کرسکتے ہو۔

(باقی دارد)

ہرچہ برخود نہ پسندی بردیگراں مپسند

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے افسوس کے ساتھ لکھا تھا۔کہ ہندو معاصرین اور اینگلو انڈین جراید معاملہ کانپور کے متعلق انصاف کو بالائے طاق رکھکر ناحق اپنے صفحے سیاہ کررہے ہیں اور زخم خوردہ مسلمانوں کے دلوں کو اور ٹھیس لگارہے ہیں۔۱۷ راگست کے اخبار ٹریبیون میں شیخ مرغوب احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور نے اسی قسم کی خیالات کا اظہار ہندو پریس کے متعلق کیا ہے۔ٹریبیون کے لائق ایڈیٹر نے اس پر بھی خامہ فرسائی کی ہے ہم مانتے ہیں کہ آپ کی قلم میں زور ہے اور آپ اظہار رائے میں آزاد ہیں۔لیکن ہم ایڈیٹر صاحب ٹریبیون کی خدمت میں خدا کی قسم دے کر اگر انکو اُس پر ایمان ہے کہ وہ چھپے ڈھکے دل کے بھیدوں تک کو جانتا ہے عرض کرتے ہیں کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر ذرا دیکھیں کہ جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں بالکل سچ ہے یا اُس کی غرض صرف مسلمانوں کا دل دکھانا ہے۔

ہم ایڈیٹر صاحب ٹریبیون کو اس صلح کی قسم دیکر جس کی ہندوستان کو اپنے امن کے لئے سخت ضرورت ہے اور پھر اُس صلح کا واسطہ دے کر جس کا پیام ہمارے امام علیہ الرحمتہ نے (خدا کے اُن پر ہزار ہزار درود وسلام ہوں) اہل ہنود کو اُس وقت دیا جب کہ اُن کی سخت نازک حالت تھی۔اور آسمان ان پر تاریک ہورہا تھا۔عرض کرتے ہیں کہ خدا کے لئے ہندوستان کے خرمن امن وترقی کو ان تنگ ظرفی اور تنگ دلی کے خیالات کی اشاعت سے آگ نہ لگادیں۔ہم نے بفضل خدا از سر نو اُس اپنے امام کی فرمانبرداری میں اس فرض کو اپنے ذمہ لیکر اخبار نکالا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے کارکن احباب بھی بیجا تحکم اور رعونت کے خیالات کو چھوڑ دیں۔اور رعایا کی تالیف قلوب کی کوشش کریں اور اینگلو انڈین اخبارات اور ہندو اخبارات اور بعض ناعاقبت اندیش مسلم اخبارات بھی اپنی تحریروں میں سے ایسے امور کو نکالدیں جن سے امن میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔تاکہ ہم یہ چند روزہ زندگی امن کے ساتھ بسر کرسکیں۔ورنہ ہوگا تو وہی جو مرضی مولےٰ ہے۔

ازحق نہ باید گزشت

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ حق کے حامی ہو پس ہر سچے مسلمان کا فرض ہونا چاہئے۔کہ جو بات خواہ کسی کے منہ سے نکلے اس کی تائید میں نہ جھجکے۔ایک ہندو معاصر کی اس بات سے واقعی ہمارا دل پکڑا گیا۔کہ مسلمان اور موقعوں پر تو اظہار ہمدردی وجوش کے لئے بہت مستعد ہوجاتے ہیں لیکن بنگال کے چند اضلاع میں جو طوفان ان دنوں آیا اور اس میں ہم لاکھ آدمی بے خانماں ہوگئے بیشمار مویشی بہ گئے اور کئی ہزار مکان [illegible] ان مصیبت زدوں میں نصف سے زیادہ مسلمان [illegible]

بھائیوں کی توجہ کے لایق ہے۔گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں۔طوفان بدوان کا ذکر کرکے آخر میں ہم خود بھی اس ہمدردی کی ضرورت پر توجہ دلاچکے ہیں۔

اجودھیا میں گئو ہتیا

وہی ہم عصر مسلمانوں کے موجودہ اتحاد اور اُن میں زندہ قوم ہونے کے آثار وقرائن بیان کرکے ہندو قوم کے جذبات سے اپیل کرتا ہے۔کہ تمہاری حس اور قومی غیرت کہاں مرگئی کمبختو!کیوں نہیں حکام سے سب مل کر عرض معروض کرتے۔کہ اجودھیا ایک پوتر مقام ہے۔وہاں گاؤکشی نہ ہونی چاہئے واقعی ہمعصر موصوف نے اس تحریک کا موقعہ تو بہت اچھا دیکھا ہے ایسے میں مسلمانوں کو دبانے کے اسباب بسہولت مہیا ہوجائیں گے نیز اس سے توہم کو بحث نہیں کہ کیا ہوگا الغیب عند اللہ۔مگر سوال یہ ہے کہ اجودھیا میں مسلمان خود گائے ذبح کرتے ہیں۔ہندو بھائیوں کو تو اپنے اس فعل میں شریک نہیں کرتے؟پھر اس قدر واویلا کیوں ہے؟اس کے علاوہ ہم تو ایسی تجاویز پیش کرچکے ہیں۔جن پر کاربند ہونے کی صورت میں اجودھیا کیا ہند کے کسی خطہ میں بھی مسلمان محض ہندو بھائیوں کے پاس خاطر سے گائے کو ذبح ہی نہ کیا کریں۔مگر خرابی یہ ہے کہ آپ لوگ بھی ہماری شرائط صلح پر راضی ہوں؟

گھی دودھ کی گرانی

کے اسباب میں گاؤکشی کو عموماً سب سے مقدم اور اہم ترین قرار دیا جاتا ہے واقعی تعصب بھی ایک بلائے بیدرمان ہے کہ بھلے چنگے سمجھدار آدمیوں کی بھی چشم انصاف کو بند کردیتا ہے اس خیال کے پُرجوش مویدوں سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا گاؤکشی اُس زمانہ میں نہیں ہوتی تھی۔جبکہ روپے کا پان سیر گھی بکتا تھا۔نیز کیا آج کل صرف گھی دودھ ہی گراں ہوگیا ہے اور تمام اجناس کا وہی نرخ ہے۔جواب سے سو برس سال قبل تھا علاوہ ازیں کیا گاؤکشی صرف مسلمانوں کی ہی خاطر ہوتی ہے یا بیف حکام وقت کا بھی دلپسند کھاجا ہے ہمارا مدعا ان باتوں سے یہ ہے کہ غیر متعلق دُور از کار اور تعصب آمیز جھیڑ کا نتیجہ بجز قومی منافرت اور بغض وعناد بڑھنے کے کیا ہوسکتا ہے افسوس ہے کہ ہمارے آریہ ہمعصر ہنر آنر لاٹ صاحب پنجاب کی گرانبہا نصیحت کو اتنی جلدی پس پشت ڈالے دیتے ہیں

توڑنا آسان ہے جوڑنا مشکل

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم اے مسلمانو! اللہ کے سوائے جن چیزوں کی لوگ عزت کرتے ہیں اُن کو گالیاں مت دو۔اگر ایسا کروگے۔تو وُہ تمہارے اللہ کو دشمنی کی وجہ سے اور معرفت اور علم نہ ہونے کی وجہ سے گالیاں دینگے۔یہ ایک حکم الٰہی ہے۔جو قرآن کریم میں نازل ہوا ہے۔ہم احمدی لوگ دوسرے مسلمانوں کو تو الزام دیتے ہیں کہ وہ قرآن پر عمل نہیں کرتے۔لیکن اگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔اور غور کریں تو پائینگے کہ ہم خود بھی جو حق قرآن پر چلنے کا ہے ادا نہیں کررہے۔اور تنسون انفسکم کا رنگ ہماری تحریروں اور تقریروں میں پایا جاتا ہے۔مذکورہ بالا حکم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔کہ اللہ کے سوائے بہت سی چیزوں سے لوگ محبت کرتے اور اُن کو خدا بناتے ہیں۔باوجودیکہ قرآن شرک کا سخت دشمن ہے لیکن شرارت فساد وبدامنی کو روکنے کے لئے فرماتا ہے کہ ان معبودوں کو بھی گالی نہ دو کیونکہ لازماً اُن کے معتقدین کو بُرا معلوم ہوگا۔تو وہ پھر علم نور کھتے نہیں تمہارے محبوب خدا کو گالیاں دینگے اور تمہارے دل کو صدمہ ہوگا۔یہ تو ایک اصول تعلیم کا ہے۔اس کی غرض یہ ہے۔کہ مسلمان کا فرض ہے۔کہ وہ کسی کے پیارے کو خواہ وُہ اُسے کیسا ہی بُرا لگتا ہے گالی نہ دے۔کیونکہ اگر وہ ایسا کریگا تو وُہ اُس کے محبوب کو گالی دے گا۔تو پھر فساد بڑھیگا۔ہمارے بعض اخبارات نے اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی اختیار کی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح جیسے ہمارے پیاروں کو گالیاں دیتے ہیں۔وہ دار الامان میں امن سے رہتے ہیں اُن تک تو وہ گالیاں پہنچیں یا نہ پہنچیں۔لیکن بیرونجات کے لوگوں کو اُس کی وجہ سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔اس لئے بڑے ادب سے ہم اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں۔کہ اس حکم الٰہی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان حرکات سے باز آجاویں اور عند اللہ ماجور ہوں۔دلکا توڑنا آسان ہے جوڑنا ہی مشکل ہے۔مومن مرد وہ ہیں جو دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں الف بین قلوبکم بھی اسلام کا ایک معجزہ ہے جسکو آج کل زبردست حملوں سے اللہ تعالیٰ پورا [illegible]

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

خواجہ صاحب کا خط پیرس سے

(بحضور حضرت مخدوم مطاع خلیفۃ المسیح)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل بخیر مذہبی کانفرنس ختم ہوئی خدا کا فضل شامل حال رہا۔ اللہ اللہ کیا خدا کے سامان ہیں اور کس طرح اب راستے اسلام کے لئے کھل رہے ہیں۔ پیرس ملک فرانس۔ وہاں کل مغربی اقوام کا جلسہ امریکہ جرمنی ہالینڈ بلجیم روس۔ فرانس۔ انگلینڈ۔ اسپین کل ممالک مغربیہ سے لوگ جمع اور لوگ بھی معمولی نہیں۔ پروفیسر۔ فضلاء اور بحر فاضل الہیات۔ یعنی ڈاکٹر آف ڈوینیٹی اور وہاں حضور کا خادم محاسن اسلام بیان کرتا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یا مجھے کہاں تک کامیابی ہوئی۔ یا آیندہ کیا صورت نکلنے والی ہے۔ ان امور کو الگ رکھ کر مجھے تو سرور آ جاتا ہے۔ جب میں امور بالا پر غور کرتا ہوں۔ نشہ نشاط میں کل جھوم رہا تھا۔ جب میں نے عین دوران تقریر میں جبکہ ہال قریبًا معمور تھا کہا کہ:-

دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا

میرا دل ہی اس لذت سے واقف ہے۔ جو مجھے یہاں آکر نصیب ہوئی۔ مجھے منتظمین جلسہ نے دوران جلسہ میں ایک ممتاز جگہ دے رکھی تھی۔ یعنی ڈیس پر علاوہ پریزیڈنٹ اور سکریٹریاں کے۔ جو پانچ چھ علماء متبحر بیٹھے تھے ان میں مجھے بھی بٹھایا گیا تھا۔ میری رہائش اور خوراک کے اخراجات بھی انتظامیہ نے دیئے۔ یعنی میں یہاں مشرقی معنوں میں ان کا مہمان تھا ورنہ یورپ کا مہمان وہ ہوتا ہے۔ جس کو ہفتہ کے بعد خوراک و رہائش کا بل ہوتا ہے۔

اس جلسہ کے لئے میں نے جو لیکچر لندن میں لکھا تھا وہ یہاں کے موزون حال نہ تھا۔ ایک تو لمبا تھا۔ اور دوسرے جو اغراض جلسہ میں نے لندن میں سمجھے تھے وہ نہ تھے۔ یہاں بیس منٹ ہر ایک تقریر کنندہ کے لئے مقرر تھے۔ لیکن مجھ سے انہوں نے رعایت کی۔ اور تیس منٹ تک میں بولتا رہا۔ اگرچہ لیکچر کو نامکمل چھوڑنا پڑا۔ دراصل مجھے خود ہی شرم آگئی۔ کہ میں نے آگے ہی ڈیوڑھا وقت لے لیا ہے۔ ہاں میں نے یہ لیکچر از سر نو یہاں آکر لکھا۔ خدا کی نصرت اور امداد کیا عرض کروں۔ تین گھنٹے میں میں نے عمدہ زبان میں لیکچر تیار کر لیا۔

مجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ علمائے مغرب کے ایک مجمع کثیر کے سامنے میں نے اسلام پیش کیا۔ اور سامعین پر نیک اثر ہوا۔ نہیں یہاں تو آکر میری آنکھ ہی کھل گئی۔ یہ تو خدا نے خاص عمدہ شرک کھول دی اور بالکل نئے اسباب پیدا کر دیئے اور مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کا وقت قریب آگیا۔ میں عنقریب احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کے آگے ایک اپیل کرنے والا ہوں جس میں مفصل حالات عرض کرونگا۔ لیکن اس لئے کہ حضور کے لئے یہ واقعات نہایت ہی راحت کا موجب ہونگے۔ میں اس ساری تحریر کا خلاصہ یہاں عرض کر دیتا ہوں۔ یہ عام مذہبی کانگرس نہ تھی جیسے میں نے سمجھا تھا بلکہ یہ عیسائی فرقہ جات کی کانگریس تھی۔ جو اپنے آپ کو برل کرسچن بتلاتے ہیں۔ یہ لوگ چرچ کی قیود سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اور موجودہ مذہب کی شکل سے غیر مطمئن۔ ایام جلسہ میں بحث اس پر ہوتی رہی۔ کہ آیا عیسائیت سے مراد وہ مذہب ہے۔ جو پولوس اور کلیسیا نے تعلیم کی یا کچھ اور۔ ان فضلاء کے نزدیک مذہب آیندہ وہ ہونا چاہیئے۔ جو انسان کے اعمال و اخلاق پر گہرا اثر ڈال کر حقیقی ربانی زندگی پیدا کر دے۔ یہ مجھے الوہیت مسیح اور کفارہ کے قایل نظر نہیں آتے بلکہ ان میں زیادہ عنصر یونیٹیرین کا ہے اور وہی لوگ اس تحریک کے روح رواں ہیں۔ اخلاق کی کیا بنیاد ہونی چاہیئے اس میں انہوں نے قریب قریب وہی کہا۔ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ اعظم مذاہب میں فرمایا تھا۔ پولوس سے نرم الفاظ میں بیزاری ظاہر کی گئی۔ اور مسیح کے اصول اخلاق غیر مکتفی سمجھے گئے اور اس میں نئے اصول کا شامل کرنا ضروری سمجھا گیا۔ جناب مسیح ان کا پیغمبر اور ہادی اس طرح سمجھا گیا۔ کہ انہوں نے مناسب حال چند قواعد دیئے اور اخلاقی مذہب کی بنیاد رکھ دی۔ جو تکمیل کا محتاج ہے اور اگر نئی صداقتیں اور نئے اصول اخلاق کے کسی طرح سے مہیا ہوں یا پیدا ہوں تو وہ لئے جاویں اسکے ضمن میں یہ بھی بحث ہوئی۔ کہ دیگر مذاہب سے کیا تعلق ہونا چاہیئے سبحان اللہ کیا وقت عیسائیت پر آگیا۔ صاف الفاظ میں اقرار کیا گیا کہ دیگر مذاہب میں صداقتیں ہیں اور ہم کو ٹھنڈے دل سے کل مذاہب کا مطالعہ کر کے عمدہ اصول ان سے لینے چاہیئیں۔ اور یہ بیان کیا گیا۔ کہ روح سے ایسی ان کو اجازت ہے۔ یہ اشارہ اس قول کی طرف تھا جہاں مسیح روح حق کے آنے پر تکمیل دین کی پیش گوئی کرتا ہے اس لئے کانگرس کے نزدیک یہ ضروری سمجھا گیا۔ کہ دیگر مذاہب کی بیخکنی چھوڑ دی جاوے بلکہ ان کو اپنی حالت پر رکھا جاوے۔ اور ان کو موقعہ دیا جاوے کہ وہ پھولیں اور پھلیں۔ اور ان کے محاسن اگر کوئی ہوں تو لے لئے جاویں اس ضمن میں مشنری کاروبار کو ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا گیا۔ بلکہ یہ خیال کیا گیا کہ یہ کام چھوڑ دینا چاہیئے اور کسی مذہب کو مٹانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے کھلے لفظوں میں نہیں گو ان مول الفاظ میں کہا گیا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں۔ خیر یہ کام حضور کے خادم کا تھا۔ جب لکل امۃ رسول یا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر پر میں نے بحث کی۔ تو لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ہال چیئرز سے گونج اٹھا۔ حضور والا اب آپ غور فرماویں جب اس امر پر خوشی کا اظہار ہو رہا ہے۔ کہ کل مذاہب خدا کی طرف سے ہیں تو پھر یہ لوگ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ اب اگر کل عیسائی اقوام کا یہ عقیدہ ہو جاوے۔ تو مشنری تحریک آج بند ہو جاوے گی۔

اسلام کی حمایت میں ایک پروفیسر نے جو جنیوا یونیورسٹی میں عبرانی کا پروفیسر تھا تقریر کی اور ان میں روزمرہ کے اعتراضات کا جو اسلام پر ہوتے ہیں ازالہ کیا۔ ہاں اس پر زور دیا گیا۔ کہ موجودہ مذہب نے جو کلیسیاء نے تحریر کیا ہوا ہے۔ لالچ۔ حرص۔ خونخواری اور ظلم پیدا کیا اور دنیا میں کشت و خون کرائے اور حقیقی روحانی زندگی تباہ کر دی سب کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔

اب جو امر نہایت ہی خوش کن ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں یہ کل کے کل پادری اور مختلف یونیورسٹیوں کے پروفیسر۔ جن کی ساری عمر اپنی طرز پر تحقیق مذہب ہی میں گذری۔ ان میں سے بعض تو اپنے عہدہ اور روزگار سے شروع میں خارج کئے گئے اور پھر زیادہ اطمینان دہ امر یہ کہ ان میں سے بیشتر سفید ریش یعنی معمر۔ سال خوردہ۔ میں نے عرض کی کہ یہ گول مول لفظ کیوں استعمال کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر کلیسیا کے ملازم ہیں۔ اگر ظاہرا کچھ کریں۔ تو دوسرے دن ملازمت سے برطرف۔ میرے لیکچر سے پہلے دو لیکچر ہوئے۔ ایک پروفیسر نے جن کا نام تردو کارنٹیر ہے اور جو اکسفورڈ کا ہے۔ نصف گھنٹہ تقریر کی اور کہا کہ سب مذاہب میں وہ صداقت ہے جو عیسویت میں ہے اور وہ مذاہب غلط نہیں۔ لیکن یہ اس کا بیان نہایت ہی محفوظ الفاظ میں تھا۔

بعد میں مجھے ایک کھانے پر جو یہاں کی رئیسہ نے خاص آدمیوں کو دیا تھا اور مجھے بھی مدعو کیا تھا کہا۔ کہ اس میری تقریر سے وہ نہایت خوش ہوئی۔ اس کو اسلامک ریویو جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ جولائی نمبر میں جو تم نے کسی صوفی کے خیالات لکھے ہیں وہ میرے دل کو بہت پسند ہیں یہ صوفیانہ خیالات دراصل حضرت علیؓ کی تصنیف سے اخذ کردہ تھے راقم صوفی میں نے لکھ دیا تھا۔ ان کو لفظ صوفی آج کل یہاں بہت پسند ہے۔

الغرض خلاصہ اس کانگرس کا یہ ہے۔ کہ آیندہ کا مذہب کوئی اور تجویز ہونا چاہیئے۔ جس کا اثر انسان کی عملی زندگی پر ہو۔ جو محض ایمان پر محدود نہ ہو۔ اخلاق کے اصول اور راسس تلاش کئے جاویں۔ کل مذاہب کا مطالعہ دوستانہ اور محبت کی نگاہ سے کیا جاوے۔

موجودہ یورپین زندگی سے نفرت ظاہر کی جاوے۔ مشنری تحریک کم ہو۔ مطالعہ مذاہب سے جہاں کہیں عمدہ اصول دستیاب ہوں۔ وہ بطور اپنے مذہب کے لے لئے جاویں۔ مذہب ایسا ہونا چاہیئے۔ جو روحانیت کو عملی روزانہ زندگی سے الگ نہ کرے۔ کیا خدا کا احسان ہے کہ ان بزرگ علماء میں سے ایک ان کے سابق پریزیڈنٹ نے کہا کہ دنیا کا آئندہ مذہب یہ ہوگا:

"خدا اور اس کی مخلوق سے محبت"

میں نے دوران تقریر میں کہا کہ یہ فقرہ درست نہیں ادب کے خلاف ہے دنیا کا آیندہ مذہب کیا ہوگا۔

"خدا کی اطاعت اور مخلوق خدا سے شفقت"

اور میں نے کہا کہ اسلام کی تعریف ہمارے نبی کریمؐ نے یہی کی ہے میں نے کہا۔ تمہارے دلوں نے اب خود فیصلہ کر لیا۔ کہ دنیا کا مذہب وہ ہوگا جو الفاظ نبی کریمؐ اسلام کا مفہوم ہے۔ رہا جس مذہب کو اصطلاحًا اسلام کہتے ہیں۔ وہ مذہب ایسا ہے یا نہیں۔ یہ امر محتاج مطالعہ ہے۔

یہ تحریک گذشتہ چھ سال کی ہے یہ کہنا کہ کل عیسائی ممالک اس کے مدد ہیں۔ درست نہیں بلکہ اس تحریک کے وہ دشمن ہونگے۔ لیکن یہ تحریک ان زبردست ہاتھوں میں ہے۔ جو یورپین علماء کے اقوام کا سرتاج اور گل سرسبد ہے۔

اب اگر یہ روح جو اس وقت بیج کی طرح ہے بڑھی اور پھلی اور پھولی۔ تو کس قدر اسلام کے پھیلنے کے دن آگئے۔

وہ موجودہ مذاہب سے غیر مطمئن اور نئے مذہب کی تلاش میں ہیں۔ لہذا اب وقت ہے کہ اسلام پیش کیا جاوے۔ آپ یہ سن کر حیران ہونگے کہ جو جو اصول اور ضروریات انہوں نے آیندہ مذہب کی قائم کیں ہم کو ان میں ترمیم کرنی نہیں پڑیگی بلکہ صرف قرآن شریف کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پیش کرینگے اور کہیں گے کہ تمہارے مطالبات پورے ہوتے ہیں یا نہیں۔

میں نے یہاں رہ کر ان تمام بزرگوں سے (میرا دل ان کی عزت سے اسوقت معمور ہے) تعارف پیدا کیا۔ انہوں نے خوشی سے رسالہ کو قبول کیا۔

میں گویا سمجھتا ہوں کہ مجھے دراصل وہ قوم مل گئی۔ جن میں اسلامک ریویو کی اشاعت ہونی چاہیئے۔ اس وقت اس تحریک کی مدد ۱۲۰ سوسائٹیاں ہیں اور سو متبحر فاضل پادری اور پروفیسر۔

میں نے کوشش کی ہے اور مجھے امید ہے کہ کامیاب ہو جاؤنگا۔ کہ اس کانگریس کے کل ممبران کے نام حاصل کروں۔ اور پھر ان کو رسالہ جاری کروں خدا کا فضل ہے کہ اکثر پروفیسروں سے گفتگو سٹیج کے طور پر بھی ہوتی رہی۔

مذہب میں ان کا علم کیا تھا۔ ان کے چہرے سے آثار کہتے تھے۔ کہ وہ میرے سامنے جھک جاتے تھے۔ وہ میرے پاس گھنٹوں بیٹھتے اور خوش ہو کر روحانی معارف سنتے۔ واہ رے میرزا یہ تیرا معجزہ ہے۔

جرمن کے ایک پروفیسر سے بڑی مزیدار گفتگو ہوئی۔ مجھے کہنے لگے کہ ہندو لوگ بت پرستی کی نئی نئی تاویلیں کرتے ہیں اور اس کے جواز میں بالکل نیا رنگ اختیار کر رہے ہیں۔ میں نے بجواب کہا۔ یہ تو عین فطرت انسانی ہے۔ جب انسان کے معلومات وسیع ہوتے ہیں۔ تو اس کو اپنے سابق غلط عقاید میں نقص نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کی محبت اور قدیمی تعلق اس کو ان سے جدا نہیں ہونے دیتا۔ پھر ایک جد و جہد عرفان اور قدیمی تعلق میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دل کے کمزور طفل تسلی کے طور پر پھر ایک بین بین راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ پرانی شراب سے تو متنفر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو نئی بوتلوں میں ڈال کر اندرونی ملامت سے نجات پاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ بالکل درست ہے اور پھر وہ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ جب میں نے کہا کہ یہ کانگریس تمہاری گذشتہ چار دن سے کیا کر رہی ہے۔ پرانی شراب کو نئی بوتلوں میں بھر رہی ہے۔ بہرحال یہ امر واقعی ہے یہ درمیانی زمانہ ہے اور مفید نتائج پیدا کریگا۔ ان پروفیسروں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ اسلامک ریویو کو اپنے اپنے سرکلوں میں پھیلائیں گے۔

مجھے یہاں آکر یہ بھی سمجھ آئی ہے کہ آیندہ اسلام کو کس طرح پیش کیا جاوے اور کن اصولوں کو سامنے رکھ کر قرآن مجید ان کو سنایا جائے۔ خدائے پاک نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے:-

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ

میں آیندہ ایک مفصل تجویز لکھ کر حضور کی خدمت میں چھاپ کر بھیجونگا

کمال الدین - ۳۰ر جولائی ۱۹۱۳ء

قابل توجہ اسلامی معاصرین

تبلیغ اسلام سے متعلق احمدی جماعت کی ناچیز مگر مخلصانہ خدمات کا ذکر خیر کرتے ہوئے معزز معاصر مشیر قلم لکھتا ہے کہ احمدی جماعت نے یورپ میں کار نمایاں شروع کر دیئے ہیں فی الواقع جماعت مذکور قابل تحسین و آفرین ہے۔ جس نے اس ضروری کام کو شروع کر دیا ہے۔ جو ایک مدت سے کھٹائی میں پڑا تھا۔ معاصر موصوف نے ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال صاحب سلمہٗ کی مساعی جمیلہ کے ضمن میں لندن کی مسجد ووکنگ کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ وہ مدت سے ایک پرائیویٹ جائداد کی حیثیت میں پڑی تھی اپنے اصلی مصرف یعنی عبادت الٰہی کے کام میں نہ آتی تھی۔ خواجہ صاحب نے اس مسجد کو بھی آباد کر دیا ہے۔ معاصر موصوف مسلمانوں کو نہایت معقول اور رو زندار پیرایہ میں ملزم کرتا ہے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام اصل میں ان کا فرض تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے آج تک اس طرف توجہ نہ کی۔ اب جو احمدی جماعت نے اس طرف توجہ کی ہے تو مسلمانان ہند کو چاہیئے۔ کہ کم از کم انکو ہی اس کار خیر میں مدد دیں وغیرہ وغیرہ احمدی بھائیو! تمہارے اس علمی جہاد کا اب دور و نزدیک شہرہ ہو چکا ہے حتی کہ فریق مقابل (مشنری طبقہ) بھی اس سے ایک حد تک مرعوب و متاثر ہو رہا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں [illegible]

[illegible]

مساوات

ہندو مسلمانوں کا اتحاد اور پیغام صلح

آج ہمارے لئے کیا ہی مبارک اور با برکت دن ہے۔ جبکہ ہم اپنے مرشد اور اس زمانہ کے برگزیدہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دیرینہ خواہشات کے پورا ہونے کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جو کہ آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس ملک کی بہتری اور بھلائی کے لئے پیغام صلح کے رنگ میں ظاہر کیں اور جس میں آپؑ نے اس ملک کی دو بڑی قوموں ہندو اور مسلمان کی آئے دن کی نا اتفاقی اور تو تو میں میں کے روکنے کے لئے چند ایسی تجاویز پیش کیں جو اس مقدس انسان کو اپنی دور بین نظر سے بنا بر ... مطالعہ کرنے کے بعد ہماری بہبودی کے لئے مناسب معلوم ہوئیں۔ خدائے تعالےٰ نے جن لوگوں کو فہم و فراست اور عقل و دانائی میں عام ... سے کچھ وافر حصہ دیا ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ خدائے تعالےٰ کے ... مقدس بندوں کی نظر کتنی زیادہ تیز ہوتی ہے کہ وہ آئندہ واقعات کو کچھ اس طرح سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ خاص اسی زمانہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ دنیوی رہنما تو اپنے قیاس سے زمانہ کے حالات و قرائن کو دیکھ کر آئندہ کی کوئی خبر دیتے ہیں۔ اور اسی لئے ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے بھی اسی وقت کچھ نہ کچھ پیدا ہو جاتے ہیں اگرچہ ان کی وہ خبریں بسا اوقات غلط نکلتی ہیں۔ لیکن دینی پیشوا کچھ نہیں کہتا۔ جب تک کہ خاص اس سرچشمۂ فضل یعنے خدائے تعالیٰ کی طرف سے اسے علم نہ دیا جائے۔ وہ ان دنیوی داناؤں سے ایک امتیاز خاص رکھتا ہے اور اسی لئے خدائے تعالےٰ سے خبر پاکر نہ دنیوی قیاسات دوڑا کر وہ ایسے ایسے آنے والے واقعات کی خبر دیتا ہے۔ جن تک عوام الناس تو کجا ان دنیوی رہنماؤں کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی زمانہ کے حالات کچھ بتلاتے ہیں اور وہ کچھ بیان کرتا ہے اور اسی لئے دنیا کے بڑے بڑے دانا۔ سیانے عالم و فاضل اور سیاست دان ان پر تمسخر اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے؟ وہ بزرگ تو اپنے نہ اپنے ... ہوس سے ہرگز نہیں بولتا۔ بلکہ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی وحی ہے۔ جو مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ لیکن دنیوی جلد باز جواب دیتے ہیں کہ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ یعنی اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ الغرض ان دینی اور دنیوی لوگوں میں ایک مدت تک کشمکش رہتی ہے اور اسی میں سعید روحوں کے لئے برکت اور ایمان کا سامان موجود رہتا ہے۔ وہ اس کشمکش کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں اور بالآخر خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اور ایمان بالغیب پر کاربند ہو کر اپنے آپ کو امید و بیم کے سمندر میں ڈال دیتے ہیں

زمانوں پر زمانے گذر جاتے ہیں۔ دنیا کے حالات میں ایک حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بزرگ اپنے قول کے پورا ہونے سے پیشتر ہی اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔ جس سے دنیوی نہ ... کا تمسخر اور بھی ترقی کر جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں۔ کہ بس اب اس کے ساتھ ہی اس کے عقیدتمندوں کا بھی خاتمہ ہے اور اس کی پیشگوئیاں بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئیں۔ مگر نہیں دیکھتے کہ اسے خدائے تعالےٰ نے یہ بھی تو کہہ رکھا تھا کہ یہ کوئی ضروری امر نہیں کہ ہم تمام وعدے تیری زندگی میں ہی پورے کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض تیری وفات کے بعد بھی پورے ہوں۔ لیکن وقت آتا ہے۔ زمانہ یکا یک پلٹا کھاتا ہے اور اس مقدس کے کلام ... کے پورا ہونے کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ ... کے مرجھائے ہوئے دل کھیت کی طرح ہرے بھرے اور سرسبز ہو جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ آخر ان کے صبر نے کام کیا اور انہیں کامیابی نصیب ہوئی اس وقت وہ اپنے پرانے دشمنوں اور عقل کے اندھوں کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ اے دنیا کے دولتمند اور متکبرو! آج تمہاری کسی بھی جمع شدہ مال کی اور نہ تمہاری کوئی کام نہ دیا اور نہ ہی تمہارا تکبر تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکا۔ آہ کیا ہی خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس خدا کے بندے کی آواز مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کو ایسے وقت میں سن کر نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کہتا ہے۔ جبکہ کل دنیا اس کے خلاف ہوتی ہے۔ اور کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو خدا کے اس برگزیدہ بندہ کی نہایت ہی ناامیدی کی حالت میں منہ سے نکلی ہوئی بات کو سن کر اس پر ایمان لاتا اور انہیں اپنے وقت پر پورا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے یہ ہے مختصر سی کیفیت الہام و نعمات کی جو ہر ایک مامور و مرسل کے زمانہ میں پیش آیا کرتے ہیں گنجائش نہیں کہ مثالوں سے اس کو اور واضح کیا جائے۔ آنحضرت صلعم کی زندگی اور پھر اُس کے غلام اس زمانہ کے امام حضرت میرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اس پر شاہد ناطق ہیں اگر مختصر طور پر ان کے ایسے حالات سے واقفیت پیدا کرنا مقصود ہو۔ تو ایک کتاب موسومہ بہ نگار کی ... (مصنفہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب) کو بغور مطالعہ کرنا چاہئیے۔ ہاں میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی اسی پرانی اور قدیم سنت کے مطابق اس زمانہ کے مامور کے اس آخری پیغام کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا۔ جو میں اُوپر لکھ آیا ہوں۔ اس وقت جبکہ یہ پیغام لاہور میں ہندو مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں پڑھکر سنایا گیا۔ تو عوام پر اس کا اثر چنداں اثر نہ ہوا۔ اور اس لئے بات وہاں کی وہاں ہی رہ گئی اور کسی نے بھی اس پر عملدرآمد کرنے کی کوشش نہ کی۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جو تجاویز اس باہمی مخاصمت کے دور کرنے کے لئے اس میں کی گئیں انہیں ناقابل عمل خیال کیا جاتا تھا۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ ایسے ضروری معاملہ کا اسی وقت فیصلہ نہ کیا گیا۔ مگر خدا کے کام سب سے نرالے ہوتے ہیں وہ جانتا تھا کہ اس پر عملدرآمد کا وقت کب آئیگا۔ اس وقت تو اسے اپنے مرسل کی معرفت وہ باتیں دنیا کو قبل از وقت پہنچا کر آج اُس کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرنا تھا۔ کہ دیکھو وہ ہماری طرف سے تھا۔ اور اس لئے جو تجاویز اس نے ہم سے علم پاکر تمہیں بتلائیں۔ تم ان پر عمل کئے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جو باتیں خدا کے اس برگزیدہ بندے نے آج سے پانچ برس پیشتر کہیں اور جن پر دنیا نے اس وقت چنداں غور نہ کیا آج دنیا خود محسوس کر رہی ہے۔ کہ ان پر عمل کئے بغیر چارہ نہیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آج ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کے لئے مختلف سوسائٹیاں بڑے بڑے معززین کے ہاتھوں بنائی جا رہی ہیں اور وہ سب بزرگ باہمی سوچ وچار اور غور و فکر کے بعد آخر انہی تجاویز کے قریب قریب آتے جاتے ہیں جو پیغام صلح میں بیان کی گئیں ہیں۔ اگرچہ وہ تجاویز جو اس وقت تک ملک کے مختلف حصص کے لوگوں نے عموماً اور لاہور کی ہندو مسلم یونین سوسائٹی نے خصوصاً اس اتفاق کے سوال کو حل کرنے کے لئے ظاہر کی ہیں ہنوز بہت کچھ قابل جرح و قدح ہیں۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر دکھائیں گے۔ لیکن ان سے اتنا تو ضرور پتہ لگتا ہے۔ کہ اب دنیا اس آئے دن کی تو تو میں میں سے تنگ آ گئی ہے اور اس کے دور کرنے کے لئے وہ آخر انہی باتوں کے قریب آ رہی ہیں۔ جو خدا کے اس پیارے بندے نے آج سے بہت پہلے تجویز کی تھیں مع مختلف مسلمانوں کا گاؤ کشی کے خلاف آواز اٹھانا اور ہندوؤں کی طرف سے کئی ایک ایسے مضامین کا شائع ہونا۔ جس میں اسلامی پیشواؤں کو بُرے الفاظ میں یاد کرنے والے لوگوں کو ڈانٹ کر ایسی کارروائیوں سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہوتی ہے۔ ظاہر کرتا ہے کہ دنیا آخر انہی تجاویز کو واجب العمل قرار دے گی۔ جو کہ اس آخری مقدس پیغام میں بیان کی گئی ہیں پس اے لوگو! غور کرو۔ اور خدائے تعالےٰ کے اس قدیم قانون کو مدنظر رکھکر اُس امام کی باتوں کو بنظر تعمق دیکھو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ ان میں تمہاری بھلائی ہے ◆ (باقی دارد)

خلاصہ روئداد مقدمہ ماخوذین کانپور

۱۹ اگست مسٹر ... ملزمان کی طرف سے سوالات جرح تیار کرنے کی مہلت چاہی۔ عدالت نے کہا کہ بہرحال کافی وقت مل جائیگا۔ کیونکہ ۱۰۶ ملزمان کے اظہار لینے میں قریباً چار روز لگینگے پیرے پہلے جرح کے لئے طلبی نہیں ہو گی۔ پھر سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر آر جے ایس ڈوڈ کی شہادت گذری جو ایک طویل داستان ہے اس میں تفصیلی واقعات قریباً وہی ہیں جو پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ بعد میں نظیر احمد کانسٹبل پیش ہوا اور کہا کہ میں ۱۳-۱۴ دیگر پولیسوں سمیت چوکی مول گنج سے گلس بازار کی چوکی کو آ رہا تھا۔ جو خبر لگی۔ کہ کوتوال پر سنگباری ہو رہی ہے جب میں سیدا بازار اور سڑک مچھلی بازار تک پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ واقعی کوتوال پر پتھر برسائے جا رہے ہیں۔ میرے بھی ایک اینٹ لگی اور بیہوش ہو گیا اسوقت میں مسجد سے کوئی بیس قدم کے فاصلہ پر تھا۔ میری ناک ٹوٹ گئی ابھی تک ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ اس کے بعد مجسٹریٹ کے بیانات لئے گئے مسٹر ٹائلر نے کہا۔ کہ اتوار کے جلسہ کی مجھے پہلے ہی ہفتہ یا جمعہ کو خبر لگ گئی تھی۔ ہندوؤں والے جلوسوں کی تحصیلدار محمد کو اطلاع دے دیکا تھا مجھ کو یکم اور ۲۳ جولائی کے دونوں جلسوں کا بھی علم تھا۔ مگر ان کے متعلق کوئی ہیجانی یا مشکلات پیدا نہیں ہوئیں۔ میں نے مسٹر ڈوڈ سے سنا کہ مجمع کے کچھ آدمی عیدگاہ سے مسجد متنازعہ کی طرف جانے والے ہیں جس کے قبل کسی فتنہ و فساد کا وہم و گمان بھی مجھے نہ تھا۔ مسٹر ڈوڈ کی ملاقات کے بعد اس صبح مجھے کئی اطلاعات پہنچیں۔ پھر جہاں تک مجھے یاد ہے کوتوال سے ملنا ہوا جس نے بیان کیا کہ مجھ پر حملہ کیا گیا ہے اس کے آگے مسٹر ٹائلر کے بیانات قریب قریب ایضاً بشرح صدر ہیں۔ جن کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہاں ان میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب فیر شروع ہوئے جو خالی معلوم ہوتے تھے۔ تو میں نے اور مسٹر ڈاڈ نے سپاہیوں سے جو بندوقیں چھتیا کرشست باندھ رہے تھے کہا کہ نیچے کی جانب فیر کرنا مگر ایسے موقعے پر عملی طور سے کب کسی کی شنوائی ہوتی ہے،، اس کے بعد گنیشا سنگھ جیلر کی شہادت ہوئی جو حوالاتیوں وغیرہ کے متعلق ضابطہ کے بیانات تھے علیٰ ہذا کالک سنگھ سوار پولیس کا بیان ہوا۔ اب صرف کپتان سمپسن قایم مقام سول سرجن کے بیان لینے باقی تھے۔ جو لکھنؤ گئے ہوئے تھے مگر جلدی ہی انکے آنے کی توقع تھی عدالت نے کہا کہ اگلے روز ہم ملزمان کے اظہار لیں گے۔ بعض ملزمان نے ضمانت کی درخواست دی ہے (**۲۰ اگست**) مسٹر آسٹرکنڈل سشن جج کے روبرو مولانا آزاد سبحانی اور حافظ احمد اللہ کی ضمانت کی درخواست پیش ہوئی۔ مسٹر اے ایم خواجہ وآف علی گڑھ) نے ملزمان کی طرف سے کہا کہ یہ بہت دنوں سے بغیر کسی ثبوت جرم کے زیر حراست ہیں حالانکہ یہ معززین شہر سے ہیں اور ان کے روپوش یا فرار ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ پنڈت سری کشن سرکاری پلیڈر نے اس درخواست کی مخالفت کی اور عدالت نے اسے مسترد کر دیا سپیشل مجسٹریٹ کے روبرو ۱۰۶ ملزمان کا مقدمہ پیش ہوا۔ جن میں سے ایک ملزم بوجہ نابینا ہونے کے رہا کیا گیا

اس کے بعد مسٹر مظہر الحق اور سپیشل مجسٹریٹ میں کچھ دیر تک بڑی تیزی اور گرمی کی گفتگو ہوتی رہی جو دفعہ ۳۴۲ ضابطہ فوجداری کے بموجب ملزمان سے سوالات کرنے کے متعلق تھی۔ نوبت خاصی تلخی ترشی تک پہنچ گئی تھی۔ آخر مسٹر مظہر نے یہ کہکر اسے ختم کر دیا۔ کہ میں آپ کے لہجے کی نقل کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں اس کا عادی نہیں اور صرف اپنا فرض ادا کرنا میرا مقصود ہے۔

پھر ملزمان کے بیانات قلم بند کرنے کی کارروائی شروع ہوئی تیس کے قریب ملزمان نے کسی نہ کسی طریق پر اپنا ناگہانی پکڑا جانا اور بلوہ و فساد سے بے تعلق ہونا بیان کیا۔ مثلاً کسی نے کہا کہ میں گھر سے بازار جا رہا تھا کسی نے یہ کہ بازار سے گھر کو آ رہا تھا۔ کسی نے یہ کہ اپنے کام پر جا رہا تھا وغیرہ وغیرہ۔ رحیم بخش نامی ایک ملزم نے عیدگاہ میں جمع ہونے کی وجہ یہ بیان کی۔ کہ جب بارش نہیں ہوتی یا وبا کا زور ہوتا ہے۔ تو مسلمان جمع ہو کر دعا مانگا کرتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ کے مکرر سہ کرر پوچھنے پر کچا پڑ گیا۔ صاحب بہادر لال پیلے ہونے لگے۔ اور وکیل ملزمان کو ناحق خفت اٹھانی پڑی پھر سول سرجن بہادر کی شہادت ہوئی۔ جس میں اپنے متعلق واقعات کا بطور ضابطہ بیان تھا ◆

۲۱ اگست آج ۵۶ ملزموں کی پیشی کا دن تھا۔ پہلے قایم مقام سول سرجن صاحب نے زخمی پولیسوں کی رپورٹ سنائی۔ ہلاک شدگان کی تعداد و ابتائی جس میں ایک ہندو بھی تھا۔ جو وردی پہنے نہ تھا۔ اس کے گولیوں کے کئی زخم تھے جو بعد میں چھروں کے ثابت ہوئے۔ جرح محفوظ رکھی گئی۔ مجروحین پولیس کے متعلق صرف ایک شہادت اور لیجائیگی۔ مسٹر مظہر نے عدالت کو بتلایا کہ مسٹر نارٹن وکیل ملزمان امید ہے کہ جمعہ مورخہ ۲۹ اگست کو کانپور پہنچ جائینگے اور شہادت استغاثہ پر جرح کی کارروائی شروع ہو گی۔ اس کے بعد عدالت نے پھر ملزمان کے بیان لینے شروع کئے۔ جن میں قریباً سب کے سب فساد میں حصہ لینے سے انکاری تھے۔ بعد ازاں ایک ملزم مسمی صبغت اللہ خلف رحمت اللہ کی ضمانت کی درخواست پیش ہوئی۔ جس نے اپنی عمر ۱۵ سال لکھی تھی۔ مگر میڈیکل رپورٹ سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اسوقت ملزمان زیر حراست میں اتنا کمسن کوئی بھی نہیں ہے۔ گورنمنٹ پلیڈر نے درخواست ضمانت کی مخالفت کی اور ملزم کی طرف سے آج کوئی بھی پیش نہیں ہوا۔ سشن جج بہادر نے جرم ناقابل ضمانت ہونیکے سبب درخواست نامنظور کی

۲۲ اگست ۱۰۶ ملزموں کی آج پھر پیشی تھی۔ مسٹر مظہر نے ایک سوال پر مسٹر ٹائلر وکیل سرکار نے عدالت کو مطلع کیا کہ مجھے استغاثہ کی تین اور شہادتیں پیش کرنی ہیں جنکو ... [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب

کا

فتویٰ

دربارہ مسجد کانپور

لاہور میں جس وقت کان پور کی مسجد کے متعلق افسوسناک خونریزی کا علم ہوا تو اس خیال سے کہ جماعت احمدیہ کے افراد جو بفضلہ تعالیٰ تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے کسی سے اس معاملہ میں تازہ واقعات سے متاثر ہو کر کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو کہ قرآن مجید کی تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے خلاف ہو یا جس سے نقص امن واقع ہو۔ احباب لاہور کے مشورہ سے اسوقت جناب خلیفہ رجب الدین صاحب کو حضرت قبلہ گاہی خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجا گیا تاکہ حضرت صاحب کی تحریری رائے اس معاملہ میں حاصل کریں جسکو بطور دستور العمل کے جماعت احمدیہ کے عمل درآمد کے لئے اخبار میں شائع کیا جاوے اسوقت تک جو واقعات معلوم ہوئے تھے انکے متعلق مجملاً چٹھی میں ذکر کیا گیا تھا۔ جو کہ احباب کے مشورہ سے خاکسار نے لکھی ماسوائے اسکے اخبار ٹریبیون جس میں قدرے تفصیلی حالات اس واقعہ جانکاہ کے متعلق درج تھے۔ خدمت میں بھیجا گیا خلیفہ رجب الدین صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں قریباً ایکدن کے رہے اور آں مخدوم کا تحریری مشورہ لیکر آئے۔ جو کہ انکا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا اس تحریر کے درست شیوع کے متعلق بعض احباب کو شکایت ہے۔ اس لئے میں دوبارہ جماعت احمدیہ کی آگاہی کے لئے اس تحریر کی نقل بتمام وکمال ذیل میں درج کرتا ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو جمیع مسلمین کیلئے نور اور ہدایت کا موجب بنائے اور گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کیلئے بھی برکت کا موجب ہو اور حاکم ومحکوم دونو اپنی ذمہ واری کو سمجھیں اور ملک میں قیام امن میں مدد دیں اور مسلمان جو پہلے ہی سے شدائد ومصائب میں مبتلا ہیں انپر اللہ تعالیٰ رجوع برحمت ہو۔ اور انکی خطاؤں سے درگذر کرے۔ اور ان کو تقویٰ اور صلاحیت اور خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کے احکام کی اتباع کی توفیق دے۔ آمین اور ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے اسلام و پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بدنامی ہو۔ آمین!

کان پور کی مسجد کے متعلق اس وقت ہم کو اس امر کے لئے رائے زنی کی چنداں ضرورت نہیں کہ اسمیں زیادتی کس کیطرف سے ہے ظالم کون ہے اور مظلوم کون مگر میں عام مساجد کی حرمت کیلئے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے گورنمنٹ کے خلاف جو جہاد کی ممانعت کی ہے اس میں بڑی وجہ یہی بیان کی ہے کہ اس گورنمنٹ کے ماتحت ہم کو پوری مذہبی آزادی ہے۔ اسلئے ہم کو ہر طرح سے توقع رکھنی چاہئے۔ کہ آئندہ ہماری مذہبی آزادی میں کسی قسم کا خلل نہیں آئیگا اور گورنمنٹ کی طرف سے اس امر کے متعلق کھلے طور پر اعلان ہوگا۔ کہ آئندہ کوئی سکرری افسر کسی مسجد یا معبد کو نہ گرائیگا۔ چاہے وہ کسی قوم کی عبادتگاہ ہو۔ کیونکہ اس سے مذہب میں مداخلت اور ملک میں بےچینی پھیلنے کا احتمال ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے "انہدام مساجد" کے مضمون میں جو اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۲ اگست میں چھپا ہے یہ ظاہر کیا ہے کہ کہاں تک قرآن مجید نے دیگر مذاہب کی عبادتگاہوں کی حرمت کا حکم دیا ہے۔ یہانتک کہ جنگ میں بھی مسلمانوں کا فرض ولین دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کو مقرر کیا ہے۔ اسلئے ہم کمال ادب سے اپنی گورنمنٹ سے اپنی مسجدوں کے متعلق اسی ادب واحترام کے خواہشمند ہیں کہ جس ادب واحترام کا ہم کو قرآن مجید نے عیسائی گرجاؤں وغیرہ دیگر معابد کے متعلق حکم دیا ہے خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

مذکورہ بالا تمہیدی سطور صرف غلط فہمی کو دور کرنے اور اصلاح کی نیت سے لکھی گئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو قبولیت کا شرف بخشے آمین!

خاکسار:۔ مرزا یعقوب بیگ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ ۲۰ اگست ۱۹۱۳ء

حضرت خلیفۃ المسیح کے خط کی نقل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرا مذہب یہ ہے جس سلطنت کے ماتحت ہم رہیں اسکے خلاف نہ کریں اسی کے حضور آرام کی درخواستیں کرتے رہیں اگر وہ مان لے تو سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم ہے اگر نہ مانے تو اسکے ملک سے نکل جائیں حضرت۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے کہ نبی کریم موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا۔ قوم کو صبر کا حکم دیا۔ واصبروا۔ ان العاقبۃ للمتقین + آخر درخواست کی ہے۔ ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم۔ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دو اور انکو آپ دکھ نہ دیں۔ حضرت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین نے تیرہ برس مکہ معظمہ میں تکالیف کو برداشت فرمایا سمیہ کو سختی سے قتل کیا گیا۔ زنیرہ کو مار ڈالا۔ یاسر کو نہایت بےرحمی سے قتل کرایا۔ آخر آپ نے پہلے صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا۔ پھر آخر آپ خود مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور مکہ سے ہجرت کر گئے یہ ہے میرا مذہب اور اسپر عملدرآمد ہے۔ رہا یہ اخبار یا اہل حدیث یا انکے برادران خرد وبزرگ سو یہ لوگ ابتدا سے اسوقت تک ہمارے دشمن رہے ہمارا کیا بگاڑا جو اب بگاڑینگے۔ بے ریب کانپور کے حکام با اختیار کی غلطی ہے کہ مندر کو بچایا اور مسجد کو گرایا اور آخر گولی چلانے کا حکم دیا۔ عمدہ تدابیر وعاقبت اندیشی سے کام نہ لیا۔ مگر ایسے حکام کے متعلق قرآن مجید کا حکم صاف ہے وکذالک نولی بعض الظلمین بعضاً مسلمان خود مسلمان ہوں تو انپر ایسے حکام [illegible] (خلیفۃ المسیح)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دوستو اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا (۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلۂ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا۔
(۷) سیاسی تمدنی۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اخبار پیغام صلح لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی اے (آنریری)
ماسٹر احمد حسین فرید آبادی۔ }

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اِک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمتِ دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے تو گویہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ للعہ ششماہی للعہ طلباء سے للعہ اور للعہ
(۳) نمونہ کا پرچہ ۔ کا ٹکٹ آنے پر مفت
(۴) قابل ۔ نامہ نگاروں کو بلاقیمت
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویر ہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں۔ دیگر خط وکتابت مینیجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں } احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور۔

جلد ۱ | لاہور سہ شنبہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۲۱

تازہ برقی خبریں

ٹرکی اور دول یورپ

اڈریانوپل کا سوال (لندن ۲۳ اگست) ریوٹر کا بیان ہے کہ لندن میں ابھی کچھ معلوم نہیں کہ دول یورپ ادرنہ کے بارہ میں کیا تجاویز عمل میں لائیگی، اور کیا یہ خبر بھی قبل از وقت تھی کہ کل طاقتوں کی طرف سے ایک متفقہ یادداشت باب عالی میں بھیجی جائیگی۔ ویانا کا ایک نیم سرکاری اخبار خیال کرتا ہے کہ اڈریانوپل کا مسئلہ اب بین الاقوامی نوعیت کا نہیں رہا۔ اور صرف ٹرکی و بلغاریہ کا باہمی نزاع ہو جائے گا۔

بعد کی خبر یہ امر کہ اڈریانوپل کو ترکوں ہی کے پاس رہنے دیا جائیگا۔ ایک ایسی بات ہے۔ جس کے موقعے بظاہر روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ ٹرکی کو مالی امور میں بائیکاٹ کرنے کے متعلق بھی یورپ والوں کے باہمی اتفاق کی کچھ توقع نہیں پائی جاتی۔ فرانس کے سوا یہ وار جن پر زیادہ تر اس بائیکاٹ کی زد پڑنی تھی اور جنھوں نے پہلے ہی روس کے سیاسی مطالبات کی خاطر بہتیری بڑی بڑی قربانیاں گوارا کی ہیں اب اس کی خاطر کچھ اور کرنا نہیں چاہتے یعنی وہ ٹرکی کے ساتھ داد و ستد ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔

بلغاریوں کا حملہ (قسطنطنیہ۔ ۲۴ اگست) سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ بلغاریوں نے ترکوں کی چوکی واقع اور تہ کوئی پر حملہ کیا مگر مختصر سی جھڑپ کے بعد پسپا کئے گئے۔ ترکوں نے غنیم کے ایک کرنیل اور ۲۳۱ جوانوں کو گرفتار کر لیا

جنگ کے بعد

یونان اور سرویہ (ایتھنز۔ ۲۴ اگست) افواج محفوظ کی سات پارٹیاں برطرف کر دی گئیں۔ البانی قصبۂ دلونیو میں ایک ڈیفنس کمیٹی قایم ہوئی ہے جس نے یہ ٹھانی ہے کہ جہاں تک بن پڑیگا ریاست البانیہ کے ساتھ ربط اور میل کی مخالفت کریں گے (؟)

ولیعہد سرویہ (بلغراد۔ ۲۴) آج ولیعہد سرویہ ایک ہزار سپاہ کے ساتھ بڑی شان و شکوہ سے داخل شہر ہوا۔ شہر میں جھنڈے اور گرفتار شدہ ترکی اور بلغاری بندوقوں کی آرائش و نمایش کی گئی۔

حادثہ (مدراس۔ ۲۰ اگست) کولار کی کان طلا میں ناگہانی حادثہ گزرا بہت سے آدمی آناً فاناً لاکھوں من بوجھ کے تلے دب گئے۔ لاشیں بہت دیر میں بڑی دقت سے نکالی گئیں۔ بعض کی شکلیں بھی نہیں پہچانی گئیں۔ حالات درد انگیز ہیں (خدا کی پناہ)

جالندھر ہوشیارپور سکشن متعلقہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا افتتاح یکم ستمبر کو ہوگا ۔ دہرم سالہ میں ۲۴ کی صبح کو زلزلہ آیا اُسوقت بارش بھی زور سے ہو رہی تھی۔

متفرق خبریں

سنہری مسجد دہلی مدت سے فوجی حکام کے زیر اثر تھی۔ کوئی اس میں نماز نہ پڑھنے پاتا تھا۔ مسلمانوں نے بار بار کوشش کی مگر ناکام رہے۔ لیکن شکر ہے کہ اب صاحب چیف کمشنر بہادر دہلی کی مہربانی سے اس میں نماز کی اجازت ہو گئی ہے۔ یہ مسجد لال قلعہ کی دیوار کے تلے واقع ہے اور ایک خوبصورت مسجد ہے۔ جس کی منبطی واقع میں سخت قلق کا موجب تھی اب نہ صرف مقامی مسلمانوں بلکہ نیز تمام مسلم پریس کا فرض ہے کہ اس نوازش پر مقامی حکام کا شکریہ ادا کرے۔ تاکہ قوم احسان فراموش نہ سمجھی جائے۔

افغانستان کے قصر شاہی میں پچھلے مہینہ ایک شاندار نمائش منعقد ہوئی۔ جس میں سال بھر کی تیار شدہ تمام کابلی مصنوعات خصوصاً اسلحہ حرب مثل توپ۔ بندوق۔ کرچ۔ تلوار۔ نیزے۔ اقسام بارود۔ بمب کے گولے۔ کارتوس وغیرہ رکھے گئے۔ اس میں تمدنی آسائش کی بھی بہت سی چیزیں تھیں ملکی صنعت وحرفت کے قابل قدر نمونے دیکھ دیکھ کر لوگ نہایت مسرور ہوتے اور امیر صاحب کو دعائیں دیتے تھے۔ ختم نمائش کے بعد امیر صاحب نے تمام کاریگروں کو جمع کر کے ان کے حوصلے بڑھائے۔ انعام واکرام دیئے۔ تنخواہوں میں بیش قرار اضافے ہوئے۔

قسطنطنیہ سے نامہ نگار زمیندار لکھتا ہے۔ کہ باوجود یورپ کی اس دھمکی کے کہ ٹرکی کو قرضہ نہیں دیا جائیگا۔ بحری مظاہرہ کیا جائیگا۔ اور ولایت اناطولیہ پر دست تعدی دراز ہوگا۔ ترک اڈریانوپل چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ ترکی افواج نے دریائے مارٹزا سے لیکر سواحل بحیرۂ اسود تک قابض ہونے کے علاوہ خود بلغارستان کے ایک حصہ پر بھی جس میں ۳ لاکھ نفوس آباد ہیں قبضہ کر لیا ہے۔ گو ترکوں کے پاس روپیہ کی قلت ہے۔ لیکن ادرنہ کے اموال غنیمت بھی جو ان کے ہاتھ آئے ہیں دس لاکھ پونڈ سے کم نہیں۔ دول یورپ کو حیرانی ہے اور گو انہوں نے باب عالی کے نام ایک سفارتی یادداشت بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن عملاً ابھی تک وہ کچھ نہیں کر سکیں۔

کلکتہ میں ۱۲ تاریخ کو فساد ہوتے ہوتے رہ گیا سیالدہ ریلوے دفاتر کے پیچھے ایک مسلمان خاتون کے مملوکہ قطعہ زمین پر ایک مسجد واقع ہے محکمہ ریلوے وہاں اپنے کوارٹرز بنوا رہا ہے۔ کھدائی کا کام مسجد کے قریب پہنچ گیا تھا مسلمانوں کو خطرہ ہوا۔ کارخانے بند کر دیئے اور ہزاروں جمع ہو گئے اور حفاظت مسجد کے طلبگار ہوئے۔ خیر گذری کہ صاحب کمشنر پولیس نے کسیقدر رد و قدح کے بعد وعدہ کر لیا کہ تعمیر کا کام دو ماہ کے لئے بند کرا دیا جائیگا تاکہ

کچھ حوادث وقوع میں آتے۔

مسلمانان بنگال آج کل علم سنسکرت کی تحصیل میں بہت نام پا رہے ہیں حال میں ایک مولوی شاہد اللہ صاحب کو اس زبان کی تکمیل کے لئے ولایت جانے کی غرض سے سرکاری طور پر انتخاب کیا گیا ہے۔

مصر میں (بموجب پیغام قاہرہ مورخہ ۲۲ اگست) اب کے دریائے نیل کی طغیانی اتنی کمزور ہے۔ کہ جنوبی و بالائی علاقہ میں مزارعین کو سخت تشویش ہو رہی ہے۔ محکمہ آب پاشی کی مساعی بھی بے سود و مایوسی بخش ثابت ہوئی ہیں

ولیعہد ایران (ویانا آسٹریا) کے رستے ۲۲ اگست کو مراجعت فرمائے دار السلطنت طہران ہو گئے۔

رنگون کی تار خبر ہے کہ برما ریلوے کی ایک شاخ پر شدت سیلاب میں لائن کا ایک حصہ بہ گیا۔

کراچی کا بمب کیس ابھی تک چل رہا ہے۔ وکیل سرکاری کے دلایل استغاثہ ختم ہو چکے ہیں۔ طرف ثانی کے بیانات باقی ہیں۔ فیصلہ کی ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔

شملہ کے آلہ زلزلہ شناسی نے پچھلی جمعرات کو ½۲ بجے دوپہر کے قریب ایک اور خفیف زلزلہ کی خبر دی۔ اس سے قبل اسی روز قریباً ½۱ بجے صبح کے بھونچال آچکا تھا جس نے اکثر اونچی اونچی عمارات مثل دفاتر سیکرٹریٹ۔ کلب۔ ہوٹل وغیرہ کو خوب زور سے ہلا دیا۔ آلہ کو رسے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے زلزلہ کی اصل تحریک شملہ سے کوئی سو میل کے فاصلہ پر کہیں ہوئی ہے۔

پنجاب کے ڈپٹی کمشنروں کی ترقی گریڈ اور اضافہ تعداد سے متعلق ایک سکیم عنقریب صاحب وزیر ہند کی خدمت میں بھیجی جانے کو ہے۔

چھاونی لاہور سے آتا ہوا ایک ہندو کلرک پچھلی جمعرات کو ٹرین کے تلے آ کر کچلا گیا۔

طاعونی رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ ۱۶ اگست سے معلوم ہوتا ہے کہ کل ملک میں ۱۲۸۹ واردات ہوئیں اور ۹۳۸ اموات صوبہ وار تفصیل اموات یہ ہے بمبئی ۳۴۸۔ مدراس ۲۷۔ بنگال ۰۔ بہار و اڑیسہ ۸۴۔ صوبہ متحدہ ۲۱۶۵۔ پنجاب ۳۸ برہما ۱۰۳۔ میسور ۸۱۔ ریاست حیدرآباد ۳۳۔ پنجاب میں تعداد اموات ہفتہ ماسبق سے ۸ زیادہ ہوگئی۔

مقدمہ کانپور۔ ۲۳ اگست کی پیشی میں اکثر ملزمان نے اس قسم کے بیان دیئے کہ انہوں نے فساد میں شرکت نہیں کی۔ پولیس نے انہیں کسی نہ کسی کام پر جاتے ناگہانی پکڑ لیا۔ آخر کے تینوں دن جج صاحب کے بیچ تناول کرنے کی ملزمان کو نماز کی اجازت ملتی رہی مگر ان کی ہتھکڑیاں نہیں اتاری گئیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد۱ مورخہ ۲۶ راگست ۱۹۱۳ء نمبر ۲۱

مُسلمانوں کے لئے کامیابی کی راہ

نمبر۳

حضرت نوح (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پہلے اپنے آپ کو خداوند واحد کا سچا پرستار بنایا اور شرک سے بیزاری ظاہر کرنے کے لئے اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْن - کا نعرہ بلند کیا پھر جب ان کے قلب صافی میں بنی نوع انسان اور خصوصاً اپنی قوم کی ہمدردی کا جوش موجزن ہوا تاکہ دوسروں کو بھی اسلام کی دولت سے مالا مال اور توحید کی بیش بہا نعمت سے بہرہ مند ہوتے دیکھیں تو ایک درد بھرا دل لیکر اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہ کا وعظ فرمانے لگے - باوجودیکہ قوم کی طرف سے اس دلسوزی اور سچی خیر خواہی کے جواب میں بجائے اظہار امتنان کے طعن وملامت کی کھربار رہتی اور گالیوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے - وہ خدا کا برگزیدہ اعلائے کلمۃ اللہ سے نہیں اکتاتا اور برابر یہی کہے جاتا ہے کہ تم میری بات پر کان دھرو - میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں - اور اس پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہ - حضرت نوحؑ اپنے اس پاک مشن کو لیکر کمال پامردی واستقلال کے ساتھ نکلتے اور فرض تبلیغ کی ادائیگی میں بسرگرمی مصروف ہوجاتے ہیں اور باوجود تمام مخالفتوں اور مشکلات کے آخر فائز المرام ہوتے ہیں - لیکن ان کے بالمقابل حق کے برخلاف راہوں پر قدم مارنے والے ایک خوفناک بحر ناپید اکنار میں غرق ہوکر مچھلیوں اور دوسرے مہیب بحری جانوروں کا طعمہ بنتے ہیں اب ایک صاحب بصیرت اور خدا ترس دل کے لئے مقام غور ہے کہ نوح علیہ السلام تو ایسے زندہ جاوید ہوئے کہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں مقبولیت اور سلامتی تا ایام قیامت ان کے نام سے وابستہ ہے - مگر ان کے منکر اور دشمن ایسے ناکام ونامراد ہوئے - کہ اپنے وقت میں نہایت عظیم الشان اور سطوت وجبروت والے تاجدار ہونے کے باوجود آج کوئی فرد بشر بھی دنیا میں ایسا نہ پاؤگے - جو ان کے نام لیوا کہلانے پر فخر کرسکے -

اسی قسم کی شہادت ہمیں حضرات ابراہیم - اسمٰعیل - یعقوب - یوسف - داؤد - موسیٰ - عیسیٰ وغیرہم (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی پاک سیرتوں کے مطالعہ سے ملتی ہے - جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ اگر حقیقی فلاح پانے کے کوئی گُر دنیا میں ہوسکتے ہیں - تو وہ یہی ہیں - جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ؛

پھر دور کیوں جائیں - مذکورہ بالا صد آیتوں کے حامل سید ولد آدم (اللہ تعالیٰ کے ہزار ہزار درود اور رحمتیں اُن پر ہوں) اللہ سے خبر پاکر اس پر پہلے خود عمل کیا - اور وہ ایسا کامیاب ہوا کہ اُس کی مثال آج دنیا میں کہیں مل نہیں سکتی - نبیوں تک کا سردار بنا دیا گیا - الٰہی قرب کے جتنے درجے تھے سب کو طے کرتا ہوا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ نبوت جو انسان کے لئے مقدر تھا اس پر جا ٹھہرا - یتیمی سے اُٹھا اور وصال کے وقت عرب جیسی جنگجو قوم کا فاتح اور روحانی وجسمانی بادشاہ تھا - آج تک کروڑ ہا مخلوق اور ہزاروں تاجدار اُس کی پاک کلام کو سنتے ہی تعظیم کے لئے اپنی تختوں کو چھوڑ نیچے اُتر آتے ہیں اور اُس کے ہر ارشاد پر سر تسلیم خم کرنے میں اپنی سعادت اور فخر سمجھتے ہیں ؛

کیا یہ کچھ چھوٹا سا معجزہ ہے اور کیا یہ کچھ کم درجہ کی دلیل ہے - میں کہتا ہوں کہ یہ اکیلی دلیل ہمیں اس امر پر یقین دلانے کے لئے کافی ہے - کہ اگر کامیابیوں کے حصول کے لئے کوئی نسخہ اعلیٰ سے اعلیٰ تجویز کیا جاسکتا ہے - تو وہ وُہی ہے - جس کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا اور جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے - یہی نہیں کہ وہ نبی عربی اُمیوں میں مبعوث ہوکر حکیم مطلق کے تجویز فرمائے ہوئے اُس نسخہ سے خود اعلیٰ ترین مدارج کمالات پر پہنچا - بلکہ بمصداق "یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ - وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۵" اس نے عرب جیسی اکھڑ اور اجڈ قوم کی بھی اپنی پاک تعلیم اور تزکیہ کی برکت سے کایا پلٹ دی - اُس کی قوت قدسی کے مقناطیسی اثر نے اُنہیں نفسانی ظلمتوں سے مخلصی دلائی - ان کی رُوحوں کو ماسوا اللہ کی آلائشوں سے پاک صاف کیا - حکمت ودانائی سکھلائی - جس نے اُس قوم کو جو دن رات مبتلائے فسق وفجور رہتی تھی تہذیب وشائستگی میں دنیا کا اُستاد و پیشوا بنا دیا - جہالت کا یہ عالم تھا - کہ خفیف خفیف باتوں پر خانہ جنگی شروع ہوتی - تو اس کا فتنہ صدیوں تک طول کھینچتا تھا وہ غالف بین تلوہکمر کے ماتحت نہ صرف آپس میں ماں جائے بھائیوں سے زیادہ شیر وشکر ہوگئے - بلکہ عام انسانی ہمدردی سے بھی اُن کے دل لبریز ہوگئے ؛

تبلیغ اسلام کے لئے اُٹھے تو اس عزم واستقلال سے کہ راہ حق میں کسی روکاوٹ کی پروا نہ کی - غرض اللہ تعالیٰ کی رضا کے رستہ میں مال تو کیا شے ہے - جان جیسی عزیز چیز کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا جب اُنہوں نے اس درجہ ایثار واخلاص دکھلایا - تو وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوگئے فتح ونصرت جدھر قدم اُٹھاتے اُن کے ہم رکاب تھی - دولت وحشمت عروج واقبال ان کے لونڈی غلام بن گئے - غرض دیکھتے دیکھتے چند ہی سال کی قلیل مدت میں وہ کامیابی وترقی حاصل کی - کہ تاریخ عالم اس کی نظیر نہیں لاسکتی - جاہل تھے عالم ہوگئے - کفار فجار تھے مومن متقی وپرہیزگار بن گئے - غریب تھے امیر کبیر بلکہ بادشاہ ہوگئے - قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں اسی نبی اُمی کے غلاموں کے قبضہ میں آگئیں -

یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ اسی طرح کہ اُنہوں نے اسی محفوظ وسیدھی راہ پر قدم مارا جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی کے لئے تجویز فرمائی ہے

پس اے برادران ملت آج بھی علاج تمہاری قوم کے ادبار کا یہی ہے انہی راہوں پر چلنے سے تم کامیاب ہوسکتے ہو - دیکھو تاریخ میں غور کرو - جوں جوں تم نے اسلام کو چھوڑا اور اُن راہوں پر چلنے سے گریز کیا تم دن بدن ذلیل ہوتے چلے گئے - وہ رُعب ودبدبہ نہ رہا جو تمہارا رعب سابقین اولین کا دُنیا میں تھا تفرقہ سے تمہاری ہوا اُکھڑ گئی - تم خستہ وخوار ہوگئے - ذلیل ترین قومیں بھی اب تم پر چڑھ کر آتی اور تم کو بنظر حقارت دیکھتی ہیں اور ہر طرف سے حملہ پر حملہ ہورہا ہے اور یہ شعر تم پر صادق آتا ہے ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار وبےکس ہمچو زین العابدین

دُنیا تمہارے لئے مجسم دوزخ بنی ہوئی ہے - کوئی شہر کوئی ملک تمہیں قبول نہیں کرتا ؛

اب تک بھی تمہیں ہوش نہیں آیا اور اگرچہ مصائب زمانہ نے تمہیں کچھ بیدار تو کر دیا ہے - لیکن ابھی پورے طور پر تمہاری آنکھ نہیں کھلی - تم اُس مالک کی طرح جو سویا ہوا اُٹھتا ہے - جبکہ اُن کا مال چور لے گئے ہوں - ادہر اُدہر سراسیمہ وششدر بھاگے پھرتے ہو - اصل صراط مستقیم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے -

تم میں بہت سے دردمند دل ہیں - جو کہ اپنی قوم کو سنبھالنے اور اسکو کامیاب بنانے کے لئے طرح طرح کے راہیں تجویز کرتے ہیں - ایک کہتا ہے کہ ہم میں سود جائز نہیں ہے - اس لئے ہم غریب ہوتے جاتے ہیں - اور دوسری قومیں امیر - بس اسی سے قوم کی نجات ہوگی - دوسرا کہتا ہے کہ تعلیم میں ہم پیچھے رہ گئے - اس لئے ہم ذلیل ہیں - بس تعلیم میں ہی ہماری فلاح وبہبود کا راز مضمر ہے - تیسرا کہتا ہے کہ کثرت ازدواج نے ہمارا بیڑہ غرق کردیا - اس لئے اس کو معاذ اللہ قرآن سے نکال دینا چاہئے چوتھا بولتا ہے کہ مذہب اور مذہبی لوگوں نے مسلمانوں کو ذلیل کیا - بس مذہب کو چھوڑ دینا چاہئے - یہ سب فضول ہے یورپ کی تقلید کرو - پانچواں اُٹھتا ہے - کہ ترک شام کے ملک پر قناعت کریں اور برطانیہ کی پناہ میں آجائیں - تو اس میں مسلمانوں کی نجات ہے - چھٹا اعلان کرتا ہے کہ ہم کو پولیٹیکل معاملات میں جدوجہد کرنا چاہئے - تب ہی ہم کامیاب ہونگے -

الغرض جتنے منہ اتنی باتیں - کوئی اتنا نہیں سوچتا - کہ ہنود ویہود وغیرہ کو جو کہ بڑی بھاری سود خوار قومیں مانی ہوئی ہیں - کیوں ذلت نصیب ہوئی - اور پھر مسلمانوں نے جب ترقی کی - تو اُس وقت کثرت ازدواج اُن میں کیا جائز نہ تھی؟ اور آج یورپین ممالک میں کیا ظاہرا اور خفیہ کثرت ازدواج موجود نہیں ہے؟

ہم مانتے ہیں کہ تعلیم سلطنت برطانیہ سے موافقت پولیٹیکل معاملات میں ایک حد تک غور وفکر کرنا ہمارے لئے مفید ہوسکتا ہے - لیکن ہم بڑے زور سے مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتے ہیں اور اُن کے دل میں اس کے لئے تڑپ ہے - تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا ہدایات کو اپنا شعار زندگی بناویں - اسی میں سب راز ہیں اُن کی ساری کامیابیوں کے - حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؛

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

مسلمان نہ تعلیم میں نہ دولت میں - نہ پولیٹیکل چالوں میں - نہ کسی دنیاوی طاقت کی مدد سے آج دنیا کی اُن قوموں کو جو ان امور میں ان سے ہزار ہا کوس آگے نکل چکی ہیں پیچھے چھوڑ نہیں سکتے ؛

افسوس ہے کہ ہنوز مسلمان باوجود اپنی مصیبتوں اور انہی تکالیف کے خواب غفلت میں ہی مدہوش ہیں انہوں نے اپنے محدود علم اور ناقص قوت فیصلہ کا غلط اندازہ لگا کر ابھی بکلی آستانہ الٰہی کی طرف رجوع نہیں کیا ہم اُن کی خدمت میں خواہ وہ چھوٹے ہیں یا بڑے - خواہ اخبار نویس ہیں یا سکرٹریان انجمن - خواہ وہ ممبران کونسل ہیں یا لیڈران قوم دردِ دل سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اُٹھیں جاگیں سستیوں غفلتوں اور لاپرواہیوں کو چھوڑ دیں - تکبر اور غرور سے تائب ہوں اور اپنے سروں سے خودی کو نکال دیں - مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول نے جو نسخہ تمہاری قوم کے لئے شفاء اور رحمت تجویز کیا ہے - اُسی کو مضبوط پکڑو - خود اس پر عامل ہوکر مسلمان بن جاؤ - اللہ تعالیٰ کا صادق ومامور قادیانی (رحمۃ اللہ علیہ) جو بروز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوکر دنیا میں آیا اور غلام احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت سے تمہارا تزکیہ نفس کرتا رہا کونوا مع الصادقین کے مطابق اس کے متبعین کی معیت اختیار کرو - تاتم پاک کئے جاؤ - اور سب فسادوں اور فروعی جھگڑوں کو خیرباد کہکر اشاعت اسلام اور اُس جہاد میں جو اُس کی جماعت نے شروع کر رکھا ہے - تن من دھن سے مصروف ہوجاؤ - تم نے صدیاں غفلت میں گذار دیں اب کم از کم دس سال تک ہی اس نسخہ کو استعمال کرکے تو دیکھو - میں خدا کی قسم کھا کر تعیناً کہتا ہوں - کہ انشاء اللہ پھر ہم میں وہی امانت اور دیانت وہی شوکت وسطوت پیدا ہوجائیگی - جو کہ ہمارے بزرگوں کے لئے موجب فخر تھی - اللہ ہم کو ایسا کرنے کی توفیق عطا کرے - آمین!

الحق مُر

آج کل ہندوستان میں تین قسم کے اخبارات ہیں؛ -

(۱) ایک وہ جو خفیہ سوسائٹیوں کے ہاتھ میں ہیں یہ خفیہ طور پر چھپتے اور خفیہ طور پر ہی تقسیم ہوتے ہیں - وہ گورنمنٹ کے سخت دشمن اور باغی ہیں اُن سے ہمیں نفرت او اجتناب ہے - کیونکہ وہ رعایا کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں -

(۲) دوسرے وہ ہیں - جو لوکل حکام کی بیجا خوشامد کرتے ہیں - اپنے آپ کو وفادار اور باقی لوگوں کو باغی قرار دیتے ہیں - اپنی کسی غرض کے لئے حکام کو دہوکہ دینا چاہتے ہیں - اور لوکل حکام بھی نفس کی کمزوری سے بعض اوقات اُن کے دہوکے میں آجاتے ہیں - یہ حاکم ومحکوم دونوں کے دشمن ہیں - نہ گورنمنٹ کو پبلک رائے کا حال معلوم ہونے دیتے ہیں نہ پبلک کو گورنمنٹ کا اصول منشا اور پیام کہ ان کے حالات اگر وہ باقاعدہ عرض معروض کریں تو سننے کے لئے تیار ہے وہ سوائے اپنے باقی سب اخبارات کو باغی ثابت کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ بند ہوں اور یہ اُن کی جگہ لیں - یہ بھی قابل نفرت واجتناب ہیں -

(۳) تیسرے وہ اخبارات ہیں - جو خیر الامور اوسطہا کے مصداق ہیں وہ جانتے ہیں کہ گورنمنٹ اپنی ہے اور اگر کوئی غلطی اس کے عمال سے ہوجاوے تو خیر خواہی اور وفاداری یہی ہے - کہ گورنمنٹ کی خدمت میں اُس کی اصلاح کے لئے درخواست کی جاوے - تاکہ رعایا کے دل میں سلطنت کے انصاف کا جو یقین ہے اُس میں فرق نہ آوے اس لئے جب کوئی معاملہ سامنے آتا ہے - وہ اُس کو فوراً صاف صاف کھول کر رکھ دیتے ہیں - خواہ وہ لوکل حکام کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر معاملہ سدھر جاتا ہے - لیکن بعض اوقات ان لوگوں کو بعض جلد باز لوکل حکام کی ناراضگی کے سبب نقصان بھی پہنچ جاتا ہے جس پر وہ خوشامدی بہت خوش ہوتے ہیں - لیکن حق کے لئے جو نقصان پہنچے وہ انسان کے لئے برکت کا موجب ہوتا ہے - یہ مؤخر الذکر گروہ اصل خیر خواہ رعیت وسرکار ہوتا ہے اور اس قابل ہے کہ لوگ اس کی قدر کریں - اور یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ جو حق کی خاطر نقصان کی پرواہ نہیں کرتا وہی سچا مومن ہوتا ہے

پس ہمارا فرض ہے کہ اول الذکر ہر دو قسم کے اخبارات کے دہوکوں سے اپنے آپکو بچائیں - یہاں لاہور میں اسی قسم کے بہت سے اخبار ہیں جن کی غرض پیسہ ہے اور بس - اللہ تعالیٰ ہمیں اُن سے محفوظ رکھے - آمین!

علاج الموت یعنی رسالہ ہیضہ

مصنفہ حکیم پیر بخش صاحب طبیب سرکاری ریاست سرمور - جس میں ہیضہ کے اسباب علاج اور حفظ تقدم کی تدابیر کو بڑی عمدگی سے عام فہم طور پر بیان کیا گیا ہے - قیمت ۸ر ملنے کا پتہ قاضی فضل کریم احاطہ میاں محمد امین صاحب سود اگر چرم - ارز لکھا لاہور

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

ترجمہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ - اگر اسلام یعنی اطاعت قوانین الٰہیہ کے سوا کوئی اور طریق اختیار کر لیا۔ تو مقبول تو ہونے سے رہا۔ انجام کار نقصان بالضرور ہوگا ۔ ہم تو فطرتاً۔ اطاعت و اتباع قوانین پر قائم کئے گئے ہیں ہمارے توقویٰ کا نشوونما ہی قوانین کے چلنے پر حصر رکھتا ہے۔ اسی صداقت کی طرف قرآن کے ذیل کے الفاظ اشارہ کرتے ہیں *

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ - (شریعت کی اطاعت) تو خدا کی دی ہوئی فطرت ہے۔ اور اسی فطرت پر انسان بنایا گیا ہے۔ خدا کی خلقت میں تو تبدیلی ہو ہی نہیں سکتی۔ بس یہی تو ہے مضبوط مذہب اور دین ہے۔ فطرتاً ہم پابندی قوانین کے قابل ہیں اور اسلام کا یہ وہ بنیادی اصول ہے۔ جس سے اسلام کو عیسائیت کی موجودہ شکل سے تخالف ہے۔ میں نے موجودہ شکل اس لئے کہا۔ کیونکہ خود جناب مسیح نے تو ان اصولوں کی تعلیم نہیں کی تھی۔ جو اس کے بعد کلیسیا نے تراش لئے۔ جناب مسیح تو ایک سچے مسلمان تھے انہوں نے تو صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اپنے حواریوں کو یہی اسلام سکھایا جن کی تشریح اس وقت کر رہا ہوں اس کے متعلق شاید اس کے یہ الفاظ ہیں *

"مت خیال کرو کہ میں قوانین کو توڑنے آیا ہوں یا پیغمبروں کے خلاف کرنے آیا ہوں۔ میں شریعت کو برباد کرنے نہیں آیا۔ شریعت کو پورا کرنے آیا ہوں۔ میں تمہیں کہتا ہوں جب تک زمین و آسمان ہے۔ ٹل جاوے شریعت کا ایک ذرہ بھی نہ ٹلے گا۔ جب تک پورا ہو کر نہ رہے۔ لہٰذا جو تم میں سے قانون کو ذرا بھی توڑتا ہے یا لوگوں کو ایسا سکھلاتا ہے۔ وہ خدا کی سلطنت میں چھوٹا ہے اور جو شریعت کو پورا کریگا یا لوگوں کو سکھلائے گا وہ خدا کی سلطنت میں بڑا کہلائے گا"

یہ تو جناب مسیح نے سکھلایا۔ ہاں وہ رخصت ہوئے۔ تو میاں پولوس اور کلیسیا میں اس کے متبعین نے یہ تعلیم دینی شروع کی۔ کہ ہم قوانین پر چل ہی نہیں سکتے۔ گناہ جو خلاف ورزی قانون کا نام ہے۔ یہ تو ہماری فطرت ہے۔ ہمارا ورثہ ہے اور جب یہ صورت ہے تو خداوند کا عدل ہم کو سزا سے کب چھوڑ سکتا ہے۔ جب تک کوئی کفارہ کی تجویز نہ ٹھیرے اور کفارہ پھر وہ ہو۔ جو ہماری طرح کی فطرت کا نہ ہو۔ بلکہ معصوم فطرت کا ہو۔ اور وہ تو پھر خدا ہی ہے۔

عیسائی مذہب کے کل کے کل اصولوں کی بنیاد تو اس طرح۔ بس یہ اصول ہے کہ گناہ یعنے خلاف ورزی قانون ہمارا ورثہ اور فطرت ہے لہٰذا پابندی قانون کے لئے ہماری ناقابلیت کا عقیدہ تو جڑ ہے اور باقی دیگر عقاید عیسویت اس کی شاخیں۔ میں عیسائی الہیات کی معقولیت کو زیر جرح لانا نہیں چاہتا میں اس کو اس کی موجودہ شکل میں ہی قبول کر لیتا ہوں۔ ہاں میں آپ کی اجازت سے ایک بات آپ کو سمجھاتا ہوں۔ کیا یہی خدا کا عدل جو کفارہ چاہتا ہے مجھے ہر قسم کی سزا سے بری الذمہ نہیں چاہتا۔ صاحبان۔ کیا آپ از روئے عدل و انصاف اپنے نوکر کو ایسے فعل کے نہ کرنے پہ ماریں گے۔ جس فعل کے کرنے کی اس میں استعداد ہی نہیں کیا آپ اپنے خادم کو ایسے امر کے نہ کرنے پر سزا دیں گے جس سے وہ فطرتاً نہیں رک سکتا۔ کیا جناب والا آپ اپنے کتے کو ماریں گے۔ کہ اس کی چھاتیوں سے عمدہ دودھ نہیں نکلتا۔ کیا اپنی بلی کو زدوکوب کریں گے۔ کہ کیوں آج اس نے آپ کو اچھی سواری نہیں دی۔ کیا آپ گائے کو سزا رسید کرینگے کہ وہ گھاس کیوں کھاتی ہے۔ کیا آپ اپنی بھیڑ پر ناراض ہونگے۔ کہ کیوں مزیدار سریلا گانا نہیں گاتی۔ یا آخر میں آپ بندروں کے جوڑے پر ناخوش ہونگے کہ کیوں وہ نر مادہ مل کر نہیں ناچتے *

نہیں صاحب نہیں۔ آپ عقلمند ہیں۔ ایسا ناقابل عفو فعل آپ سے کب ہو سکتا ہے۔ آپ کا عدل و انصاف تو شاید اس قدر بھی گوارا نہ کرے کہ معمولی سے معمولی تنگ مزاجی کا اظہار آپ کسی پر ایسے امر کے نہ کرنے سے کریں۔ جو فطرتاً اس سے نہ ہو سکتا ہو۔ اور اگر یہ بات درست ہے تو مکرم اگر کلیسیا کے اصولوں کا ماننا میری نجات کے لئے ضروری ہے تو کیا میں خدا کے عقل و انصاف کو اپنے عقل و انصاف سے کم سمجھوں بلکہ خدا کو تو ایک اور فضیلت مجھ پر ہے وہ تو میرا خالق بھی ہے اور علیم بھی ہے کیا جو کچھ نقص بھی میری فطرت میں ہیں۔ وہ بحیثیت خالق ہونے کے خود بھی اللہ ذمہ وار نہیں۔ وہ میرا بنانے والا ہے۔ کیا اس کو علم نہیں کہ مجھ میں کیا استعداد ہے اور کیا استعداد نہیں۔ کونسا انصاف اور کونسی شرافت اس کو اجازت دیگی۔ کہ وہ مجھ سے ان باتوں کی توقع رکھے۔ جس کے لئے میں بنایا ہی نہیں گیا۔ جب وہ جانتا ہے کہ میں کیا ہوں۔ جب وہ خود ہی میری اس خلقت کا ذمہ وار ہے۔ جو مجھے شریعت پر چلنے کے قابل ہی نہیں رکھتی تو پھر یہ کہاں کی شرافت ہے کہ وہ شریعت میرے لئے تجویز کرتا ہے *

اس طرح صاحبان۔ عیسائیت دو کونوں کو ملانے والے عنکبوتی پل پر معلق ہے اگر انسان شریعت کی پابندی کر سکتا ہے اور دوسروں کو ایسا سکھلا سکتا ہے تو پھر خدا کی سلطنت میں داخل ہونے کا وعدہ صرف اسی ایک بات پر جناب مسیح دے چکا ہے جیسے کہ میرے اقتباس کے الفاظ ہیں۔ پھر انسان کو کفارہ کی ضرورت نہیں اور اگر میں شریعت پر چلنے کے قابل ہی نہیں تو پھر اگر خدا عادل ہے تو وہ کس عدل کی رو سے مجھے سزا دے سکتا ہے۔ پھر کفارہ ایک فضول امر ہے۔ دوسری طرف اسلام جس کے معنے ہی کامل پابندی قوانین ہے۔ ہم کو تعلیم دیتا ہے کہ انسان اپنے اندر اعلےٰ سے اعلےٰ استعدادیں اور قابلیتیں رکھتا ہے جن کو فعل میں لاکر وہ اپنی نجات حاصل کر لیتا ہے۔ صاحبان بہشت اسلامی اصطلاح میں بعد الموت انسان کی اس حالت کا نام ہے۔ جب اس کے کل قویٰ اور استعدادیں مکمل نشوونما پا لیں۔ ایسا ہی جب مرنے پر انسان کی اخلاقی اور روحانی قوتیں بلا تعدیل و تہذیب حالت میں رہیں۔ تو وہ اپنی دوزخ اپنے کندھوں پر ساتھ لے جاتا ہے۔ قرآن کی تعلیم کے مطابق تمہارا بہشت اور تمہارا دوزخ تمہارے ساتھ اور تمہارے اندر ہے۔ جو بعد میں حس و شکل کے ماتحت ہو سکتا ہے *

اب میں آپ سے ایک اور امر دریافت کرتا ہوں۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ ہم اس زندگی میں بھی مکافات عمل بھگتے ہیں۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ نادر حالات کے سوا ہم خود ہی اپنی خوشی اور تکلیف کے ذمہ وار ہیں لہٰذا اگر ہمارا کوئی فعل بھی پھل دیئے بغیر نہیں رہتا۔ اور یہ پھل ضروری نہیں کہ فوراً ہی مل جاویں۔ بلکہ آخر تو کچھ وقت چاہیئے۔ جب ہمارے اعمال کے پھل طیار ہوں اور خصوصاً ان افعال و اعمال کے پھل جو کسی انسان سے اپنی موت سے کچھ ہی وقت پہلے سرزد ہوئے ہوں اب اگر میں ان کا منطقی تقاضا پر یہ نتیجہ مرتب کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ بعد الموت زندگی کے آپ قابل ہو سکتے ہیں۔ تو پھر قرآن نے انسانی استعدادوں کی کہیں نشوونما کا نام بہشت اور ان کے غیر طبعی اور نا تربیت و تعدیل یافتہ حالت کا نام دوزخ رکھا ہے *

مجھے اس سے انکار نہیں کہ انسان کا میلان طبع شریعت کے توڑنے کی طرف بھی ضرور ہے۔ لیکن یہ رجحان اس بات کا ثبوت نہیں کہ ہم میں پابندی شریعت کی استعداد نہیں۔ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کا اعلیٰ مشن نسل انسان کو شرافت کے معراج پر پہنچانا تھا۔ فرمایا ہے کہ ہر ایک تخم بوقت ولادت مسلمان فطرت رکھتا ہے۔ اس میں پابندی شریعت کی استعداد ہوتی ہے یہ تو اس کے بعد کی لواحق حالات ہیں۔ جو اس کو اسلامی فطرت سے محروم کر دیتے ہیں اور وہ قانون توڑنے لگتا ہے۔

بہرحال۔ اسلام اور عیسائیت میں فیصلہ کن امر یہ ہے کہ آیا انسان کو قانون پر چلنے کی استعداد ملی ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر تم اپنی روزمرہ کی تاریخ اور اس کے کاروبار پر سرسری نگاہ بھی ڈال لیتے ہیں تو اس کا ثبوت اثبات میں ملتا ہے کیا عجیب بات ہے کہ انہیں قوموں نے بالخصوص جو عیسائیت کو مانتے ہیں۔ اپنے روزانہ طریق عمل سے عیسائیت کے اس بنیادی اصول کا ابطال کیا ہے۔ ہم مشرقی لوگ۔ تو ان تمام اغلال اور زنجیروں سے جو مغرب میں سوسائٹی کے تجویز کردہ رواج نے پیدا کر رکھے ہیں۔ بہت ہی آزاد ہیں۔ آپ میں سے تو قریباً ہر ایک کو بے شمار قواعد جو فیشن اور رواج نے پیدا کر رکھے ہیں۔ کپڑے پہننے میں۔ کھانا کھانے میں چلنے پھرنے میں۔ پبلک کاموں میں ادا کرنے پڑتے ہیں تمہاری تو روزمرہ کی کھیلیں۔ دفع الوقتی یا تفریح کے اشغال ضوابط اور قواعد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور کیا عجیب بات ہے کہ تم یہ سامنے کے سارے قواعد تو پابندی کے ساتھ ملحوظ رکھتے ہو۔ لیکن جب مذہب کا سوال آتا ہے تو پھر تم کچھ اور اظہار کرتے ہو۔ آؤ میں آپ کو ذرا ان قواعد و ضوابط کی طرف متوجہ کروں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ اصول ان قوانین نے جمع کر [illegible]

مراسلات

ہندو مسلمانوں کا اتحاد اور پیغام صلح

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہاں یہ بے محل نہ ہوگا۔ اگر ہم لاہور کی ایک حال ہی میں قائم شدہ کمیٹی یعنے "دی ہندو مسلم یونینٹ گئو رکھشا سوسائٹی (جس کے سیکرٹری ایک مسلمان بزرگوار ہیں) کی خدمت میں بھی یہ عرض کریں۔ کہ پیشتر اس کے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی تجویز اس مقصد کے لئے پیش کریں۔ وہ پیغام صلح کو ایک نظر ضرور دیکھ لیں بیشک یہ سوسائٹی ایک اعلےٰ کام کے لئے بنائی گئی ہے۔ لیکن اس وقت تک جتنی تجاویز اس کی طرف سے ہمارے سننے میں آئی ہیں۔ وہ ایسی بے سروپا ہیں کہ ان سے کچھ بھی فایدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اس مخاصمت کا سبب صرف گاؤکشی کو ہی قرار دیا ہے اور اسی لئے اپنے نام کے ساتھ لفظ گئو رکھشا کا ایزاد کرنا مناسب خیال کیا ہے۔ لیکن اس پر ذرا بھی غور نہیں کیا۔ کہ مقابلۃً کتنے مسلمان اور کتنے انگریز آج اس پر عامل ہیں۔ مسلمان بیشک گائے ذبح کرنا جایز سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی روزمرہ کی خوراک تو زیادہ تر بکری کا گوشت ہے۔ ہاں انگریز لوگ اس کے بہت زیادہ شایق ہیں۔ اس لئے اس لڑائی کا اگر یہی سبب ہے تو یہ تو انگریزوں سے ہونی چاہیئے نہ کہ مسلمانوں سے۔ چلو ہم مان لیتے ہیں کہ انگریزوں سے آج ان کے برسر حکومت ہونے کے باعث کوئی بازپرس نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ زبردست کا سات بیسی سو ہوتا ہے"۔ اور مسلمان چونکہ بہت گرے ہوئے ہیں اس لئے یہ بہت کچھ قابل سرزنش اور لائق گردن زدنی ہیں۔ اور اسلئے گاؤکشی بھی اس لڑائی کی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کو تسلیم کر لینے اور اس جایز مگر متروک فعل کی آیندہ کے لئے قسم کھا لینے کے بعد کئی ایک ایسے اسباب باقی ہیں۔ جن کا رفعیہ نہایت ضروری ہے۔ ان کا ذکر بھی پیغام صلح میں موجود ہے اور ان میں سے ایک بہت بڑی بات ہندوؤں کا ہمارے پیشواؤں کو برے الفاظ سے یاد کرنا ہے۔ کیا ہمارا دل یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اول تو ہم ایک جایز اور حلال چیز کو جو کسی صورت میں ہم پر حرام نہیں ہو سکتی۔ صرف اس بنا پر چھوڑ دیں کہ ہماری ہمسایہ قوم کا دل نہ دکھے اور پھر دوسری طرف ہم اسی ہمسایہ قوم سے اپنے بزرگوں کے حق میں ہتک آمیز الفاظ سن کر بھی خاموش بیٹھے رہیں۔ ایسی حالت میں میں وہی کہونگا جو اس مقدس انسان نے اپنے آخری پیغام میں کہا۔ کہ

"مگر جو لوگ ناحق خدا سے بےخوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔ جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے۔ ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے۔ جس میں ایمان جاتا رہے"۔ انتہیٰ بلفظہ الشریف از پیغام صلح صفحہ ۱۵ سطر ۹ تا ۲۵

ہاں اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم وہ طریق صلح بھی اس جگہ نقل کر دیں۔ جو آنجناب نے عام مسلمانوں کے لئے عموماً اور اپنی جماعت کے لئے خصوصاً تجویز کیا اور جس پر عمل کرنے سے ہی حقیقی صلح ہو سکتی ہے اس کے بغیر ممکن نہیں۔ وہ طریق یہ ہے کہ

"اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان طیار ہوں۔ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کو طیار ہوں۔ کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہونگے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی۔ ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کریں گے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا۔ کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلعم کی

لیا اور آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے اور اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کرینگے ۱۱ صفحہ ۲ اسطرہ ۲ تا صفحہ ۳ سطر ۳

یہ ہے سچا طریق صلح۔ جس پر عمل کرنے سے ہم کامیابی کے ساتھ اپنے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں ورنہ صرف گاؤکشی کے چھوڑ دینے سے کیا بنتا ہے۔ ہندو ریاستوں میں تو گاؤکشی کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ پھر وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ ریاست پونچھ میں وزیر اعظم کے ہاتھوں قرآن کریم کی بے حرمتی ایک تازہ مثال ہے۔ یہ اور اسی قسم کی کئی اور مثالیں جن کی اس وقت یہاں دینے کی گنجائش نہیں ظاہر کرتی ہیں کہ دراصل یہ لڑائی جھگڑے لوگوں کے اندرونی بغض و تعصب کے سبب سے ہیں نہ کہ گاؤکشی کے باعث۔

پس ہم ایسے صاحبان کی خدمت میں جن کے دل میں اس باہمی بغض و تعصب اور کش مکش کے دور کرنے کا کچھ بھی خیال ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ وہ جہاں تک ہو سکے۔ مرقومہ بالا طریق کے مطابق ہی صلح کی کارروائی کو عمل میں لائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے اس نیک کام میں کامیاب ہو جائینگے وہ بحمد اللہ اب اس کے بہت قریب آتے جاتے ہیں۔ لیکن جب تک تمام پہلوؤں پر پورے غور و خوض کے ساتھ نظر نہ ڈالی جائے۔ کامیابی مشکل ہے۔ پس انہیں چاہئیے۔ کہ وہی طریق اختیار کریں۔ جو خدا کے مامور نے پسند کیا اور اسی میں اُن کی کامیابی ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والسلام

(خاکسار دوست محمد از لاہور کوچہ چابک سواراں)

برکات رمضان المبارک

مضمون ذیل جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کا اقتباس ہے۔ ہمارے مکرم بھائی قاضی محمد انور صاحب کلرک دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب نے بنظر افادۂ عام درج اخبار ہونے کو بھیجا ہے۔ خدا انہیں اس تحریص نیکی کا اجر دے اور ہمیں سب کو مستفید ہونے کی توفیق آمین۔ اس کی اشاعت میں بچند وجوہ کچھ تعویق پڑ گئی۔ جس کا ہمیں افسوس ہے۔ (اڈیٹر)

روزہ کیا ہے؟ ایک وقت معین کے اندر کھانے پینے وغیرہ جائز خواہشات سے محض رضائے الٰہی کی خاطر اپنے تئیں روکنا اور طبعی تقاضوں و فطری قوتوں پر حکمرانی کی مشق کرنا۔ تا اُن کے ناجائز استعمال سے مجتنب رہنے پر بوجہ احسن قدرت حاصل ہو۔

روزہ کی اغراض روزہ کی علت غائی خود مولیٰ کریم نے آیت متعلقہ میں بیان فرمادی ہے۔ کہ لعلکم تفلحون۔ یعنی تاکہ تم متقی بن کر فلاح پاسکو وہ ایک بڑا مجاہدہ ہے۔ جس سے انسان کے تولئے روحانی نشوونما پاتے ہیں۔ تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب کا اعلےٰ ذریعہ ہے روزہ حال کی تحقیقات سے بھی طبی طور پر ازبس مفید و محافظ صحت ہے۔ بہت سے امراض کا علاج ہی روزہ تجویز کیا جاتا ہے۔ اس عبادت سے ملکوتی صفات اور تخلق باخلاق اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔ نفس امارہ کو رام کرنے کا حربۂ کاری ہے۔ پچھلے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ جب انسان ارشاد الٰہی کے ماتحت اور اسکی رضاء مدنظر رکھکر ایسا سخت مجاہدہ گوارا کرتا ہے۔ تو پھر اُدھر سے بھی دریائے رحمت جوش زن ہوکر اس کے پچھلے معاصی کو بہا لے جاتا اور اس کو پاک کرجاتا ہے۔ بھوک پیاس وغیرہ کی قدر معلوم ہوتی۔ ہمدردی و مواسات کا سبق حاصل ہوتا ہے۔ صبر و استقلال و جفاکشی کی عادت پڑتی ہے جسکی اس دارالابتلا میں قدم قدم پر ضرورت ہے۔ نرمی۔ بردباری اور دیگر اخلاق فاضلہ کی تعلیم ہے۔ روزہ سنتِ انبیاءؑ بھی ہے۔ جن کا اتباع اُنہی کی سی برکات اور نعماء الٰہی کا مستحق بناتا ہے۔

رمضان المبارک کی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم اسی ماہ مقدس میں نازل ہوا۔ صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ مہینہ تنویر قلب کیلئے سب سے زیادہ قابلیت اور مناسبت رکھتا ہے۔ تجلی قلوب اور مکاشفات اس میں کثرت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مومن کو اسی زندگی میں اپنے پیارے مولیٰ کا دیدار ہو جاتا ہے۔

جوانی میں مجاہدہ و ریاضت عہد شباب کے روزے اس لئے زیادہ تر قابل قدر ہیں کہ اس عمر میں قوائے نفسانی کمال پر ہوتے ہیں ورنہ پالیس سال بعد تو قوٰں میں بھی حرارت غریزی کم ہو جاتی اور شہوانی جذبات دھیمے پڑ جاتے ہیں۔ پھر جو کچھ مجاہدہ یا ریاضت انسان جوانی میں کرلیتا ہے۔ بڑھاپے میں بھی اُن مجاہدات کے انوار و برکات کا نزول ہوتا رہتا ہے ماسوائے اس کے وہ شباب میں ان کا خوگر بن کر عہد پیری میں بھی بلاکسل و دقت کے اُن کو بہت کچھ نباہ سکنے پر قادر ہو جاتا ہے

خلاصہ تقریر حضرت مسیح موعودؑ فرمایا عبادات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ عبادت مالی اور عبادت بدنی۔ مالی عبادتیں تو اُس کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہے بدنی عبادتیں بھی انسان جوانی میں کرسکتا ہے۔ ورنہ ساٹھ سال کے بعد طرح طرح کے عوارض لاحق ہوجاتے ہیں اور جو کچھ انسان جوانی میں کرلیتا ہے۔ اُس کی برکت بڑھاپے میں ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں ؎

موئے سفید از اجل آرد پیام اس لئے چاہئیے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وان تصوموا خیر لکم اور روزہ رکھنا تمہارے لئے خیر و برکت ہے۔

ایک بار میرے دل میں آیا۔ کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا کہ اس لئے ہے۔ کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئیے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کرسکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ایسا انسان جب دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ کرسکوں اس لئے اُس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا توفیق بخشدیگا اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری اُمتوں کی طرح اس امت میں قیدیں نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے۔ کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ۔ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے۔ تو یہ بیماری اُسکے حق میں رحمت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک کام کا مدار نیت پر ہے جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی۔ کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اسکا دل اس بات کیلئے گریاں ہے۔ تو فرشتے اُس کے لئے روزہ رکھینگے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھیگا۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے۔ اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں۔ تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ تو ایسا آدمی جو خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اُس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزے رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا۔ تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دنیا میں بہت سے لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جیسے وہ اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دے لیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش لیتے ہیں اور تکلفات شامل کرکے ان مسائل کو صحیح قرار دے لیتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہیں۔ تکلف کا باب تو بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کے رو سے ساری عمر بیٹھکر ہی نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا تعالیٰ اُس کی نیت اور اُس کے ارادے کو جانتا ہے اگر اُس کے دل میں درد ہے خدا تعالیٰ اُسے اصل ثواب سے زیادہ ثواب دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے۔ تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا۔ کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے۔ اس سے باہر نکل اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کرکے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں خدا اُنکو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں۔ دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں اُن کو وہ آپ نکالتا ہے انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے۔ بلکہ ایسا بنے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنت۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں ڈالا گرنا چاہتا ہے اُسے خدا آگ سے بچاتا ہے اور جو خود آگ سے بچنا چاہتا ہے وہ آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ یہی تسلیم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آوے اُس کا انکار نہ کرے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عصمت کے فکر میں خود لگتے تو واللہ یعصمک من الناس آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سر ہے اور روزوں کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اور مکالمات الٰہیہ کا شرف بھی اسے مل سکتا ہے چنانچہ فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ الآیہ۔

بقیہ ایڈیٹوریل

ایرانی ترکی سرحد ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ ایک مخلوط کمیشن عنقریب مقرر ہوگا۔ تاکہ تولرح اردبیہ و محمرہ میں حدبندی کا تصفیہ کرے۔ اس کمیشن میں ایران۔ دولت عثمانیہ و روسیہ تینوں کے قایم مقام شامل ہونگے "روسی دراندازی کی وجہ صرف یہی نہ سمجھنی چاہئیے۔ کہ ایران میں اُس کا بھی عمل دخل ہے۔ بلکہ ایک سبب یہ بھی ہے۔ کہ اُس کی بہانہ جو فطرت ترکی کے ساتھ لڑائی جھگڑے کی متلاشی رہتی ہے۔ جو اس کے کینۂ دیرینہ کا مقتضائے لازمی ہے۔

مہم سومالی لینڈ ملائے سومالی کی جنگجویانہ حرکات سے متعلق کوئی تازہ تشویش خیز اطلاعات تو سننے میں نہیں آئیں۔ لیکن ڈیلی میل کا نامہ نگار کیپ ٹون نہیں معلوم کس بنا پر وثوق کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ ملائے مذکور کی سرکوبی کے لئے تعزیری مہم تیار ہو رہی ہے اور کہ ممکن ہے کچھ کنٹنجنٹ سپاہ کیپ سے بھی روانہ سومالی لینڈ کی جائے۔ بمقابلہ ریوٹر اُسی پیام برقی میں پورے اعتماد کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ امپیریل گورنمنٹ کا ارادہ بالکل نہیں ہے کہ تعزیری مہم اُس طرف کو بھیجے۔ یہ حال ہے یورپ کے معتبر ترین ذریعہ خبر رسانی کا۔

کراچی میں فساد مسلح پولیس کی طلبی نارتھ ویسٹرن ریلوے ورکشاپ کراچی میں ۱۹ اگست کو سکھ اور کچھی ملازموں کے درمیان تنازع ہوپڑا اور بلوہ یہاں تک بڑھ گیا کہ فورمین کارخانہ مذکور کو مسلح پولیس طلب کرنی پڑی جھگڑے کی اصلیت یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک کچھی سنتری کی شکایت پر دو سکھ معطل کر دیئے گئے تھے۔ اس موقع پر ایسے جھگڑے کہ مار پٹائی تک نوبت پہنچی اور زیادہ بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہو گیا۔ مسلح پولیس نے آٹھ کس ساتھ فسادی گرفتار کرلئے تھے۔ جو بعد میں ضمانت پر رہا کر دیئے گئے اب پولیس مصروف تفتیش ہے "ہماری رائے میں گو بات بات پر مسلح پولیس کا پہنچنا وقار حکومت کے بھی منافی ہو لیکن کچھ شک نہیں کہ ایسے ناگوار واقعات پبلک کیریکٹر پر بھی کچھ اچھی روشنی نہیں ڈالتے کیا اس دیسی ٹیوں میں اب حیوانیت اور نفسانیت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ خاص تادیب سیاست بغیر اس کا مرض فرو نہیں ہوتا۔ افسوس!!

اعانت مظلومین کان پور دفتر اخبار توحید میرٹھ نے حال میں ایک رسالہ "کانپور کی خونی داستان" کے نام سے تیار کرایا ہے جس میں کان پور کے شہید حالات مشہور اہل قلم کے مناسب حال مضامین نظم و نثر۔ خواجہ حسن نظامی اور اڈیٹر الہلال کی معرکۃ الآرا تقریریں درج ہیں۔ اس رسالہ کی چھپائی میں خاص اہتمام کیا گیا ہے قیمت ۴؍ فی کاپی ہے مگر مفت تقسیم کرنے والوں سے خاص رعایت کی جائیگی۔ رسالہ سے جو آمدنی ہوگی مظلومین کانپور کی امداد میں دی جائیگی۔

مینجر کا ضروری نوٹس چونکہ اخبار پیغام صلح کے جملہ منی آرڈر اور وی پی الہ آباد بینک لاہور میں وصول ہوتے ہیں۔ اس لئے منی آرڈر روانہ کرنے والے احباب کوپن پر اپنا پورا نام اور پتہ ضرور درج فرمایا کریں۔ تاکہ حساب میں غلطی نہ ہو اور اُن سے دوبارہ مطالبہ نہ ہو جاوے۔ اس وقت تین منی آرڈر تین تین روپیہ کے اور ایک پانچ روپیہ کا ایسے وصول شدہ ہیں۔ جس کے کوپن پر یا تو نام فرستندہ درج نہیں اور یا شکستہ تحریر ہے۔ ایسی صورت میں دوبارہ مطالبہ ہو جانا ضروری ہے جسکا الزام دفتر پر نہیں آسکتا۔ جن احباب کے یہ روپے ہوں وہ مطالبہ کئے جانے پر فوراً اطلاع دیں تاکہ وی پی جاری نہ ہو جاوے جس سے انہیں مفت کی تکلیف ہوگی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دوستو اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اِس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا
(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا
(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت اسلام کے لئے یکجہتی قایم کرنا۔
(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا
(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔
(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح کرنا۔
(۷) سیاسی تمدنی۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔
(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اخبار پیغام صلح لاہور

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اِک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ۔ سہ شنبہ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔
(۲) قیمت سالانہ للعہ ششماہی ؎ طلبا سے للعہ اور للعہ
(۳) نمونہ کا پرچہ ۱ر کا ٹکٹ آنے پر۔
(۴) قابل قدر نامہ نگاروں کو بلا قیمت۔
(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔
(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر انگلش ویرہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔
(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط و کتابت منیجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں۔ احمدیہ بلڈنگس نولکھا لاہور

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین بی اے (آنریری) ماسٹر احمد حسین فرید آبادی }

جلد ۱ | لاہور پنجشنبہ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | نمبر ۲۲

تازہ برقی خبریں

جنگ بلقان

یونان کی تیاریاں (ایتھنز ۲۴ اگست) یونان نے اپنی سپاہ کو از سر تو کیل کانٹے سے لیس کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ جنرل فوجی سٹاف نئے سرے سے ترتیب دیا جائیگا۔ فوجی ڈویژنوں کی تعداد میں بارہ کا اضافہ کیا جائیگا۔ سامان حرب کی تجدید بلا توقف شروع ہو جائیگی جدید سرحدوں کی قلعہ بندی بڑی احتیاط سے کی جائیگی۔ صیغہ بحری کو جدید جہازوں کے اضافہ سے مستحکم کیا جائیگا۔ بڑا بھاری اسلح خانہ اور ساحلی قلعہ بندیاں بھی ہونگی۔

فرنچ مدبروں کے خیالات (پیرس۔ ۱۱) ایم پچن نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ اب ہر بات سے اس خیال کی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔ کہ جس اندیشناک صورت حال سے دول عظام میں اکثر عالمگیر جنگ کا خدشہ رہتا تھا۔ اس کا اب خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ اس وقت یقینی امن و صلح کی ضرورت عالمگیر طور پر محسوس ہو رہی ہے۔ گو یورپ کی متفقہ کارروائی ایک غیر طمانیت بخش تصفیہ پر ختم ہوئی ہے۔ مگر چونکہ اس سے امن ہو گیا ہے اور کسی ایک فریق کو زیادہ مراعات نہیں ملی ہیں اس واسطے یہ کافی ہے اور معہذا دوسرے کے حقوق پامال ہوئے ہیں۔ موسیو موصوف نے تکمیل امن سے متعلق ایتلاف ثلثہ کی خدمات کا اعتراف کیا۔

اڈریانوپل کے متعلق (قسطنطنیہ ۲۵ اگست) اڈریانوپل کے بارہ میں **باب عالی کا قطعی ارادہ** دول عظام کے مستقل طرز عمل کی وجہ سے باب عالی اب یہ اچھی طرح سمجھتا جاتا ہے۔ کہ موجودہ مشکلات سے چھٹکارا پانے کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ بلغاریہ کے ساتھ براہ راست سمجھوتہ ہو جائے۔ چنانچہ بلغاری ایجنٹ متعینہ قسطنطنیہ کے ساتھ اس بارہ میں سلسلہ نامہ و پیام شروع ہو گیا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اڈریانوپل کے معاملہ میں باب عالی غیر متزلزل اور ثابت قدم رہے گا۔ مگر بلغاریہ کو کچھ اور مراعات دیدیگا۔ خاص خاص سفارتی حلقوں میں براہ راست ترکی بلغاری سمجھوتہ کی تجویز امید افزا خیال کی جاتی ہے۔ لیکن بعض دیگر حلقوں میں اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔

اورتکوئی کا محل وقوع (لندن۔ ۲۵ اگست) اورتکوئی جہاں بلغاریوں نے ترکوں پر حملہ کیا اڈریانوپل سے ۲۵ میل مغرب کی جانب واقع ہے

ترکی وزیر داخلیہ (۱۱ ۱۱) طلعت بے ترکی وزیر داخلیہ اڈریانوپل

اڈریانوپل میں گئے ہیں یہ نہایت تندہی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے

کہ ان کے وہاں جانے کا منشا یہ ہے کہ بلغاری سرحد پر دریائے مارٹزا سے پرے مزید فوجی کارروائی روکنے کے لئے بلغاریہ سے نامہ و پیام شروع کئے جائیں۔ اور اڈریانوپل کی نسبت مجوزہ تصفیہ باہمی کے بارہ میں فوج کے خیالات دریافت کریں اور لیڈران فوج کو یہ بھی سمجھائیں کہ تقریباً تین لاکھ سپاہ کو اب زیادہ عرصہ تک رکھنا محال ہے۔

بلغاری علاقہ سے فراری (سلانیک ۲۵ اگست) بلغاریہ کو جو علاقہ دیا گیا ہے وہاں سے لوگ برابر بھاگ بھاگ کر جا رہے ہیں۔ چنانچہ باشندگان ضلع سرومنٹرا نے قصبہ اور ۳۲ دیہات کو ترک کر دیا ہے ترک اور یونانی دونوں قوموں کے لوگ ہیں جنہوں نے یونانی کو ٹتے ہوئے علاقہ کی طرف جانے سے قبل بلغاریوں کے خوف سے نقل مکانی کی ہے۔ ان پناہ گزینوں کی تعداد ایک لاکھ ۲۸ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

بلگیریا کا اعتراض (لندن ۲۶ اگست) صوفیہ کی ایک تار مظہر ہے کہ بلگیریا نے طاقتوں کے سامنے ترکی کے قبضہ گملجینا کے بارہ میں اعتراض پیش کیا ہے۔ یہ مقام کرملی سے ۵۰ میل اور مرمرا سے ۶۰ میل مغرب میں ہے۔

چین کی خانہ جنگی

شانگھی ۲۶ اگست) گذشتہ دس روز سے نانکنگ کے گرد و نواح میں متفرق طور پر لڑائی ہوتی رہی ہے جو روز بروز تیز ہوتی جاتی ہے کیونکہ باغی فوج کا اس صوبہ میں یہ آخری جائے پناہ ہے جنرل چانگسن کو وہ پرل پرسے جو نانکنگ کی کلید ہے حملہ آور ہو رہا ہے اور جسے آخرکار اُسنے فتح کر لیا ہے۔ نقصان کا اندازہ بے شمار ہے اور زخمی شانگھی میں لائے جا رہے ہیں۔ باغی سر توڑ کر اس لئے بھی لڑ رہے ہیں کہ اُن کو چانگسن کے ہاتھوں قتل عام کا ڈر ہے۔ جو اس بات کے لئے مشہور ہے اغلب ہے کہ دو تین دن کے اندر اندر نانکنگ کی قسمت کا فیصلہ ہو جائیگا

بعد کی خبر۔ مختلف ذرائع سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نانکنگ کی افواج نے اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا ہے۔

متفرق خبریں

بمبئی میں آغاز ماہ ستمبر میں ایک جلسہ اس بارہ میں زور دینے کے لئے منعقد کیا جائیگا۔ کہ جوڈیشل اور ایگزیکٹو اختیارات علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں۔

بنہار کے متعلق [illegible]

بہادر نے افتتاح فرمایا۔ مختلف مقامات وبہار کے پینتیس قایم مقام اس میں شامل تھے۔ آپ نے شرکاء جلسہ کو مخاطب کر کے ایک برجستہ و برمحل تقریر کی۔

کدارپور (علاقہ مین سنگھ) کی پولیٹیکل ڈکیتی کے متعلق پولیس نے پریو ناتھ رائے نامی ایک نوجوان مقامی زمیندار کو گرفتار کیا ہے۔

کلکتہ سے ۲۶ اگست کی تار خبر ہے کہ پولیس نے پانچ نوجوانوں کو بالزام سرقہ گرفتار کیا تھا۔ تلاشی لینے پر ان میں سے ایک ۱۴ سالہ لڑکی نکلی جو پرانی عادی مجرم ہے اور دو بار کی سزا یافتہ۔ پانچوں کے پانچوں گھر بار کچھ نہیں رکھتے اور اس وقت پولیس کی حراست میں ہیں۔

بہار سے ایک نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ آنریبل مہاراجہ بہادر رئیس دربھنگہ اور آنریبل مسٹر سید علی امام ایک میموریل بمقام پٹنہ حضور وائسرائے کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مل کر تیار کر رہے ہیں۔ جو اس مفہوم پر مشتمل ہوگا کہ مقامی رعایا جداگانہ خاطر خواہ گورنمنٹ کے عطا ہونے پر حضور کی بہت

سمرنا کا تازہ پیام برقی مظہر ہے کہ سٹینڈرڈ آئل کمپنی کے تیل کے ذخائر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اڑھائی ہزار پیپیاں تو جل کر بھسم ہو چکی ہیں اور ابھی آگ بجھنے کے آثار نہیں۔ بلکہ تیل کا حوض بھی معرض خطر میں ہے جس کے اندر ایک ہزار ٹن سے زیادہ تیل ہوگا۔

جنرل کنیوا سابق اٹالین کمانڈر متعینہ طرابلس ان دنوں شہنشاہ آسٹریا کے ہاں مہمان ہے سپاہ آسٹریا کی جنگی نمائش میں بغرض ملاحظہ ساتھ تھے۔

کنیڈا کا وزیر صیغہ مدافعت مع ۲۲ افسروں کے ۳ ستمبر تاریخ کو اٹاوا سے روانۂ انگلستان ہو گیا۔ مدعا یہ ہے کہ موسم سرما میں وہاں کی جنگی نمائش دیکھے اور وہاں سے فارغ ہو کر مختلف ممالک یورپ میں ملٹری مسائل (یعنی ٹ) کی نسبت غور و تحقیقات کرے (اصل یہ ہے کہ پولیٹیکل الجھنوں جنگ و جدل کے نشیب و فراز اور فوجی جوڑ توڑ میں آج کل اقوام مغربی دیوانہ وار منہمک ہیں)۔

لندن میں گیارہ ہزار رنگ سازوں نے مل کر ہڑتال کر دی ہے اس بنا پر کہ ان کے غیر یونینسٹ ہم پیشہ کیوں کام پر لگائے جاتے ہیں اس ہڑتال کا اثر دوسرے کاروبار پر بھی پڑ رہا ہے۔ چنانچہ سات سو بجلی گھر والوں نے بھی جو جنرل پوسٹ آفس میں کام کرتے تھے۔ یہ ٹھان لی ہے کہ جب تک غیر یونینسٹ لوگوں کو ملازمت سرکاری سے جواب نہ دیا جائیگا ہم ہرگز کام پر نہیں جائینگے۔ ان کا ایکا ڈاک کے کام میں ہارج ہوتا نظر آتا ہے۔

دہلی میں پچھلے جمعہ کو حمید الدین سب انسپکٹر پولیس نے بازار حوض قاضی کے ایک دوا فروش کی دکان سے سو گرام کی ۱۶ اٹھ پیاں کوکین کی پکڑیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغامِ صلح لاہور

جلد ۱ — مورخہ ۲۸ راگست ۱۹۱۳ء — نمبر ۲۲

مسلمانوں کے لئے کامیابی کی راہ

نمبر ۴

گذشتہ اشاعتوں میں ہم نے ثابت کیا تھا۔ کہ اس زمانہ میں ہم مسلمان دنیوی اسباب کے ذریعہ کسی طرح بھی دیگر اقوام سے گوئے سبقت نہیں لے جا سکتے۔ بفرض محال ہم تجارتی کوٹھیوں کے جاری کرنے۔ روپیہ جمع کرنے سامان حرب تیار کرنے سے اگر اس مقابلہ کے لئے کوئی کوشش بھی کریں۔ تو اس سے پیشتر کہ ہم کچھ کرنے کے قابل ہوں۔ دیگر اقوام ہم کو بہت پیچھے چھوڑ جائیں گی۔ کیونکہ وہ ان اسباب میں ہم سے بہت آگے نکل چکی ہیں۔ اور ہمارا حال اس مثل کے مصداق ہوگا۔ کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود۔ اُس وقت تک کہ مسلمان سنبھل سکیں دجال کے حیلے اُن کا کام تمام کر چکے ہونگے۔ اس امر کا ثبوت حال کا وہ جد و جہد ہے۔ جو ٹرکی میں مسلمان کر رہے ہیں۔ اور اُس کے مقابل یورپ کا طرز عمل ہمیں خوب کھول کھول کر دے رہا ہے۔ بیچارے مسلمانوں کے قدم جوں طرابلس کی لڑائی سے اُکھڑے۔ پھر جمنے میں ہی نہیں آتے۔

ہم نے دکھایا ہے کہ آج مسلمانوں کے لئے اگر کوئی کامیابی کی سبیل ہے تو وہ یہی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر بہت جلد مضبوطی سے قدم ماریں۔ تاکہ اُس پاک گروہ کی طرح یہ الٰہی نصرت کے ایک ہی ریلے میں سب قوموں سے آگے نکل جاویں۔ اور ان نفس پرست اقوام کے سب اسباب دھرے کے دھرے ہی رہ جاویں۔ اور یہ اُسی طرح بے نیل مرام رہیں۔ جیسا کہ قیصر و کسریٰ جیسے متکبر بادشاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دھتکارے گئے۔ پس اے امت مرحومہ محمدیہ آج تیرے لئے الٰہی نصرتوں کے دروازے کھل چکے ہیں۔ ایک برگزیدہ الٰہی بروز محمد یعنی اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ محمدی بن جاؤ۔ تاکہ اُن افضال الٰہی کی راہوں سے تم اعلیٰ سے اعلیٰ مینار کامیابی پر قدم مار کر دنیا کو دکھلا سکو۔ کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور ان سفلی اسباب کے سوائے ایک اور بڑا بھاری سبب بھی ہے جس کو نصرت الٰہی کہتے ہیں۔ جس کے مقابل نہ کوئی روپیہ۔ نہ کوئی جہاز۔ نہ کوئی توپ۔ نہ کوئی ڈائنامیٹ ٹھہر سکتے ہیں۔ تا وہ جو خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں اُس مسبب الاسباب کی طرف رجوع کریں۔

الغرض آج ہمارے لئے کامیابی منتظر ہے۔ لیکن اُس کے قصر عالیشان میں داخل ہونے کے لئے یکے بعد دیگرے تین دروازے ہیں۔ ان میں سے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔

پہلے دروازے میں سے گذرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سچے مسلمان بن جاویں اور اللہ کی سچی فرمانبرداری میں اپنے آپ کو داخل کریں۔ اور نفس دنی کے پنجہ سے اپنے آپ کو بالکل رہا کر دیں۔ یہاں تک کہ ہم خدا میں ایسے محو ہو جائیں کہ جس طرح اُس کا ہر کام اور فعل ہم دنیاداروں کے لئے سلامتی ہے۔ ہم اپنی ذات اور باقی دنیا و مافیہا کے لئے امن اور سلامتی اور مجسم صلح بن جاویں۔ جب ہم ایسے بن جاویں گے۔ پھر قد افلح المومنون کے وعدہ کے ماتحت فلاح ہمارا خیر مقدم کریگی اور ہم کو اپنے عالیشان محل کے پہلے دروازہ سے داخل ہونے کا اذن عطا کریگی پھر اس کے بعد فلاح کے اس دوسرے دروازہ میں سے داخل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں تاکہ وہ کامیابیاں جو انسان اکیلے کام کرنے سے حاصل نہیں کر سکتا اور جو کہ جماعت کے اکٹھے ہو کر کام کرنے کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اُن سے ہم بہرہ ور ہو سکیں۔ اس میں مسلمان گروہ کی مجموعی کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی صداقت کا ثبوت بھی ہمیں آج زمانہ دکھا رہا ہے وہ کام جو کہ یورپ کی سلطنتیں باوجود ایک سے ایک زیادہ طاقتور ہونے کے تنہا نہ کر سکتی تھیں آج ہمارے سامنے اتفاق کرکے بڑی آسانی سے کر رہی ہیں۔ جب ہم اس اتحاد میں کامیاب ہو جاویں۔ تو پھر ایک اور منزل ہمارے سامنے ہے اور وہ تیسرا درجہ کامیابی کا ہے اور یہ دروازہ جس سے گذرنے کے بعد انسان اولٰئک ہم المفلحون کی سند اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی ذات سے قدم آگے بڑھا کر ہمارے دل میں باقی مخلوق خدا کی بغیر اس خیال کے کہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم ہمدردی سے بھی بھر جاویں اور اُن کو بھی اس قصر امن میں داخل کرنے کی

اور ہمیں ظلی طور پر رحمۃ للعٰلمین کا خطاب درگاہ الٰہی سے ملے تاکہ وہ جماعت جو کامیابی کی شرک پر چلنے والی ہے۔ جوں جوں زیادہ ہوتی جاوے ان کی متفقہ کوشش سے کامیابیوں کے زیادہ سے زیادہ دروازے ہم پر کھلتے جاویں کیونکہ ضرور ہے کہ جو کامیابی دس انسانوں کی متفقہ کوشش سے ہم کو میسر آ سکتی ہے۔ اُس سے کئی گنا زیادہ وہ کامیابی ہوگی۔ جو کہ ہم میں سے ایک صد انسانوں کی کوشش کا نتیجہ ہو۔ چنانچہ اس صداقت کو محسوس کر کے ہی یہ سب متفقہ مشنری سوسائٹیاں قایم کی جا رہی ہیں۔ تاکہ دنیا میں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہو۔ تعداد زیادہ ہونے کے ساتھ چونکہ اغراض مشترک ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ دوست کی مدد اور دشمن کے اندفاع کے لئے دن بدن تعداد بڑھنے کے ساتھ قومی طاقت بڑھتی جاوے۔ پس اے برادران اسلام آج اگر مسلمان قعر ذلت سے کسی طرح نکل سکتے ہیں۔ تو صرف اپنی اصولوں پر کاربند ہونے سے۔ جن کا ذکر کہ ہم نے اوپر کیا ہے اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ ہماری موجودہ ذلت و ادبار کا اصل سبب بھی انہیں اصولوں کو چھوڑنا ہے یعنی (۱) ہم سچے مسلمان نہیں رہے۔ ہم مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوتے ہیں لیکن ہمیں اسلام کے معنے تک نہیں آتے ادخلوا فی السلم کافۃ کے حکم کی کبھی پرواہ نہیں کرتے منہ سے تو دعوائے مسلمانی ہے۔ لیکن ہمارے اعمال قرآن کریم کے ایک ایک حرف کی ہر دم تردید کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم خود بھی دنیا میں اپنے لئے دکھ پیدا کرتے ہیں اور لوگ بھی ہماری نسبت یہی فیصلہ دیتے ہیں کہ دنیا کے لئے ہم دکھ ہیں۔ اس لئے دنیا کو ہم سے خالی کر دینا چاہئے

(۲) پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی۔

اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی۔

ہم میں اتفاق اور وحدت کے نام و نشان نہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ان مسلمانوں سے ہندو اچھے۔ سنی شیعہ سے مل کر نہیں بیٹھ سکتے۔ مقلد غیر مقلدوں کو کوستے ہیں تو غیر مقلد مقلدوں کا حقہ پانی بند کر رہے ہیں۔ احمدیوں نے تو کوئی قصور ایسا ان مسلمانوں کا کیا ہے کہ سارا جہان کفر کے فتوے دیتا ہے اور باوجود یہ خدمت اسلام کا جوا گردن پر رکھے کھینچے چلے جا رہے ہیں اور ہر مسلمان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن وہ ہیں کہ ان کا قصور کسی طرح معاف ہی نہیں کر سکتے۔ برعکس اس کے بعض ہمارے احمدی بھائی ہیں۔ جو .... باوجودیکہ مسیح کے پیرو بھی ہو چکے۔ احمد کے متبع ہیں۔ لیکن جمالیت کو چھوڑ کر جلالیت کا سخت سے سخت نمونہ دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں۔ تا دو کلمہ گو اکٹھے ہو کر جو کام کر سکتے ہیں۔ اُن سے یہ خود بھی اور باقی مسلمان بھی محروم رہیں غرضیکہ اتفاق اور اتحاد مسلمانوں سے عنقا ہے یہ آپس میں لڑ رہے ہیں اور دیگر اقوام ان کے اس تفرقہ سے فایدہ اُٹھا کر نام اسلام کو ہی جو ان سب کے لئے پیارا ہے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں۔ پس اے برادران اگر آنکھیں رکھتے ہو۔ تو دنیا کے حالات کو دیکھو اگر کان رکھتے ہو تو سنو۔ کہ اختلاف خیال آپس میں ہونا ضروری ہے۔ جہاں خیالات کا جھگڑا ہو آپس میں بحث مباحثہ کرو اور قرآن اور حدیث سے اُس تنازع کا فیصلہ کرو۔ لیکن خدارا اختلاف اعتقاد کو اوّل تو ساری مخلوق خدا میں ہی اور کم از کم مسلمانوں میں تو عناد اور بغض اور کینہ کا موجب نہ بناؤ۔ خدارا اختلاف رکھو۔ لیکن اللہ کے لئے۔ اپنے پیارے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے لئے قرآن کے لئے اور پیارے اسلام کے عزت کے لئے جو کہ تمہارے سب کے لئے مشترک ہیں اور جن کی ذلت اور تخریب کے درپے اس وقت ایک عالم ہے۔ ان کی حمایت کے لئے تم کم از کم ایک ہو جاؤ۔ اللہ ہمیں سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا کرے آمین!

ہاں خبردار تمہاری غفلت اور نفسانیت کے سبب جو ان مبارک اسماء کی تذلیل ہو رہی ہے۔ وہ اب آیندہ نہ ہو ان پیاروں کے نام کو عزت کے ساتھ شہرت دینے کے لئے ملائکہ کو حکم الٰہی ہو چکا ہے۔ تاکہ وہ الٰہی دین کی حفاظت کریں اب جو کوئی منشائے الٰہی کے خلاف کرے گا اور ان اصولوں کی فرمانبرداری نہ کرے گا۔ وہ تباہ ہو جائیگا۔ اور وہ جو ان الٰہی نصرت کی تند ہواؤں کے رُخ پر کام کریگا۔ وہ عزت پاویگا۔ یہ آسمانی فیصلہ ہے اب ہو کر رہیگا۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اس وقت سنبھلیں اللہ کے رسول نے فرمایا ہے ؎

اگر یاران کنوں بر غربت اسلام رحم آرید

باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ

(۳) پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہمدردی انسانی یعنی تبلیغ حق کی لگن جس کی تڑپ نے عرب کے باشندوں کو گھروں سے بے گھر کر دیا اور جس نے عرب کے خون سے شام کی سرسبز زمین کو لالہ زار بنا دیا۔ اور جو بجلی کی طرح شمال جنوب۔ مشرق۔ مغرب ہر طرف کوندتی ہوئی چلی گئی۔ اور جس کا نتیجہ آج دنیا میں اس فرد واحد سے نکلے ہوئے چشمہ سے سیراب ہونے والے نصف ارب کے قریب انسانوں کا وجود ہے۔ وہ بھی آج مسلمانوں سے مفقود ہے۔ مذاہب باطلہ کے پیرو تو لاکھوں ہیں۔ اپنے دین کی تبلیغ کے لئے مشن قایم کریں اور مسلمان ہیں کہ ان کو اس فرض اہم کا خیال بھی نہیں۔ بادشاہان اسلام نے جب نفس پرستی شروع کی اور اس فرض کی طرف سے پیٹھ پھیر لی۔ الٰہی مدد کے دروازے ان پر بند ہو گئے پھر کیا تھا۔ جنگل کے جانور ان کو پھاڑ کر کھانے لگے۔ اذا الوحوش حشرت کی پیشین گوئی لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔ کہتے ہیں کہ دانا کے لئے اشارہ کافی ہے۔ آج اس گئے گذرے زمانہ میں بھی جب احمدی جماعت نے اس کام کا آغاز کیا اور شیر نیستان حضرت خواجہ خواجگان ولایت میں جا کر ندائے حق دینے لگے تو الٰہی نصرتوں نے انکو ہر طرف سے لبیک کہا۔ یہاں تک کہ جس نے اُن کے کام میں کچھ بھی مدد دی۔ اُس نے فوراً ہی اُس کا اجر اللہ تعالیٰ سے پالیا۔ چنانچہ جونہی کہ سلطان معظم نے ۲۲۰ پونڈ کا وظیفہ اس کار خیر کے لئے دینے کا ارادہ کیا۔ وہ جو کہ مفتوح تھے منصور ہو گئے اور پیارے امام کی پیشین گوئی دنیا میں پوری ہوئی اور ہم کو دوہری خوشیاں ہوئیں۔ ایک تو اسلام کی ظاہری فتح سے دوسرے روحانی فتح سے جو اُس کو دنیا میں نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

الغرض اس فرض کی طرف سے کیا ہم غریب مسلمان اور کیا ہمارے امرا اور کیا بادشاہ سب غفلت میں ہیں۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ امیر افغانستان جو لاکھوں روپیہ دنیوی اغراض کے لئے خرچ کرتا ہے۔ کتنا روپیہ اس کام میں لگاتا ہے۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ بیگم بھوپال یا نواب بہاولپور۔ یا نواب حیدرآباد دکن یا شاہان ایران یا شاہان روم یا خدیو مصر وغیرہ کتنا مال اس ضروری غرض کے لئے وقف کرتے رہے ہیں یہ سب حالات ثابت کرتے ہیں۔ کہ ہم مسلمان اس بارہ میں بھی بالکل نافرمان ہیں۔ برخلاف اس کے عیسائی ممالک اور ان کے مشنریوں کا حال دیکھیں۔ باوجود باطل مذہب پر ہونے کے اس حکم الٰہی کی پیروی کرکے اس سے کیسے عظیم الشان فائدے اُٹھا رہے ہیں۔ پھر اگر وہ ہم پر مسلط کئے جائیں۔ تو کونسی بڑی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نصرت الٰہی تیر و تفنگ پر منحصر نہیں۔ بلکہ اُس کے دروازے دو ہی طرح کھلتے ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور دوسرے مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی سے پس اس وقت فرمانبرداری میں تو مسلمان اور عیسائی برابر ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمدردی مخلوق کا سلسلہ ہے وہاں وہ مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ پس ضروری تھا۔ کہ نصرت اللہ ان کی طرف ہو جاوے۔ پس مسلمان آج اگر اللہ کو اور الٰہی نصرتوں کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ اس کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر دنیا کی کوئی قوم اُن پر غالب نہ آ سکیگی۔ خدایا ہمیں سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

شانِ بے نیازی دنیا دار الابتلا ہے اور انسان اس میں آزمائش کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ابتلا بالعموم اپنی کسی نہ کسی گذشتہ غلطی و غفلت کا خمیازہ ہوتے ہیں انسان فطرتاً بہت ہی کمزور ہستی ہے۔ تمام مصائب یا مصیبتوں اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی ہی ذات پاک سب سے بڑا اور سب سے اوّل و آخر سہارا ہے۔ وہی علیم بذات الصدور ہے۔ وہی مقلب القلوب وہی رحیم و غفور۔ پس مومن کا فرض ہے کہ ہر حال میں اُس کے غنائے ذاتی سے ڈرتا اور اُسی کی پناہ مانگتا رہے۔ کیونکہ وہ اللہ نواز بھی ہے اور بے نیاز بھی۔ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا و عذاب الآخرۃ آمین

مسلم نیوز اس نام کا ایک اخبار حال میں مراد آباد سے پنڈت جانچ راج شرما کی اڈیٹری میں نکلا ہے اور بقول ہمعصر پرکاش مسٹر جیمس ملسٹن کی سرپرستی میں جاری کیا گیا ہے۔ اس میں شرما کی تصویر بھی دی گئی ہے۔ اور زیادہ تر انہی کی نقل و حرکت اور تحویل وغیرہ سے پُر ہوتا ہے ہمعصر موصوف اس نئے پرچہ کی نسبت لکھتا ہے کہ ایسے ہی اخبار اچھے سے اچھے حاکم کا دماغ پھیر دیتے ہیں۔ اور کہ جس اخبار نے پہلے ہی ایک حاکم کا نام اختیار کیا ہو وہ گورنمنٹ کے کاموں پر نکتہ چینی کی جرأت کیسے کر سکتا ہے

بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام

آخر حق برزبان جاری | قُل جاء الحق وزھق الباطل۔

حضرت خواجہ صاحب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگلستان کے مدبّر جب کوئی پولیٹیکل تحریک مسلمانوں کے خلاف کرنا چاہتے ہیں۔ تو پہلے رعایا ئے انگلستان کے سامنے اپنی تحریروں اور تقریروں میں بعض مسایل اسلام کو ایسی ڈراؤنی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ جس سے ایک معمولی سمجھ کے انسان کو بھی مسلمانوں سے دلی نفرت پیدا ہو جائے اور وہ اُن کو حیوانوں سے بھی بدتر سمجھنے لگیں۔ چنانچہ اسی قسم کی ایک تحریر پچھلے دنوں لنڈن ڈیلی میل میں شائع ہوئی۔ جو سرجان ہیس کی طرف منسوب کی گئی تھی۔ جس کے جواب میں شہسوار اسلام حضرت خواجہ صاحب نے دندان شکن مضمون اپنے جولائی کے مسلم ریویو میں شائع کیا۔ اسے پڑہکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرجان ریس کو آخر اپنی تحریر سے خود شرم آگئی ہوگی۔ چنانچہ آپ نے اپنی اُس تقریر پر بعد میں جو ریمارک کئے۔ اُن سے ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے اس سارے سلسلہ یعنی اصل اعتراضات ان کے جوابات۔ پھر جواب الجواب کے مطالعہ سے ناظرین کرام کو معلوم ہوگا۔ کہ خواجہ صاحب کہاں تک نہ صرف مذہبی بلکہ پولیٹیکل کام بھی اپنے دور افتادہ مسلمان بھائیوں کی خاطر کر رہے ہیں۔ نیز یہ پتہ لگیگا کہ اس زمانہ میں قوم کی سیاسی وتمدنی ضروریات بھی اسلام کی خدمت واشاعت کے ہی طفیل بوجہ احسن پوری ہو سکتی ہیں۔ اسلام کا حافظ وناصر تو خدا تعالےٰ ہی ہے اور وہی اس کی تمام گرہ کشائیوں کا سبب حقیقی ہے۔ لیکن چونکہ اسباب ظاہری بھی آخر اُسی کے اذن وتوفیق کے ماتحت ہوتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا۔ کہ اگر اس وقت خواجہ صاحب سلمہٗ وہاں موجود نہ ہوتے۔ تو خدا جانے سرجان ریس کی زہریلی تحریر کا اثر اسلام کے متعلق کیا کیا خطرناک غلط فہمیاں پھیلاتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے وہاں کے وہیں جلدی سے اس زہر کا تریاق بھی پیدا کر دیا۔

بہرحال سرجان ریس کی محولہ بالا تحریر۔ پھر خواجہ صاحب کی طرف سے اس کا زبردست جواب اور آخر میں معترض کا معذرت نامہ انشاءاللہ آئندہ ہدیۂ ناظرین کریں گے۔ مگر اُس کا مختصر ماحصل یہاں بھی دے دینا ضروری معلوم ہوتا ہے صاحب موصوف نے اپنی چٹھی میں اعتراف کیا ہے کہ:۔

"ڈیلی میل کے نامہ نگار نے بہت سی باتیں ان کے نام پر ازخود لکھدی ہیں جو نہ انہوں نے لکھیں نہ اُن کو یاد ہیں۔ اسلام پر بردہ فروشی کا الزام لگانے سے وُہ انکاری ہیں۔ اُن کی خواہش ہے کہ اہل اسلام اُن کو اپنا معاند نہ سمجھیں بلکہ وہ ہمیشہ جاہل اور لاعلم معترضین کے مقابل۔ اسلام کی حمایت کیا کرتے ہیں کیپٹل لارڈ (؟) نیز اسلامی حقوق نسواں کی نسبت بھی انہوں نے اسلام کے حق بجانب ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ وغیرہ"

حقیت اسلام کا اعتراف اور اہم ترین ضرورتِ وقت

ذیل میں ہم مختلف مقامات سے آئی ہوئی تین چٹھیوں کا ترجمہ دیتے ہیں۔ یہ خواجہ صاحب کو حال میں اُن معزز خواتین یورپ کی طرف سے موصول ہوئی ہیں جنہوں نے آنمکرم کے فیضانِ سعی وتبلیغ سے اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ یا جو رفتہ رفتہ اسلام کے محاسن اور حقیت وحقانیت کی معترف ہوتی جاتی ہیں۔ اِن خطوط سے نہ صرف یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ بلادِ مغرب میں باوجود اُس عام تاریکیٔ ضلالت کے جو مُنتری دجل نے صلیب پرستی جیسے (شرک) ظلم عظیم کے رنگ میں پھیلا رکھی ہے اب بھی بہت سی سعید روحیں ایسی ہیں۔ جو قبولِ حق کی کافی صلاحیت رکھتی ہیں بلکہ نیز یہ عیاں ہوتا ہے کہ اِن مہذب،، ممالک واقوام میں اسلام کو پیش کرنے کے کونسے طریقے اس وقت زیادہ موثر وکارگر ہو سکتے ہیں۔ برادرانِ اسلام کا فرض ہے۔ کہ آج اسلام کی حمایت واشاعت کے مقدس مقصد کو مدنظر رکھکر آپس کے تمام فروعی اختلافات کو نسیاً منسیا کر دیں اور خواجہ صاحب کے طریق تبلیغ سے سبق لےکر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے یک دل ویک زبان ہو جائیں۔ مسیحی دنیا پر اسلام کی حجت تمام کرنا اور اُنہیں صراط مستقیم کی طرف بلانا کوئی چھوٹا سا کام نہیں۔ یہ علم کا جہاد عَلَم کے جہاد سے بھی کہیں زیادہ اہم اور توجہ طلب ہے۔ اس میں جان کی قربانی سے بھی کہیں زیادہ سنگین قربانیوں کی ضرورت ہے سب سے بڑی قربانی تو یہی درکار ہے کہ مسلمان بھائی تعصب تنگدلی اور رسم آبائی کو خیرباد کہکر پہلے خود سچے مسلمان بنیں تاکہ ان کا عملی نمونہ اقوام غیر کے لئے دینِ حق کی نسبت حسن ظن اور کشش کا موجب ہو۔ دوسرے ہم میں ایک معقول جماعت تیار ہو۔ جو اسلام کے حقایق ومعارف سے ایسی آگاہی رکھتی ہو کہ اپنی دلنشین تقریروں تحریروں سے

یہ الفاظ ہم لوگوں کے لئے کچھ کم غیرت دلانے والے ہیں کہ "میرا تجربہ تو یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں وہ بھی اس قابل نہیں کہ اس مذہب کے بارہ میں کسی کو کچھ بتلا سکیں"؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ پھر جو افراد ملت اَور کسی طریق سے بھی اپنے حصہ کی خدمت انجام نہیں دے سکتے وَہ جاھدوا باموالکم کی تعمیل تو کم وبیش ضرور ہی کر سکتے ہیں اور انہیں کرنی چاہئے مال کے جہاد کو اللہ تعالےٰ نے بھی مقدم رکھکر اہمیت دی ہے اور اس کے بغیر دین ودنیا کا کوئی کام نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ آج موقعہ ہے کہ تم اپنے مالوں کا تھوڑا سا حصہ دیکر بھی اجر عظیم کے حق دار بن سکتے ہو جبکہ تمہارا ہزاروں لاکھوں روپیہ تو ہر سال محض فضولیات کی ہی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ وہ وقت انشاءاللہ جلدی ہی آنے والا ہے کہ دنیا کی ہوشمند اور مقتدر قومیں اس مقدس مشن کی جانی ومالی غرض ہر قسم کی خدمت اپنے ہاتھ میں لے لیں گی۔ اس وقت تمہارا صدہا روپیہ یقیناً آج کے پیسوں کے برابر قابل قدر ووقعت نہ ہوگا۔ وَماعلینا الا البلاغ ●

پہلی چٹھی | (از) ۴۹ گرینول گارڈن شیپرڈ بُش گرین۔ ڈبلیو۔ (مورخہ ۳ اگست ۱۹۱۳ء)

میرے نہایت ہی قابل تعظیم بھائی!۔ میں حیران تھی کہ میں کن الفاظ میں آپ کو مخاطب کروں بہرحال اب جن الفاظ میں مَیں نے آپ کو مخاطب کیا ہے وُہ اَور الفاظ کی نسبت اُن خیالات کے قریب تر ہیں۔ جو آپ کے لئے میرے دل میں مرکوز ہیں۔ جو تبدیلی آپ نے میری روح میں کی اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میں کوئی الفاظ نہیں پاتی۔ میں عیسائی ماں باپ کے گھر پیدا ہوئی۔ اور میں نے عیسائی مذہب ہی اختیار کیا۔ میں اپنی شادی سے پہلے باقاعدہ طور پر اپنے والدین کے ہمراہ گرجا جایا کرتی تھی۔ یوں تو بہت سے عیسائی واعظین کے وعظ سُنے لیکن کسی ایک کا وعظ کبھی بھی میری روح میں بیداری پیدا کرنے کا موجب نہ ہُوا۔ جو کچھ میں نے اُن سے سُنا اُسے یونہی بلا غور تقلیداً قبول کر لیا کرتی تھی

مجھے وہ پہلا دن یاد ہے اور یہ جمعہ کا روز تھا۔ جبکہ آپ کی دعوت پر میں اور میرا خاوند آپ کے گھر گئے۔ اور جو تقریر آپ نے کی اُس کا مجھ پر ایک خاص اثر ہوا اور مجھ پر ایک قسم کی محویت طاری ہو گئی وہ دن میری روحانی بیداری کا پہلا دن تھا۔ میرے دل نے چاہا کہ میں آپ کی اکثر تقریریں اور باتیں سُنا کروں۔ چنانچہ ہم آپ کے ہاں آتے اور آپ بھی ہمارے ہاں آتے رہے اور ہمیشہ اسلام کا تذکرہ ہوتا رہا۔ آپ کا رسالہ ماہواری اسلامک ریویو میرے لئے ایک انکشاف حقیقت تھا۔ آپ کا وعظ اور آپ کی تقریر ہمیشہ مدلل اور یقین افزا تھی۔ جس سے ایک نئی روشنی میرے قلب پر چمکنے لگی۔ آپ کے رسالہ کے مطالعہ نے ایک اعجاز کا اثر مجھ پر کیا۔ اُس نے مجھے غفلت سے جگا کر میرے دل میں خدا اور اُس کے عظیم الشان پیغمبر جناب محمد (صلعم) کی محبت پیدا کر دی۔ میرا دل اسلام کی طرف کھنچنے لگا اور میں دل سے مسلمان ہو گئی۔

اب خیالات میں عجیب کشمکش شروع ہو گئی۔ کہ آیا میں علی الاعلان مسلمان ہو جاؤں۔ یا دنیا کو اپنے اسلام سے اطلاع نہ دوں۔ ایک طرف مجھے اپنے ملک اور اپنے ہم مذہبوں کی طرف سے اپنی تضحیک وتحقیر کا خطرہ تھا۔ اور دوسری طرف میرا ضمیر مجھے اس بات پر آمادہ کرتا تھا۔ کہ میرا معاملہ خدا تعالےٰ ہی کے ساتھ ہے۔ مجھے کسی کی کیا پروا ہے۔ علاوہ ازیں جو کچھ اُن عیسائیوں نے بلقان میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے کیا۔ اس سے مجھے اور بھی عیسائیوں اور عیسائیت سے نفرت ہو گئی۔ اور میں نے ارادہ کر لیا کہ مذہب اسلام کو علی الاعلان قبول کر لوں اور یہ آپ کو علم ہے ہی۔ کہ میں نے آخر آپ کی حاضری میں علی الاعلان اسلام قبول کر لیا۔ اور اب میں یہ چٹھی اُس عظیم الشان خدمت کے اعتراف میں لکھ رہی ہوں۔ جو آپ نے یہاں شروع کی ہے میں یقین دلاتی ہوں کہ ان چند مہینوں کے اندر آپ نے لنڈن میں برسوں کا کام کیا ہے۔ میں خیال نہیں کرتی کہ کوئی اور ہندوستانی [illegible] مولوی مقدس قرآن اور انجیل کے اقوال کا مقابلہ کرنے کے لئے [illegible] ہوگا؟ میں آپ کا رسالہ اسلامک ریویو ہر زن ومرد کو جو مجھے ملتا ہے دکھاتی ہوں اور اس کا ہر ایک مداح ہوتا ہے۔ آپ براہ کرم ان خیالات کو میرے ہندوستان کے مسلم بھائی اور بہنوں تک پہنچا دیں۔ میرا دل اسلام پر شیدا ہے۔ اور اِن مظالم کے خیال سے پُرخون جو ہمارے شجاع ترک برادران نے مسیحی لوگوں کے ہاتھوں دیکھے۔ ہاں اِن تمام مصائب میں ایک پہلو اطمینان محض لالچ اور حرص میں آکر کیا۔ نہ ہمدردی انسانی کے خیال پر۔ جیسے کہ شروع میں اعلان کیا گیا تھا۔ اِس سے میرے نزدیک خود عیسائیت کو سخت صدمہ پہنچیگا۔ صفحات تاریخ میں اس لڑائی کے خونین حالات ہمیشہ کے لئے عیسائیت اور اُس کی تہذیب پر ایک بدنما دھبہ رہیں گے۔

میں آپ کا زیادہ قیمتی وقت نہیں لینا چاہتی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس اہم خدمت کا اجر دے۔ جو آپ کر رہے ہیں۔ میں تو صرف اس صراط مستقیم کے اعتراف وشکریہ میں جو مجھے آپ نے دکھلائی۔ آپ کے لئے ہمیشہ دعائیں ہی کرتی ہوں اور میں آپ کی کامیابی کے لئے دُعائے گو ہوں۔ آپ مجھے ہمیشہ کے لئے اپنی ممنون احسان بہن تصور فرمائیں۔ میرے اور میرے خاوند کے دل میں آپ کی وہ توقیر وعزت ہے۔ جس کو الفاظ ظاہر نہیں کر سکتے۔

میں نہایت ہی خوش ہونگی۔ کہ اگر میں کسی طرح آپ کے کام میں آپ کی مدد کر سکوں۔ اور میں ہمیشہ آپ کی خدمت کے لئے تیار ہونگی۔

راقمہ { بڑے دلی خلوص کے ساتھ میں ہوں آپ کی ہمیشہ کے لئے مشکور بہن۔ وائیلیٹ البراہیم

دوسری چٹھی | ازمقام انگلستا ٹیکا نک سمیڈن۔

پیارے جناب! میرے ایک دوست نے مجھے آپ کا نام بتایا ہے کہ آپ اسلامک ریویو کے ایڈیٹر ہیں۔ میں نہایت ہی خوش ہونگی۔ کہ اگر آپ اسلامک ریویو کی ایک کاپی بھیجدیں۔ میں اس کا دیکھنا ازحد پسند کرتی ہوں۔ ہم لوگ اسلام سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم کو کتابیں بھی نہیں ملتیں۔ خواہ کسی کو اُن کا نام بھی معلوم ہو۔ اور میرا تجربہ تو یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں وہ بھی اس قابل نہیں۔ کہ اس مذہب کے بارہ میں کسی کو کچھ بتلا سکیں●

راقمہ

اس تکلیف دہی کے لئے معافی کی خواستگار آپکی صادق مس سی ایمہنگ

تیسری چٹھی | ازمقام فرنیکفورٹ (جرمنی)

پیارے مسٹر کمال الدین! میں آپ کے لکچر اور اسلامک ریویو کے جولائی نمبر کو بے حد دلچسپی سے دیکھ رہی ہوں۔ اور وہ کیسے ہی شاندار ایام تھے جو ہم نے پیرس میں گذارے اور میں وہاں سے بہت ہی ہوشمندانہ اور مضبوط تاثرات لےکر آئی ہوں۔ جو کانگرس نے میرے حافظہ پر مرتسم کئے۔ جو کچھ ہم نے آپ سے تعلیم اسلام کے متعلق سنا۔ میں اس کے لئے آپ کی ازحد مشکور ہوں جو کچھ اصل حقیقت آپ نے اپنے مذہب کی ہم پر منکشف کی۔ وہ بہت ہی بیّن اور صاف ہے اُن تمام کتابوں کے ماحصل کی نسبت جو آج تک میں نے پڑہیں اور میں نہایت ہی خوش ہونگی۔ کہ اگر آئندہ بھی اسلامک ریویو میں مجھ کو اسلام کے متعلق آپ کے خیالات دیکھنے کا موقعہ ملتا رہے۔

مورخہ ۵ اگست ۱۹۱۳ء {آپ کی نہایت ہی صادق۔ لک کاولہ۔ باتھہ۔ راقمہ

مراسلات

مسلمانوں کا تنزل

وال دی پیپ کلیجوں میں غم فرقت نے
غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگاروں کی

پیسہ اخبار روزانہ جولائی ۱۹۱۳ء میں مولوی محبوب عالم صاحب نے سفر یورپ میں یہ بحث اُٹھائی ہے اور بہت سے سوالات کئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لگاتار تنزل اور ادبار کے کیا کیا بواعث ہیں۔ یہ ایک ضروری بحث ہے اور دیکھنا یہ ہے۔ کہ واقعی ہمارے ادبار اور تنزل کے بواعث کیا کیا ہیں۔ جب کوئی شخص یا کوئی قوم ادبار میں آتی ہے۔ تو مختلف وجوہ پر بحث ہوتی ہے۔ بعض وجوہ اُن میں سے محض خیالی ہوتی ہیں۔ مثلاً اسی بحث میں ایک یہ بھی سوال کیا گیا ہے کہ کیا اس واسطے مسلمان تنزل کر رہے ہیں کہ اُن میں [illegible]

یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جو بحث کرنے والوں کو صحیح واقعات پر نہیں پہنچاتا ہے اس سے اول کہ ہم اس قسم کے سوالات پر بحث کریں یہ سوچنا چاہئے کہ کیا اسلام نے چار بیویاں کرنا کل مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے۔ اور کہ اس وقت کل اسلامی دنیا میں کثرت ازدواج کی کیا نسبت ہے۔

اگر ان دونوں سوالات کا جواب ہمارے حق میں نہیں ہے۔ تو پھر سمجھ لیا جائے کہ اس قسم کے سوالات کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اسلام نے چار

فرض ہو واجب بھتا۔ اِس وقت جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں اس کا رواج عام ہے۔ محض ہزر ہے۔ فی ہزار پانچ سے بھی کم ہوگا۔ جب حالت یہ ہے تو پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ کثرت ازدواج کی وجہ سے مسلمانوں کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اگر یہ کہا جاتا۔ کہ مسلمانوں کا چلن درست نہیں رہا۔ تو زیادہ تر موزوں ہوتا۔

اِسی طرح یہ کہنا بھی کہ مسلمان بوجہ عورتوں کے پردہ میں رہنے کے تنزل ہیں۔ کیسی فاش غلطی ہے سیمجھنا کہ کل مسلمانوں کی عورتیں پردہ میں رہتی ہیں۔ ایک فریب دہ خیال یا قیاس ہے۔ ہندوستان میں فیصدی ۵ گھر باہ کے بھی پردہ دار نہیں ہیں۔ جو لوگ اس میں مبالغہ کرتے ہیں وہ سخت غلطی کھاتے ہیں۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں پھر کر دیکھو کہ مسلمانوں میں پردہ کہاں تک ہے معترض گھر میں خود کو پردہ کی چار دیواری میں بیٹھا دیکھکر رائے لگا دیتے ہیں کہ ہر مسلمان پردہ کراتا ہے۔ موجودہ حالت میں یہ کہنا درست ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں ۲۵ فی صدی بے پردگی ہے۔ دیہات میں تو برائے نام بھی نہیں ملتھروں میں اگر ہے تو وہ بھی برائے نام ہی ہے۔ سوائے چند گھرانوں کے۔ اس قسم کی تمام وجوہ فرضی یا اضطراری ہیں۔ نہ ہم پردہ کی وجہ سے خراب خستہ ہیں اور نہ کثرت ازدواج کے ہونے سے۔ ہمارے ادبار تنزل کے وجوہ ہی کچھ اور ہیں اور اگر ان کا اختصاراً جائزہ لیا جائے۔ تو حسب ذیل وجوہ زیر بحث لائے جا سکتے ہیں:۔

(الف) ہم مذہب سے رفتہ رفتہ دُور جا پڑے ہیں۔

(ب) ہم میں خلوص اور اتفاق نہیں رہا۔

(ج) ہم سیرت یا کیریکٹر نہیں رکھتے۔

(د) ہم علوم و فنون سے بیگانہ ہوتے جاتے ہیں۔

(ہ) ہم میں تجارت اور کاروباری زندگی دن بدن گھٹتی جاتی ہے۔

(و) ہم میں منافقت کا زور ہوتا جاتا ہے۔

(ز) ہم انجام بین نہیں ہیں۔

(ح) ہم میں غیرت اور حمیت نہیں رہی۔

غلا صتاً یہ وجوہ ہیں۔ جو ہماری ذلت اور ادبار کے لانے والے ہیں یہ بواعث ہیں جو ہم کو دن بدن تباہ کر رہے ہیں۔ بواعث ہیں جو ہماری خرابی کا موجب ہیں جو بعض گناہ اور برائیاں مسلمانوں کے ذمہ لگائی جاتی ہیں۔ وہ دوسری قوموں میں بہت کچھ پائی جاتی ہیں۔ لیکن چونکہ ان کی سیرت اور اُن کا کیریکٹر ہم سے زیادہ تھضبوط اور باوقعت ہے۔ اِس واسطے اُن کی قومی عزت ماؤف نہیں اُن میں ایک احترام اور وجاہت پائی جاتی ہے اور ہم کیریکٹر کی کمزوری کی وجہ سے تباہ حال ہیں آج اگر مسلمانوں میں غیرت حمیت اور اتفاق ہو جائے۔ تو وہ باوجود اس افلاس اور تنگ دستی کے بھی۔ دُنیا کی کئی ایک قوموں سے بازی لے جا سکتے ہیں۔ اسلام نے جس قدر غیرت اور یکجہتی کا حکم دیا تھا۔ اُسی قدر مسلمانوں میں نفاق اور دُشمنی پائی جاتی ہے اُن اغراض میں بھی نفسانیت کی وجہ سے نفاق ہے۔ جو سب کی مشترکہ ہیں۔ ایک سکھ شیعہ کے پاس جا کر اسلام لاتا ہے۔ تو سُنی اُسے یہ کہتا ہے کہ اس سے تو یہ بہتر تھا کہ تو سکھ ہی رہتا آگے سے بھی گیا گذرا ایک عیسائی یا ہندو یا چوہڑہ بھی کسی احمدی کے پاس جا کر اسلام قبول کرتا ہے۔ تو دوسرے مسلمان ناخوش ہو کر اس پر طعن کرتے ہیں۔ کہ تو کس فرقہ میں آ گیا۔ اس سے تو ہندو اور عیسائی یا چوہڑا ہی رہتا تو بہتر تھا۔ جس قوم کی غیرت اور حمیت کا یہ حال اور یہ وزن ہو۔ وہ کس طرح دنیا کی دوسری قوموں کا مقابلہ کر سکتی ہے اور کس طرح اُس کا ٹوٹا ہوا شیرازہ بندھ سکتا ہے۔ وہ تو آج نہ غرق ہوئی تو کل ہو کے رہے گی۔ قرآن مجید میں جو واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ارشاد ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ سُنی سنیوں اور شیعہ شیعوں کے ساتھ ہی ملاپ اور اتفاق رکھیں لفظ جمیعًا کا آیا ہے۔ میرا مطلب و پاس سب اس میں آ گیا۔ نہ سُنی باہر رہا اور نہ شیعہ نہ وہابی اور نہ احمدی قدرت خدا کی جو لوگ اسلامی غیرت اور حمیت سے اسلام کی خدمت کرتے ہیں اُنکی خدمات کا صرف اس واسطے انکار کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے فرقہ سے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی شیعہ یا احمدی مسلمان حضرت کی رسالت کا وعظ کرے اور اغیار کو قائل کرنا چاہے۔ تو سُنی یا مسلمان اُسکی مخالفت کریں صرف اس گناہ پر کہ اُس نے کیوں حضرت کی رسالت کے اثبات کا بیڑہ اٹھایا۔ افسوس جس قدر شد و مد سے قرآن میں منافقت کا خاکہ اڑایا گیا ہے اُسی قدر ہم میں منافقت اور مخالفت پائی جاتی ہے ان وجوہ سے مسلمانوں کی جو حالت اس وقت ہو رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں اگر ہم اب بھی نہ سنبھلے تو انجام بہت ہی خراب ہوگا۔ زمانہ ہانگ دہل منادی کر رہا ہے۔ سنبھلو سنبھلو۔ ایک ہم ہیں کہ بہشت دوزخ کے ٹھیکیدار بن کر خواب غفلت سے ہی نہیں چونکتے۔ خواجہ کمال الدین نے گھر بار مال بچّہ کو خواب دیکر ولایت میں جا کر یہ منادی نہیں کی کہ نعوذ باللہ اسلام سچا نہیں اُس نے یہ کہا ہے کہ اسلام سچا ہے اور برحق ہے۔ قرآن درست ہے۔ مسلمان قابل رحم ہیں۔ تعجب ہے کہ اُس پر بھی بعض لوگ انہیں صلاحیاں سنانے سے نہیں چوکتے۔ دل ہی دل میں انکی اس ہمت کو تاویلات بیہودہ کے شکنجہ میں لا کر پست کرنے کے سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ مطلب اس کا یہ ہوا کیوں صداقت اسلام پر زور دیا اور کیوں رسالت عرب کی تائید چاہی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ سب مسلمان دیگر اختلافات کو برطرف رکھکر تائید کرتے اور موقعہ دیتے کہ ایک عظیم الشان مشن اسلامی رفتہ رفتہ قایم ہو جائے۔ مسلمانو! سمجھو ایسی باتیں تمہاری ہوا اکھاڑ لی اور تمہارے جتھے میں پھوٹ ڈالتی ہیں اب منافقت کا وقت نہیں رہا۔ جتھہ کی ضرورت ہے اپنے اپنے فرقہ میں ہی رہ کر ایسے امور میں اتفاق اور خلوص دکھاؤ تاکہ غیروں پر تمہیں برتری حاصل ہو

(راقم ایک مسلمان)

تعزیت ناموں کا شکریہ اور جواب

بزرگان سلسلہ اور رفیقان طریقت نے جس ہمدردی و محبت سے میرے والد صاحب مرحوم حکیم میر حسام الدین صاحب کی وفات پر میری دلجوئی فرمائی ہے میں اُن کا مشکور ہوں۔ میری اُمید سے بڑھکر اُن کے موثر کلمات میری تسکین کا باعث ہوئے۔ جن کلمات خیر سے والد مرحوم کو اُن کی وفات پر یاد کیا گیا ہے۔ وہ مغفرت الٰہی کا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں اور مجھے خدا کی جناب سے اُمید ہے کہ وہ ان کلمات کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے مخدوم بزرگوں اور مکرم دوستوں کی دعائیں اُن کی مغفرت کا کافی ذخیرہ ہونگی۔ میں اس تحریر کے ذریعہ اُن تمام کرم فرماؤں کی خدمت میں ہدیۂ تشکر جزاکم اللہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ انہیں حسنات دارین سے بہرہ ور کرے اور سب کا انجام سلامتی ایمان پر ہو۔ آمین! لا الٰہ الا اللہ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی و اخلفنی خیراً منھا۔ کوئی نہیں لائق عبادت سوائے اللہ کے۔ بیشک ہم سب اسی کے ہیں اور بیشک ہم اُسی کے حضور لوٹنے والے ہیں اے اللہ ثواب دے مجھ کو میرے مصیبت میں اور بدلہ دے مجھکو بہتر اس سے

نوٹ:۔ اپنے سلسلہ کے جملہ اخباروں اور رسالوں میں میری یہ تحریر چھاپ دی جائے۔ تاکہ احباب سلسلہ اور دیگر اصحاب جنہوں نے مجھے اس مصیبت کے وقت یاد فرمایا ہے اور میری تسکین کا باعث ہوئے ہیں۔ میرے دل کی محبت سے جو مجھے ان کے ساتھ ہے واقف ہوں والسلام +

خاکسار دعائے گو میر حامد شاہ از سیالکوٹ۔ ۲۳ راگست ۱۹۱۳ء

حضرت کرشن علیہ السلام اور انکے جنم دن کی یاد

۲۵ راگست ایک ایسے عظیم الشان انسان کے جنم کا دن ہے جس کے متعلق ہمارے نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاہن کہ ملک ہند میں بھی ایک نبی گزرا ہے۔ جس کا رنگ سیاہ تھا اور نام کاہن تھا ملک ہند یا آریہ ورت میں اس مقدس بزرگ کو حضرت کرشن جی مہاراج کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس زمانہ میں وہ پرکھٹ ہوئے وہ بھی ہمارے موجودہ زمانہ کی طرح ادھرمی اور پاپ کا زمانہ تھا۔ عورتیں خاوندوں سے اور خاوند عورتوں سے بدسلوکی کرتے تھے گھر گھر میں اعتقادات مختلف تھے والدین اولاد سے اور اولاد والدین سے ناخوش تھی۔ لوگ گیان دھیان اور پرم دھرم سے بیزار اور دنیوی عیش و آرام کے دلدادہ تھے۔ امانت و دیانت و صلح و امن ایشور بھگتی کا نام نہ تھا۔ رشیوں منیوں کو جو درحقیقت رام گشوان ہوتی ہیں جو ایشور کے گیان اور معرفت کا دودھ پلا کر گناہوں سے گلے سڑے بیماروں اور روحانی مردوں میں نئی روح پھونک دیتے ہیں پاپیوں نے ہر طرح سے ستا رکھا تھا۔ اس مقدس بزرگ نے ایشور سے تائید پا کر جب ان رام گشوں کی عزت کو قایم کرنا شروع کیا۔ اور اسی لئے پرمیشور سے گئو پال کا خطاب پایا اور بدیوں کو ناش کرنے اور صلح و امن کو دنیا میں برقرار رکھنے کا بیڑا اُٹھا کر رُودر گوپال کا لقب حاصل کیا اور خدائے واحد کے نام کا پرچار شروع کیا تو اُس زمانہ کے دشٹوں راکشسوں اور دُنیا کے کیڑوں نے جو اپنی ظاہری آن بان اور مال و دولت کی وجہ سے خدا بنے پھرتے تھے یا مصنوعی خداؤں کے پرستار تھے اُن کی مخالفت شروع کر دی اور صلح و امن کے اصولوں کو کھینچ تان کر دشمنی و عداوت میں بدل دیا اور جب یہ ضد و تعصب میں بہت ہی بڑھ گئے تو خداوند کریم نے ان مغرور اکڑباز دنیا کے پرستاروں کے تمام سورما جنگجو امیروں وغیرہ کو جو اپنی عقل و علم و ہر قسم کی صناعی اور ہنرمندی پر نازاں تھے اور کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے کروکھیتر کے میدان میں ۱۸ روز کی لڑائی میں تباہ و ہلاک کر دیا اور خون کی ندیاں بہا دیں اُف کیسا عبرت خیز نظارہ ہوگا۔ جبکہ آریہ ورت کے تمام اعلےٰ سے لیکر ادنےٰ تک ایک خدائی بھگت کی مخالفت میں اپنی شامت اعمال سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گئے لیکن دیکھو اصل میں یہ ایک سبق تھا کہ اگر تم میں خدا کے بھگت خدا کے پرستار کبھی آیا کریں تو انکو تم مان لیا کرو تاکہ تم اُسی طرح بچائے جاؤ جیسے کہ کاہن صادق کے متبع بچائے گئے لیکن مخالفت کی حالت میں اُسی طرح تباہ و برباد ہو گے جس طرح اُن کے دشمن ہوئے مگر کیا آریہ ورت نے آیندہ کے لئے کوئی سبق اس واقعہ سے حاصل کیا؟ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہرگز نہیں اس لئے ہم ڈرتے ہیں کہ خدا پھر وہی سلوک نہ کرے جسکی یادگار اب تک اس ملک کے باشندے نہیں بھولے کیونکہ اُن لوگوں نے اس وقت بھی جبکہ اُس طرح زمانہ کی حالت ہو گئی ہے اور حضرت کرشن جی مہاراج کے اس قول کے مطابق کہ جب جب دھرم کی ہانی ہوتی ہے ...... تب تب میں اوتار لیتا ہوں ...... خو دار بشکل کسے۔

یعنی جب دین دھرم کی بنیاد بہت سست پڑ جاتی ہے بدی کا زور ہوتا ہے تو ہم کسی نہ کسی کے روپ میں ظاہر ہوا کرتے ہیں یعنی بروز انبیاء ہوتا رہتا ہے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کو خداوند کریم نے کرشن رُودر گوپال کا خطاب دیکر مبعوث کیا اور انہوں نے بہتر سے بہتر مذہب اور زندہ پرمیشور پیش کیا تو ان لوگوں نے بے توجہی اختیار کی اور اس پیغام صلح کا جو انہوں نے ۱۹۰۸ء میں پیش کیا آج تک جواب نہ دیا انہوں نے آریہ ورت کی بھلائی کے لئے خدائی تحریک سے کیا ہی احسن طریق صلح پیش کیا جسکی تفصیل ان کالموں میں متعدد دفعہ ہدیۂ ناظرین ہو چکی ہیں۔ یہاں بوجہ عدم گنجائش حذف کیجاتی ہے (ایڈیٹر)

غرض اس مقدس کرشن روپی اوتار نے نہ صرف خدا کے پیارے رشی منی انبیاء و رسل (علیہم السلام) کی جو دراصل خدا کی گئوئیں ہوتے ہیں عزت کو از سر نو دنیا میں قائم کیا بلکہ یہ کہکر کہ اگر ہندو صاحبان صدق دل سے ہمارے نبی (صلعم) کو سچا نبی مان لیں اور ان پر ایمان لاویں تو یہ تفرقہ بھی جو گائے کی وجہ سے ہے درمیان سے اُٹھ جاویگا" اس گائے کو بھی جو ہماری جسمانی صحت کے لئے دودھ مکھن دیتی ہے بری کر دیا اور حقیقی معنوں میں اپنے تئیں گوپال ثابت کر دیا اس پیغام پر ہمیں تو کامل امید تھی کہ ہندو صاحبان خاص کر آریہ دوست جو صلح اور اتفاق چاہتے ہیں رشیوں کی عزت دنیا میں قائم کرنے اور گئو رکھشا کے حامی ہونے میں بہت پیش نظر آتے تھے ضرور اس پیغام سے فایدہ اٹھائینگے اور پیغام بھی وہ جس میں اپنا مطلب بھی ہوا اور خلاف ورزی پر تین لاکھ کی رقم بھی ملتی اور ضرور اس طرف متوجہ ہونگے۔ ان سے ہمیں اسلئے اور بھی امید تھی کہ یہ لوگ چونکہ ذرا ذرا سی بات پر بے فایدہ دفتر کے دفتر سیاہ کر دیا کرتے ہیں اس تجویز کا جلد ہی فیصلہ کر دینگے۔ اور مفت میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو وید و رشیان وید کے معتقد اور گئو رکھشا کے حامی بنالیں گے لیکن افسوس کہ ان کے کان پر ابتک جوں بھی نہیں رینگی ان کے وہ لیکچرار اور مدبر جو اپنی جانوں کو ملک و قوم کی بھلائی کے لئے قربانیاں تبلاتے تھے۔ کہاں سو گئے۔ شاید وہ یہ لوگ خیال کرتے ہونگے کہ ایسی صلح ہو کہ ہم مسلمانوں کے بزرگوں کو گالیاں بھی دیتے رہیں اور اعتراض کئے جائیں پھر صلح اور گئو رکھشا بھی ہو جاوے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ اگر اُن اصولوں پر قایم ہو کر جو خود خدا کے برگزیدہ نے تجویز فرمائے۔ صلح نہ کریں گے۔ تو خداوند کریم ان مخالفین کرشن سے بھی وہی سلوک کرے گا۔ جو کرشن اوّل (علیہ السلام) کے مخالفین سے کیا۔ اور اُن پر کوئی ایسا عذاب آسمانی بھیجے گا۔ جو پھر اسی حسرت کو تازہ کر جاوے۔ جس کے زخموں کے داغ تا حال آریہ ورت کے دلوں پر موجود ہیں۔ کیونکہ خدا اپنے پاک بندوں کے لئے غیور رہوتا ہے +

آخر میں یہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم آپ لوگوں کو اس زمانہ کے کرشن گوپال کو پہنچاننے اور اس کے پیش کردہ اصولوں پر عمل کی توفیق عطا کرے آمین ثم آمین! والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار محمد نظام الدین احمدی ملٹگمری لو لکھا لاہور +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ط

اخبار پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دوستو اُس یار نے دین کی مُصیبت دیکھ لی
آئیں گے اِس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

مقاصد

(۱) ملک میں قیام امن کے لئے کوشش کرنا

(۲) گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کی تعلیم دینا

(۳) مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمتِ اسلام کے لئے یکجہتی قایم کرنا۔

(۴) عقاید اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا اور مذہب اسلام کو دُنیا کے سامنے پیش کرنا

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی دنیا میں اشاعت کرنا۔

(۶) سلسلہ احمدیہ کی نسبت غلط فہمیوں کو دُور کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دُنیا پر واضح کرنا۔

(۷) سیاسی تمدنی۔ اخلاقی امور پر اسلامی نقطۂ خیال سے بحث کرنا۔

(۸) ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبروں کی اشاعت

نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدمتِ دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین میں وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن!

قواعد

(۱) ہفتہ میں تین بار یکشنبہ سہ شنبہ پنجشنبہ کو شائع ہوتا ہے۔

(۲) قیمت سالانہ للعہ ششماہی للعہ طلباء سے للعہ اور عہ

(۳) نمونہ کا پرچہ ۲ کا ٹکٹ آنے پر۔

(۴) قابل قدر نامہ نگاروں کو بلا قیمت

(۵) خاص خاص قابل قدر مضامین کا کچھ معاوضہ بھی نذر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ۔

(۶) ترسیل زر بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لاہور سکرٹری پیغام صلح سوسائٹی ہونی چاہئے۔

(۷) مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں دیگر خط و کتابت منیجر کے نام۔ پتہ صاف و خوشخط لکھیں۔

ایڈیٹر { خواجہ کمال الدین۔ بی۔ اے (آنریری) / ماسٹر احمد حسین فرید آبادی }

جلد ۱ | لاہور۔ یکشنبہ مورخہ ۳۱۔ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ۲۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۱ھ | نمبر ۲۳

تازہ برقی خبریں

مسٹر اسکوئتھ پر حملہ۔ (لندن۔ ۲۸ اگست) وزیر اعظم گولف کے کھیل میں مصروف تھے (جو گولیوں اور چھڑیوں سے کھیلا جاتا ہے)۔ کہ ناگہاں دو سفرجیٹ (حقوق طلب) عورتوں نے جو گھات میں لگی ہوئی تھیں۔ ان پر حملہ کیا۔ ان کو گھسیٹی اور ان کی ٹوپی کو ٹھکراتی ہوئی لے گئیں۔ ممدوح کی صاحبزادی اپنے باپ کی مدد کو جھپٹیں۔ اتنے میں خفیہ پولیس کے بھی دو آدمی آن پہنچے۔ اور دو نو عورتوں کو پکڑ لے گئے۔ جو گھسیٹی ہوئی بدقت تمام گئیں۔ پولیس سٹیشن پہنچیں تو ان کا نام پتہ پوچھا گیا۔ جس کے بتانے سے صاف انکاری ہو گئیں (اسلام پر طرح طرح کے بے بنیاد الزام لگانے والی تہذیب کی اپنی حالت اس قدر سخت عبرت خیز ہے۔ پیغام)

ترکی مطالبات۔ (قسطنطنیہ۔ ۲۸ ") گورنمنٹ عثمانیہ عنقریب بلغاریہ اور دول یورپ کو قرار واقعی تجاویز متعلقہ مسئلہ سرحد ارسال کرنے والی ہے۔ باب عالی اُن تجاویز میں اس امر پر اصرار کریگا۔ کہ اُڈریانوپل اور قرق کلیسیا ترکوں ہی کے قبضہ میں رہیں۔ لیکن بعض دیگر مراعات دے دیگا۔ جو امید ہے۔ کہ قبول کر لی جائینگی۔

ترکی اور بلغاریہ (لندن۔ ۲۹ اگست) ترکی تجاویز (محولہ بالا) کے بارہ میں ہنوز کوئی اظہار نہیں ہوا ہے۔ بعض سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ بلغاریہ کی حمایت میں دول عظام کا ہرگز ارادہ نہیں ہے۔ کہ اس معاملہ میں مداخلت کریں۔ اس واسطے بلغاریہ کو اب دونوں میں سے ایک بات اپنے لئے آپ پسند کرنی پڑیگی۔ یعنی یا تو ترکی کے ساتھ جنگ کا اعلان کرے۔ یا کوئی عہد و پیمان۔ بظاہر بلغاریہ کو اس بات پر بھروسہ ہے۔ کہ ترکی ڈھائی لاکھ جنگی جوانوں کو مزید مدت کے لئے میدان کارزار میں نہیں رکھ سکتا۔ اس واسطے اب اس کا انتظار محض ایک دہوس یا چال ہے اور بس۔ لیکن اُدہر ترکوں کو اپنی قابلیت اور سکت پر اعتماد ہے کہ وہ دریائے مارٹزا کے بائیں کنارہ پر برابر ڈٹے رہیں گے۔ صوفیہ میں اس امر سے زور کے ساتھ انکار کیا جاتا ہے کہ وہاں اُڈریانوپل کی بابت کوئی بحث و نزاع ہو رہی ہے۔

شورش چین (شنگھائی۔ ۲۸ اگست) برٹش سفارت کی منظوری سے کرنیل بروس سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ گورنمنٹ چین کے مشیر پولیس کا منصب منظور کر لیں گے۔ نانکنگ کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۲۶ کی شب کو وہاں خوب گولہ باری ہوئی۔ سرکاری سپاہ نے تین شہر کے دروازوں پر دھاوا بولا مگر پسپا ہونا پڑا۔ لیکن گولہ باری سے ابتری پھیل چکی تھی۔ اس واسطے مدافعت بھی کچھ کمزور رہی۔ اب سرکاری افواج نئی توپیں لائی ہیں اور اپنے توپخانے

متفرق خبریں

دہلی میں شاہی مجلس واضع قوانین کا سب سے پہلا اجلاس اس موسم سرما میں ۷ رجنوری ۱۹۱۴ء کو ہوگا۔

مسودہ ترمیم قانون عدالت ہائے پنجاب گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیجے کے لئے تیار ہوگیا ہے۔ جس کا منشاء یہ ہے۔ کہ پنجاب میں موجودہ ڈویژنل ججوں کی جگہ ڈسٹرکٹ جج اور سشن جج کام دیا کریں۔

پنجشنبہ کی موسمی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ سوائے منٹگمری کے قریباً تمام مقامات پنجاب میں کم و بیش بارش ہوئی۔ سب سے زیادہ یعنے سوا دو انچہ پانی راولپنڈی میں پڑا۔ تمام شمال مغربی ہند میں حرارت معمولی سے کمی پر ہے۔ یعنی زیادہ سے زیادہ ۹۵ درجے جو دن کے وقت دہلی انبالہ میں رہی۔

راولپنڈی کے لال کورتی بازار میں بقول ٹریبیون کچھ فوجی سپاہیوں نے زبردستی زمینداروں کے گھوڑے لئے۔ اور ان پر سوار ہو کر ایک بنیک پر جا چھاپہ مارا۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔

منشی نثار احمد منصف بھکر کے خلاف مقدمہ زور شور سے چل رہا ہے۔ وکیل سرکاری مسٹر ہربرٹ اسسٹنٹ لیگل ریممبرنسر ہیں۔ اور اُدہر مسٹر عبد العزیز بیرسٹر ہوشیارپور ہیں۔ ڈیفنس کے گواہوں میں کئی اعلیٰ عہدیدار سرکاری بھی ہیں۔

کلکتہ کی تازہ تار خبروں میں ہے کہ بنگال میں ان دنوں ڈکیتیوں کا زور ہے۔ اور اکثر سنگین ہوتی ہیں۔ جن میں قتل و غارت گری دونوں جرائم شامل ہوتے ہیں۔ چند ہی روز کے اندر تین باقر گنج میں۔ چار مدنا پور میں اور دو بردوان میں۔ کل ۹ ڈاکے پڑ چکے ہیں۔ ایک ان میں پولیٹیکل قسم کا تھا۔

ماورائے ایران ریلوے کی نسبت تازہ تار خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دول ثلاثہ (روس۔ برطانیہ۔ فرانس) میں عہد و پیمان ہو گئے ہیں کہ اس کے شمالی نصف حصہ میں ۶۰ فی صدی روس کا $33\frac{1}{3}$ فی صدی فرانس اور $6\frac{2}{3}$ فیصدی حصہ انگلستان کا ہوگا۔

دیو سماج کے پنڈت دیورتن صاحب نے جو ۱۴ سال سے اس کے سکرٹری تھے اب اس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی دیوگورو کی نذر کئے ہوئے تھے۔ پہلے بھی کئی شخص جو اپنی زندگیاں سماج مذکور کے واسطے وقف کر چکے تھے۔ اسی طرح قطع تعلق کر چکے ہیں۔ پبلک میں حیرانی ہے۔ کہ نہیں معلوم اس کی تہ میں کیا بھید ہے۔ **خواجہ حسن نظامی** صاحب کی نسبت دہلی میں افواہ اڑ گئی تھی۔ کہ میرٹھ میں ایک مسجد پر بلوہ ہوا تھا۔ جس میں وہ شہید ہو گئے۔ مگر تحقیق سے پتہ لگا کہ شہادت کی افواہ تو گپ تھی (شکر ہے) لیکن مسجد پر ہندو مسلمانوں کا کچھ

خدا کی نشان۔ گلو میں تو مخلوق مینہ کی ایک بوند کو بھی ترستی ہے اور راولپنڈی ہی ضلع کے فاصلہ پر بارش کا یہ حال ہے۔ کہ گاؤں کے گاؤں صفایا برباد ہو گئے ہیں۔ گلو میں کامل مہینہ سے پانی کی ایسی کھینچ ہو رہی ہے۔ کہ دہان۔ مکی۔ جوار باجرہ۔ ایکھ وغیرہ کی فصلیں بالکل برباد ہو گئی ہیں۔ بادل کبھی کبھی گھر کے آتے اور صاف ہو جاتے ہیں (خدا رحم کرنے مخلوق کے لئے ہر طرح سے وقت ہے کہ رجوع بحق کرے۔)

لاہور میں وبائے ہیضہ کی شکایت بدستور ہے۔ اہل شہر کو صفائی اور دیگر تدابیر حفظ ما تقدم کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔

سیالکوٹ میں ہیضہ ہولناک شدت سے پھیلا ہوا ہے روزانہ تعداد ۲۸ اور ۳۰ اور ۵۱ اموات تک پہنچ چکی ہے (خدا رحم کرے)

انجمن نعمانیہ کا ۲۶ واں سالانہ جلسہ تحصیل لاہور کے سامنے انجمن کی عمارت واقع ٹکسالی دروازہ میں ۷ تا ۹ اکتوبر ہوگا۔

انڈین ریلوے کانفرنس کا ایک جلسہ شملہ پر ۱۶ سے ۳۰ ستمبر تک ہوگا۔ ریلوے کے متعلق امور پر غور کیا جائیگا۔

ڈسکہ میں باشندگان قصبہ نے تدابیر انسداد ہیضہ پر غور کرنے کے لئے جلسہ کیا جس میں گلیوں۔ گھروں اور کوؤں وغیرہ کی صفائی پر زور دیا گیا۔

ایک دیسی فرم نے "تیسری آنکھ ایجاد ہوگئی" کے عنوان سے ایسی عینک کا اشتہار دیا ہے۔ جو پیچھے کی اشیاء دکھلاتی ہے۔

کینیڈا میں ہندیوں کے ساتھ جو سختی کا سلوک ہوتا ہے اسکے خلاف راولپنڈی کے خالصہ بھائیوں نے ایک جلسہ کیا۔ جس میں ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو اس بارہ میں اپنی رعایا کی ہمدردی و حمایت کرنی چاہئے۔ لاہور میں بھی اس غرض کے لئے جلسہ کر کے پر زور صدائے احتجاج بلند کی جا چکی ہے (اقوام کی بیداری اور حفظ حقوق کے لئے ہلچل اس سے زیادہ شاید ہی کسی زمانہ میں ہوئی ہو۔ پیغام)

بنگال میں سیلاب زدہ رقبات کے مزارعین کو لوکل گورنمنٹ کی طرف سے جو معمولی تقاوی ملنی تھی۔ اس کی تقسیم شروع ہو گئی ہے۔ اور دو لاکھ روپیہ مزید تقاوی کے لئے گورنمنٹ ہند نے اور منظور فرما لیا ہے۔

صوبہ سرحدی میں گذشتہ سال حسابی کے اندر انکم ٹیکس کی آمدنی ایک لاکھ ۸۲ ہزار ۰۸۰ روپے ہوئی۔ سال ماسبق سے ۴۴۴۴ روپے زیادہ۔ سب سے زیادہ رقم ۴۰۴۵۰ روپے تنخواہ داروں اور پنشن خواروں سے وصول ہوئی۔

شملہ کی نمائش فنون لطیفہ ختم ہوئی۔ قریباً ۱۱ ہزار روپے کی تصاویر اور متفرق اشیاء بکیں سالی نتائج اب کی دفعہ کچھ اچھے نہیں رہے

مسودہ قانون آبکاری پر سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ مکمل ہو گئی ہے جو عنقریب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علےٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱ مورخہ ۳۱ راگست ۱۹۱۳ء نمبر ۲۳

مساجد کا انہدام

(۲)

سر جیمس میسٹن کا جواب

(مرقومہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز)

چند روز ہوئے جب میں نے انہدام مساجد کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی پر بعض خیالات کا اظہار کیا تھا۔ تو مجھے یہ قطعاً خیال نہ تھا۔ کہ اس مضمون پر دوبارہ بھی قلم اٹھانے کی ضرورت پڑیگی۔ بلکہ میرا خیال یہ تھا۔ کہ کوئی مدبر حاکم ذرا بھی غور سے کام لیگا۔ تو وہ حصہ منہدمہ مسجد کانپور کا ازسرنو بنوا دینا اور ٹرک کو پانچ چھ فٹ کا خم دے کر نکال دینا اپنا پہلا فرض سمجھیگا۔ اور آئندہ کے لئے خود اس کا سد باب ہو جائیگا۔ مگر افسوس کہ سر جیمس میسٹن نے اپنے عمال کی غلطی کی اصلاح کرنے سے انکار کر کے اس سوال کو کم از کم ایک مدت کے لئے یعنی جب تک کوئی بالاتر حاکم اس کی اصلاح کرے۔ ملک کی شور و پکار میں اور اضافہ کر دیا ؛

قبل اس کے کہ میں سر جیمس میسٹن کے جواب کے متعلق اظہار خیالات کروں۔ حکام سے تعلقات کے متعلق بھی چند کلمات بطور تمہید بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ قرآن کریم نے صاف طور پر اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ تم پر ایک حبشی غلام بھی امیر کیا جاوے۔ تو تم اسکی اطاعت کرو۔ اور اسلام نے بغاوت سے روکا ہے۔ ان مذہبی احکامات کی بنا پر مسلمان جہاں کہیں دنیا میں پائے جائیں گے۔ عموماً اپنے حکام کے وفادار پائے جائیں گے۔ حتیٰ کہ مشرق قریب یعنی بلقان میں جو مسلمان بلغاریوں سرویوں وغیرہ کے ماتحت تھے۔ ان کی طرف سے اور ایسا ہی روس کے مسلمانوں کی طرف سے بھی آج تک باوجود اس کے کہ وہ وہاں طرح طرح کے مظالم کا شکار ہوتے ہیں کبھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا نہیں کیا گیا۔ مگر پاس ہی مقدونیہ کے عیسائی باشندے آئے دن حکومت ٹرکی کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے رہتے تھے۔ اور آخر ٹرکی کے دشمنوں کو ٹرکی پر چڑھا لانے میں وہ کامیاب ہو گئے۔ ہندوستان میں خدا کا شکر ہے۔ کہ حبشی غلام کی بجائے گورے آزاد لوگوں کی بلکہ دوسروں کی حریت کے مویدین کی حکومت ہے۔ پھر بہت سی آسائشیں اور آزادیاں اس گورنمنٹ سے ہمارے ملک کو ملی ہیں۔ ہم اس بات کو بھول نہیں سکتے۔ کہ اس سے پہلے ایک وقت ہم ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے مسلمانوں پر وہ بھی گذرا ہے۔ کہ ان کو مسجدوں میں اذان تک دینے کی اجازت نہ تھی۔ رستے ایسے پُرخطر تھے۔ کہ دن دہاڑے بھی کسی کی عزت و مال محفوظ نہ تھے۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس گورنمنٹ کے اس قدر احسانات اور آسائشوں کے ساتھ کس طرح کسی دل میں بغاوت کا خیال گذر سکتا ہے۔ اور خصوصاً ایسے دلوں میں جو اپنی مذہبی تعلیم کے زیر اثر حاکم وقت کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھتے ہوں ؛

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کے لاکھوں عمال میں سے کچھ ایسے بھی ہیں یا نہیں کہ جن سے رعایا پر یا ان کے کسی حصہ پر ظلم ہو سکتا ہو۔ یا وہ سب کے سب فرشتے ہی ہیں۔ کہ ایک لفٹنٹ گورنر بلکہ ایک سکرٹری آف سٹیٹ سے لیکر ایک ادنےٰ چپراسی تک۔ جو کچھ کسی کے منہ سے نکل جائے۔ رعایا کا ہر ایک فرد بشر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ اور چُوں تک نہ کرے۔ کیا اطاعت کا یہ مفہوم ہے؟ کیا قرون اولیٰ کے ان پاک اور مقدس دنوں میں ہمیں یہی حالت نظر آتی ہے کہ خلیفہ کے عمال کے برخلاف کبھی کوئی زبان نہ کھول سکتا تھا۔ یا خود اسی گورنمنٹ کی رعایا کے دوسرے حصوں کا عملی نمونہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے؟ ہمارے لئے تو اسوہ حسنہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا پاک نمونہ ہے۔ لیکن وہاں تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ متعدد موقعوں پر رعایا کی شکایت پر بڑے بڑے صوبوں کے گورنر معزول کر دیئے گئے۔ بعض موقعوں پر وفود نے آکر اپنی شکایات کو پیش کیا۔ تو پھر ہم کیونکر سمجھ لیں کہ ایک گورنر نہیں۔ بلکہ لفٹنٹ گورنر کے منہ سے ایک بات نکل گئی ہے۔ تو اب ہم اس کے سامنے زبان نہ کھولیں۔ اور اپنی شکایات کو کسی بالاتر حاکم کے سامنے یا وہ بھی نہ سُنے تو اس سے بھی بالاتر حاکم کے سامنے پیش کریں۔ اور اس طریق پر پیش کریں جس سے ان حکام کو یہ معلوم ہو سکے کہ اس معاملہ میں ہماری ساری قوم کی متفقہ آواز اس کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ اور یہ بدوں اس کے ممکن نہیں کہ اخبارات میں ان امور پر خوب بحث ہو۔ تمام بڑے بڑے شہروں میں جلسے ہوں۔ لفٹنٹ گورنر صاحب کے جواب پر معقولیت کے ساتھ جرح کی جاوے اور اس کے کمزور پہلوؤں کو عیاں کر کے پبلک کے سامنے رکھا جاوے اور یہ دکھایا جاوے کہ جو کچھ لفٹنٹ گورنر صاحب یا ان کے ماتحت حکام نے کیا۔ یہ انصاف نہیں۔ بلکہ سراسر ظلم ہے۔ اور اگر رعایا کی وفاداری کے خیالات کو کسی قسم کا صدمہ پہنچانا حکام بالا کا منشاء نہیں۔ تو اس ظلم کو روکنا ان کا فرض ہے۔ ہمارے ہاں تو فارسی میں رعایا اور بادشاہ کے تعلقات سے متعلق پرانی ضرب المثل یہی چلی آتی ہے۔ کہ رعیت چو بیخ است و سلطان درخت۔ پس جب گورنمنٹ کے عمال ان جڑوں کو کاٹنا شروع کر دیں۔ تو یہ عین وفاداری ہے۔ کہ گورنمنٹ کو ان حالات سے مطلع کیا جاوے ؛

اب میں سر جیمس میسٹن کے اس جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو انہوں نے راجہ صاحب محمود آباد اور دیگر معززین کے وفد کو بمقام لکھنؤ دیا۔ اور جسکے آخر پر انہوں نے حصہ منہدمہ مسجد کانپور کے ازسرنو بنوانے سے قطعی انکار کر دیا۔ ہز آنر کے جواب کا خلاصہ دو باتوں میں آ جاتا ہے ؛

اوّل یہ کہ لکھنؤ میں بھی ایک مسجد کی عمارت میں اسی قسم کی خفیف سی تبدیلی کی گئی تھی۔ مگر وہاں کے مسلمانوں نے بلا حیل و حجت اسے منظور کر لیا۔ بلکہ ہز آنر کو اسی قسم کے بہت سی نظائر یاد تھیں ؛

دوم۔ یہ کہ صورت معاملہ ۳ راگست کے واقعہ کے بعد بالکل بدل گئی ہے۔ اور اب انہیں اس معاملہ میں وسیع انتظامی امور کا لحاظ کرنا ہے۔ جو قانون اور ضابطہ کے قیام کے لئے ضروری ہیں اور جن کی فروگذاشت کو بدنظمی اور اندھیر کہینگے۔

ان کے علاوہ دو اور باتیں بھی ضمناً ہز آنر کے جواب میں آئی ہیں یعنی اوّل تو یہ کہ ہز آنر حصہ منہدمہ کا نام کبھی غسلخانہ کبھی وضوخانہ کبھی نہانے دھونے کی جگہ رکھتے ہیں۔ اس کو مسجد میں شامل نہیں سمجھتے۔ اور دوم یہ کہ جو احتجاج انہیں اواخر مارچ اور اوائل اپریل میں آنے لگے۔ وہ پہلے کیوں نہیں آئے جس سے وہ یہ قیاس کرنے پر مجبور ہیں۔ کہ اگر سڑک کا بچانا ان کا سبب نہ تھا تو ضرور کوئی اور ایسا سبب ہوگا۔ جو گو ہز آنر کو ابھی تک معلوم نہیں مگر اس کی بنا پر وہ احتجاج قابل وقعت نہیں رہتے ؛

اب اسی ترتیب سے ہم ان امور پر غور کرتے ہیں سب سے پہلے یہ عذر ہے۔ کہ ایسی خفیف تبدیلی لکھنؤ میں بھی ہوئی ہے۔ اور وہاں اعتراض نہیں ہوا۔ اس امر کو چھوڑ کر کہ لکھنؤ میں کیا تبدیلی ہوئی تھی۔ اور آیا اس پر اعتراض ہوا تھا یا نہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ اس سے پہلے کسی مسجد کا کوئی حصہ بلا اعتراض گرا دیا گیا ہو تو آیا آئندہ کے لئے اسی قسم کی تبدیلی کے لئے یہ ایک قانونی نظیر ہز آنر کے ہاتھ میں آ گئی ہے؟ اگر یہ سچ ہے۔ تو مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ آئندہ کے لئے ہز آنر کے زیر اثر ان کی کسی مسجد کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہز آنر لکھنؤ کی خفیف تبدیلی کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ اگر اس سے پہلے گورنمنٹ ریلوے لائنیں نکالنے یا دیگر اغراض کے لئے بلا اعتراض بیسیوں مسجدیں گرا چکی ہو تو کیا آئندہ کے لئے یہ نظیر ہے کہ جہاں کوئی ضرورت پیش آوے۔ ہر ایک مسجد کو گرا دیا جاوے پھر کیوں اس بنا پر مچھلی بازار کی دونوں مسجدوں کو صاف نہیں کیا جاتا۔ اور ایسے بودے عذر کئے جاتے ہیں۔ جن میں حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کہ وہ دالان ایک غسلخانہ تھا۔ اور کبھی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ نہانے دھونے کی جگہ تھی ہز آنر کی منطق نے تو مسجدوں کے برباد کرنے کے لئے عام کھلا راستہ کھول دیا ہے اور اگر ہز آنر کو علم نہ ہو کہ کہاں کہاں اس سے پہلے مسجدیں گرائی جا چکی ہیں۔ جن پر آج تک کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ تو چند نظیریں تو میں بھی بتا سکتا ہوں یہ عجیب جواب ہے۔ کہ ایک غلطی کو دوسری غلطی کے لئے وجہ بتایا جاتا ہے۔ کیا ہز آنر کی گورنمنٹ کی بنیاد جن قوانین پر ہے۔ ان میں یہ مسئلہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ قانون توڑ دے۔ اور گورنمنٹ اس پر اعتراض نہ کرے تو دوسری مرتبہ وہ بلا خوف اس قانون کو توڑ سکتا ہے۔ میرے علم میں تو اس کے خلاف صراحت موجود ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کا گورنمنٹ کسی سڈیشس تقریر یا تحریر پر مواخذہ نہیں کرتی۔ تو کیا صرف اس بنا پر اسے بری کر دیا جاویگا کہ تیسرے موقعہ پر پہلے بھی عینہٖ یہی تقریر کی تھی۔ یا تحریر لکھی تھی۔ اور گورنمنٹ نے مجھے اُس وقت کچھ نہیں کہا۔ یا اُس کا جرم اور زیادہ سخت ہو جاویگا۔ اور عام انسانی تجربہ میں بھی آج تک کسی عقلمند نے ایک غلطی کو دوسری غلطی کی وجہ تسلیم نہیں کیا۔ ہز آنر کو دکھانا تو یہ چاہئے تھا۔ کہ جو کام ہم نے کیا ہے وہ غلط نہیں۔ نہ یہ کہ ہم پہلے بھی ایسا کرتے رہے ہیں۔ اور اگر حقیقت گورنمنٹ کا آج تک بلا اعتراض مسجدیں گراتے رہنا۔ ایک نظیر کا کام دے سکتا ہے تو پھر صاف طور پر کیوں نہیں کہا جاتا۔ کہ ہم مسجدوں کو گنگیوں کے بہرے میں جہاں اور جب جی چاہیگا۔ گرا دیا کریں گے۔ کیونکہ فلاں وقت سے پہلے مسلمانوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور اب ان کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ بات یہ ہے کہ مسلمان ایک مدت تک خواب غفلت میں پڑے سوئے ہوئے تھے۔ ان کو اپنے حقوق کا علم نہ تھا۔ یا علم تھا تو ان کے سربرآوردہ لوگوں میں یہ جرأت نہ تھی۔ کہ وہ اپنے حقوق کو کھلے طور پر حکام کے سامنے پیش کرتے۔ تو کیا اب وہ ہمیشہ کے لئے ان تمام حقوق سے محروم کر دیئے جاویں گے۔ اگر گورنمنٹ کی یہی پالیسی مسلمانوں کے متعلق ہوتی۔ تو اس کا اعلان کھلے لفظوں میں ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ ایسا نہیں۔ تو گورنمنٹ آف انڈیا کو چاہئے۔ کہ جن بودے عذرات پر مسجد کانپور کے حصہ منہدمہ کو دوبارہ بنوانے سے انکار کیا گیا ہے۔ ان سے جو غلط فہمی آئندہ مساجد کے متعلق گورنمنٹ کے عام رویہ کی نسبت پیدا ہوتی ہے۔ اسے دور کرے۔ اور اس بات کا کھلم کھلا اعلان کرے۔ کہ کسی مسجد کا یا کسی مسجد کے کسی حصہ کا گذشتہ عرصہ میں گرایا جانا آئندہ کے لئے دلیل نہیں ہے ورنہ مسلمانوں کے شکستہ دلوں کو جو مسجد کانپور کے انہدام اور پھر اس کے متعلق جو واقعات پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے سخت صدمہ زدہ ہو رہے تھے۔ اور اپنے مقدس مقامات کی اس قدر بے حرمتی اور گورنمنٹ صوبجات متحدہ کے سلوک سے وہ پہلے ہی سخت پریشان تھے۔ سر جیمس میسٹن کی یہ نئی منطق اور بھی شکستہ دل کر دے گی۔ سر جیمس میسٹن کا جواب اگر غور کیا جاوے تو صرف کانپور کی مسجد کے حصہ منہدمہ کے دوبارہ تعمیر سے انکار نہیں۔ بلکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئندہ کے لئے بھی ان کا صاف منشاء ہے۔ کہ مسلمانوں کی مساجد کے متعلق ہز آنر کی یہی پالیسی رہیگی۔ جو سابق میں رہی ہے۔ اور اب ان کے اعتراضات کی قطعاً کوئی پروا نہیں کی جاویگی ؛

دوسرا امر جو ہز آنر نے دوبارہ تعمیر حصہ منہدمہ کے خلاف پیش کیا ہے۔ وہ ۳ راگست کا واقعہ ہے۔ یہ منطق بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ۳ راگست کو جو واقعہ ہوا اس میں مسلمانوں نے گورنمنٹ کے نظام کو کیا ضعف پہنچا دیا۔ جو اب گورنمنٹ اسی نظم کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے انصاف کو ہاتھ سے دے رہی ہے۔ کیا درحقیقت گورنمنٹ کے رعب میں ۳ راگست کے واقعہ سے کوئی فرق آ گیا ہے؟ فرض کرو کہ کسی پولیس مین کا انگوٹھا زخمی ہو گیا۔ تو کیا ایسے ایک ایک زخم کے عوض پانچ پانچ چھ چھ مسلمان سپرد خاک نہیں ہو گئے۔ اور بہت سے ہسپتال میں پڑے نہیں چلا رہے ہیں؟ گورنمنٹ کے رعب میں فرق کیا آنا تھا۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے عمال اپنی اس طاقت پر کہ وہ منٹوں میں کارتوسوں سے غریب رعایا کو اڑا سکتے ہیں فخر کر رہے ہیں۔ کیا کارتوسوں کے چھکڑوں کے پُرامن جلسوں میں لے جانے۔ اور لیڈروں کو اڑا دینے کی دھمکی دینے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا رعب اب کم ہو گیا ہے بلکہ اس واقعہ نے تو گورنمنٹ کے کارتوسوں کو میدان میں نکال کر ان بیچارے لوگوں کو جنہیں بندوقوں اور کارتوسوں کی شکل تک دیکھنی نصیب نہیں ہوئی۔ اور بھی مرعوب کر دیا ہے۔ اگر کارتوسوں کے چلانے سے ہی سلطنت کی شوکت و سطوت قائم ہوتی ہے۔ تو اب تو خوب رعب بیٹھ چکا ہے۔ ہمیں تو معلوم نہیں کہ اس سے پہلے بھی گورنمنٹ کے عمال کارتوسوں کے چھکڑوں کو پُرامن جلسوں میں بھیجنے کی دھمکیاں دیا کرتے تھے۔ بلکہ برخلاف ازیں ۱۹۰۷ء کے بلوے ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئے۔ راولپنڈی میں کس قدر کوٹھیاں صاحب لوگوں کی لوٹی گئیں۔ اور فساد اس حد تک پہنچا کہ کانپور میں تو کیا خلل امن کے لحاظ سے۔ اور کیا نقصان مال کے لحاظ سے راولپنڈی کے نقصان کا عشر عشیر بھی نہ ہوا تھا۔ مگر وہاں تو خالی فائر بھی نہ سنے گئے۔ نہ ہی ۱۹۰۷ء کے ان جلسوں میں جن میں سڈیشس تقریریں ہوئی تھیں۔ اور جن کی بنا پر بعض لیڈروں کو جلاوطن کیا گیا تھا کبھی کارتوسوں کے چھکڑے یا مسلح پولیس پہنچی۔ یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ کیوں سارا زور غریب مسلمانوں پر ہی دکھایا جاتا ہے۔ افسوس کہ جن واقعات کو مسلمان دیگر ممالک میں دیکھکر حیران تھے۔ کہ ہر ظلم و ستم کا تختہ مشق یہ غریب قوم ہی کیوں بنتی ہے۔ آج انکا نقشہ سر جیمس میسٹن ایک پُرامن گورنمنٹ کے زیر سایہ بھی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہز آنر نے تو آگرہ میں فرمایا تھا۔ کہ مسٹر ٹامر نے بھی چھ سو

کارتوس چلانے اور نیزہ و شمشیر سے حملہ کرنے کے بعد کوئی کینہ دل میں نہیں تھا۔ مگر ہز آنر کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا اپنا دل ابھی اس غبار سے صاف نہیں مسجد کے منہدمہ حصہ کے دوبارہ بنانے سے اب شرک کی سیدھ کا سوال تو ہز آنر کو تکلیف نہیں دیتا۔ مگر یہ ڈر ہے۔ کہ خدا جانے اس حکم کے دیتے ہی کیا اندھیر مچ جائے۔ اور گورنمنٹ کو بزدل سمجھ کر مسلمان کہاں کہاں حملہ کر دیں۔ یہ اگر پریشان خیالی نہیں تو اور کیا ہے؟ میں ہز آنر کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اُن کے ایسے حکم سے انتظام کو نقصان پہنچنے کی بجائے سلطنت کی بنیاد مستحکم ہو جائیگی۔ کروڑوں دلوں کی شکر گذاری مسلم پولیس سے بہت بڑھکر سلطنت کی شوکت اور سطوت کو رونق و تقویت دینے والی چیز ہے۔ تعجب یہ ہے۔ کہ ایک صوبہ کے مدبر حاکم کے منہ سے یہ لفظ نکلتے ہیں۔ اور پھر جن لوگوں نے ابھی چھ سال ہوئے ہر ایک قسم کی شورشوں کی بیخکنی کرنے میں گورنمنٹ کو تہ دل سے مدد دی۔ اب اُنہی کو اپنی ایک مسجد کے لئے کوشش کرنے پر اور حد اعتدال کے اندر کوشش کرنے پر شورش پسندی کا الزام دیا جاتا ہے۔

بقیہ دو باتیں زیادہ تفصیل کی محتاج نہیں ہیں۔ ہز آنر اخبار نویسوں کو یہ الزام دیتے ہیں۔ کہ وہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ مگر کیا ایک صوبہ کے حاکم کے لئے یہ موزوں ہے۔ کہ وہ دالان کو بار بار غسلخانہ کہے۔ صرف اسلئے کہ اپنی بات کی پچ رہ جاوے۔ وہ تھا تو بہرحال دالان یا برآمدہ غسلخانہ تو کسی صورت میں نہ تھا۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اب آیندہ گورنمنٹ مساجد کے کون کون سے حصوں کو غیر مقدس سمجھ کر گرا دیا کریگی اور کون کون سے حصے ایسی دستبرد سے محفوظ رہ سکیں گے؟ مثلاً بعض مساجد کے ساتھ مینار ہوتے ہیں۔ سر جیمس میسٹن کی تاویل کے مطابق چونکہ وہاں سجدہ نہیں کیا جاتا اُن کا گرا دینا بھی جایز ہوا۔ لاہور کی دو عظیم الشان مساجد یعنی شاہی مسجد اور وزیر خاں کی مسجد میں بڑی بڑی ڈیوڑھیاں ہیں۔ ایسا ہی مساجد کے زینے ہیں۔ یہ تمام حصے مساجد کے چونکہ سجدہ گاہ نہیں۔ اس لئے اس تاویل کی رو سے ادنٰی ضرورت کے پیش آنے پر یہ گرا دیئے جا سکتے ہیں۔ ہز آنر ایک تسلی کے لئے انصاف کو ہاتھ میں لیکر خدا کے لئے ہمیں یہ بھی تو بتائیں کہ گرجا گھروں کے کون کون سے حصے متبرک اور کون کون سے غیر متبرک ہوتے ہیں۔ کیا ان کے حاشئے ان کے مینار ہے یہ مقامات متبرک ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کیوں۔ گرجا کے تو اندر بھی کبھی سجدہ نہیں ہوتا۔ پس سر جیمس میسٹن کی تاویل کی رو سے تو وہ سارے کا سارا ہی مقدس کہلانے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ اس کے ایسے مقامات متبرک کہلا سکیں جہاں عبادت کا کوئی حصہ بھی ادا نہیں ہوتا۔ اور مسلمانوں کے نزدیک تو وضو بھی اُن کی عبادت کا ہی ایک حصہ ہے۔ ہم تو یہی سمجھ لیں گے۔ کہ گورنمنٹ کو در اصل کسی مذہب کے مذہبی مقامات کی بھی پروا نہیں جہاں اس کی مادی اغراض مذہبی اغراض کی منافی ہوں۔ تاوقتیکہ ہمیں یہ نہ دکھا دیا جاوے۔ کہ بیسیوں مساجد کے بالمقابل ہندوستان کے اندر ایک آدھ گرجا گھر کی کسی چار دیواری کی دیوار ہی کسی تمدنی غرض کے لئے لی گئی ہے۔ یا ہم کو یہی بتلایا جائے۔ کہ گرجا گھروں میں فلاں خصوصیت ہے جس کے سبب وہ تمدنی اغراض کے بالمقابل آہی نہیں سکتے۔

پھر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر ہندوؤں کی دیکھا دیکھی بھی مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ تو کونسا گناہ کیا۔ جب اُنہوں نے دیکھا۔ کہ ایک مندر بچا لیا گیا ہے۔ اور وہاں شرک کی سیدھ قربان کر دی گئی ہے۔ تو گورنمنٹ کی غیر طرف داری کی پالیسی نے اُنہیں بھی حوصلہ دلایا۔ کہ وہ بھی صدائے احتجاج بلند کریں۔ مجھے اب تک یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ اس میں حسد کا کیا دخل ہے حسد تو جب ہوتا۔ کہ مسلمان کہتے کہ مندر کو بھی گراؤ۔ مگر وہ تو کسی کے مقدس مقام کے بھی دشمن نہیں۔ اگر ایک مندر بچایا گیا۔ تو اُنہیں خوشی ہے لیکن جن لوگوں کی بیسیوں مسجدیں گر چکی ہیں۔ اُنہیں اگر مندر کے بچائے جانے سے پہلے یہ جرأت نہ ہوئی ہو۔ کہ وہ مسجد کے لئے التجا کریں۔ تو اس میں کونسا امر ایسا پیدا ہو گیا۔ کہ اب اُنکی صدائے احتجاج کے بالمقابل حکام نے کانوں میں روئی دے لی۔ باقی رہا یہ امر کہ وہ کونسے اسباب تھے جنہوں نے واقعہ کانپور میں مسلمانوں کے درمیان یہ شور پیدا کر دیا۔ سو سوائے اس کے کچھ نہیں۔ [illegible]

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

(از مسلم انڈیا بابت ماہ جولائی)

ذیل میں سر جان ریس کا وہ مضمون اور خواجہ صاحب کی طرف سے اس کا جواب درج کیا جاتا ہے۔ جس کا ذکر ہم پچھلی اشاعت میں کر چکے ہیں (اڈیٹر)

گوری عورتیں اور سانولے خاوند

یہ تحریر لندن کے ایک روزانہ اخبار موسوم بہ لندن ڈیلی میل میں نکلی تھی:۔

کالونیل سکرٹری کی درخواست پر گورنمنٹ آسٹریلیا نے جو سرکلر تھوڑے دن ہوئے جاری کیا جس میں گورے رنگ کی عورتوں کو پٹھانوں یا افغانوں سے جو ہندوستانی سرحد کے مسلمان ہیں شادی کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس سرکلر کے متعلق اشارہ کرکے سر جان ریس ممبر پارلیمنٹ نے جن کی ہندوستانی معاملات پر رائے بطور سند ہے۔ کہا کہ یہ پٹھان جو مسلمان ہیں۔ وہ دیسی خیالات کے مطابق ان عورتوں سے سلوک کرتے ہیں۔ لیکن جو اُن کی رائے میں بہترین سلوک ہے وہ ایک سفید رنگ کی عورت کے سخت منزل شان ہے۔ سر جان ریس نے کہا کہ ایک مسلمان قانوناً ایک سے زیادہ بیوی کر سکتا ہے اور ایسی عورتیں جو ان سے شادی کرتی ہیں وہ دیکھ لیں گی۔ کہ اُن کے خاوند ایک عورت پر صبر نہیں کرتے۔ عموماً یہ سفید رنگ کی عورتیں شادی کے بعد ایک حرم میں جا قید ہوتی ہیں۔ جہاں بہت سی دیسی عورتیں سرکنیں پہلے سے موجود ہوتی ہیں جو اُن کو نفرت و حقارت سے دیکھتی ہیں۔ اور اُس کی زندگی اُس پر حرام کر دیتی ہیں۔ ہندوستان میں یورپینوں کے رعب میں ایسی شادیوں سے بہت فرق آگیا ہے گوری عورتیں نہایت نفرت اور حقارت سے دیکھی جاتی ہیں۔ یہ بھی علی العموم یہاں معلوم نہیں کہ عورت شادی کرکے خاوند کے ذاتی قانون کے ماتحت ہو جاتی ہے۔ اور بعض وقت اُس کو معلوم ہوگا کہ وہاں طلاق بہت آسانی سے ہو سکتا ہے اور وہ آخرکار بطور بردہ یا غلام بیچی جا سکتی ہے اُس کی اولاد بھی دوغلی سمجھی جاتی ہے جس کو سفید سیاہ دونوں قومیں نفرت سے دیکھتی ہیں اور پھر ان بچوں پر بھی اُن کے باپ کا قانون حاوی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہاں کی عورتوں کے پاس آسان ذرائع ہیں۔ جن سے انہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ شادی کرکے اُن کی کیا حالت ہو جاوے گی۔ پھر ہندوستان کے باشندوں کی جسمانی کشش اور وہاں کی زندگی کی داستانیں اُن پر جادو کا اثر کر دیتی ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کسی طرح سے یہ خطرناک شادیاں بند ہونگی؟ سوائے اس کے کہ یورپ اور آسٹریلیا میں دیسیوں کا آنا ہی بند ہو جاوے"

اسلامک ریویو کی طرف سے جواب

مذکورہ بالا تحریر نہ صرف ایک عمدہ نمونہ اُس سطحی علم کا ہے۔ جو اِن نام نہاد نقادان معاملات ہندوستان کو حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ اُس طرز عمل کی بھی عمدہ تشریح ہے جو یہاں کے بعض لوگ ایک قابل اعتراض غرض کے حصول میں عامہ رائے پیدا کرنے کے لئے اختیار کر لیتے ہیں ایسے وقت مدعا کا حصول ان کے نزدیک ہر جایز نا جایز وسیلے کو روا کر دیتا ہے اور افترا اور غلط بیانی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ گول مول باتیں بیان کر دی جاتی ہیں اور نقلی کہانیاں پھیلائی جاتی ہیں پھر متحرک تصویریں۔ تماشوں تھیٹروں اور ناولوں میں فرضی کہانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ اخباروں کے کالم اُسی غرض کے لئے سیاہ کئے جاتے ہیں اور اس طرح بہت تھوڑے سے عرصہ میں ایک جھوٹی بات امر واقعہ۔ اور ایک وہم۔ حقیقت بن جاتا ہے۔

در اصل اس وقت انگلستان میں غیر قوموں سے شادی کرنے کے خلاف سخت خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ بقول سر جان ریس۔

ایسی شادیوں سے ہندوستان میں یورپین رعب میں فرق آگیا ہے۔ یہ ایک بات ہے جو امپیریل ازم اور مطلق العنان خیالات والوں کو یہاں تکلیف دے رہی ہے اس لئے تعلقات زوجیت کے روکنے کے لئے ہر ایک طرح کوشش کی جا رہی ہے لیکن مشکل تو یہ پڑی ہے کہ بقول خود سر جان ریس کے "وہ ہندوستانی کی جسمانی کشش" انگریزی لڑکیوں کے لئے وہ غضب کا جادو ہے کہ انہیں جان بل کی پند و نصائح سے لاپرواہ بنا رہا ہے۔ اور آخرکار اب جان بل کے پاس کوئی چارہ نہیں رہا سوا اس کے کہ ان لڑکیوں میں خوف و خطر پیدا کر دے۔

لیکن کیا اسی کا نام امانت و دیانت ہے؟ ایک غرض کے حصول کے لئے [illegible]

ہی ہے۔ لیکن سر جان ریس جیسے انسان کو تو ایسی رائے دینے سے پہلے اپنے الفاظ کو وزن کر لینا چاہئے تھا۔

کثیر الازدواجی اسلام میں کوئی مذہبی فرض نہیں

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ایک مسلمان ایک سے زیادہ بیویاں کر سکتا ہے۔ لیکن کیا سر جان ریس واقعات اور شمار کی بنا پر ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ کس قدر گوری عورتوں نے مسلمانوں میں شادی کرکے اپنے خاوندوں کو دوسری عورتیں بیاہتے دیکھا اور کتنی انگریزی قوم کی لڑکیاں ہیں۔ جو اپنے خاوندوں کی دوسری دیسی بیویوں کے ساتھ حرم میں جا مقید ہوئیں۔

سر جان کو جاننا چاہئے۔ کہ لفظ حرم کے جو معنے انگلینڈ میں لئے جاتے ہیں۔ لکھوکھا مسلمانانِ ہند اس لفظ کے اُن معانی سے ناآشنا ہیں۔ ایسا "حرم" تو ہندوستان میں کہیں بھی نہیں۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ نصف درجن فرمانروا اور چند صدر اعلیٰ طبقہ کے امرا اصول کثیر الازدواجی کو بہت بُری طرح سے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس طبقے کے جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ تو اُن سے بدرجہا بدتر ہیں۔ جو کچھ بطور کثیر الازدواجی ہندوستان میں نہایت ہی محدود حالت میں بروئے شرع و قانون ہو رہا ہے۔ یہاں تو علی العموم قبلیع الرسن ہو کر بروئے رواج ہو رہا ہے۔ چنانچہ آشنائی کے طور پر عورت کو گھر میں رکھنے اور پھر ناجایز اولاد کے پیدا ہونے کی جو لعنت یہاں عام طور پر ہے۔ اس سے مسلمان بالکل پاک ہیں اور یہ جو یہاں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کثیر الازدواجی ایک مذہبی اصول اسلام کا ہے۔ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ یہ تو بعض بدیوں کے روکنے کا علاج بعض خاص حالات میں۔ اور پھر نہایت ہی محدود تعداد میں کثیر الازدواجی ہوتی ہے اور اگر وہ حالات موجود نہ ہوں تو پھر قانوناً کثیر الازدواجی درست بھی نہیں علاوہ ازیں بروئے شرع محمدی

شادی ایک معاہدہ ہے

عورت کو ہر طرح آزادی حاصل ہے۔ وہ کسی دباؤ میں نہیں جب تک عورت کو شادی کے معاملہ میں آزادی رائے حاصل نہ ہو۔ اسلاماً شادی ہو نہیں سکتی شادی کے وقت وہ مناسب شرائط مقرر کر سکتی ہے۔ اور ان شرائط کے ٹوٹنے پر شادی کالعدم ہو جاتی ہے اور اُس کو کافی ہرجانہ مل سکتا ہے۔ مثلاً شادی سے پہلے عورت خاوند میں یہ معاہدہ ہو سکتا ہے۔ کہ خاوند دوسری بیوی نہ کریگا اور اگر وہ دوسرا نکاح کریگا۔ تو اُس کا یہ فعل ہی فسخ نکاح کے لئے کافی ہوگا اور عورت کو ہر قسم کی دادرسی کا حق حاصل ہوگا۔ اسلام نے اگر ایک طرف بعض قباحتوں کے دفعیہ میں کثیر الازدواجی کی اجازت دی ہے تو دوسری طرح کثیر الازدواجی کو بُرے طور پر استعمال کرنے کا علاج بھی تجویز کر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام کی شریعت کس قدر مکمل ہے در اصل مسلمانان ہندوستان میں ایک شادی کرنا ہی قانون زندگی ہے اور اگر ایک عورت سے زیادہ عورت سے معاشرت کا نام کثیر الازدواجی ہے تو پھر سر جان کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اُس کے بھائی بند ہم سے بہت زیادہ کثیر الازدواج ہیں۔ سر جان نے یہ تو درست کہا ہے کہ شادی کرنے سے ایک عورت اپنے خاوند کے ملکی قانون کے ماتحت آجاتی ہے۔ یہ تو ہر ایک ملک کا قانون ہے۔ لیکن یہ تبدیلی قانون تو ہر ایک ایسی انگریزی لڑکی کے لئے جو مسلمان کو بیاہ لیتی ہے بدرجہا مفید ہے۔ اس طرح وہ انگریزی کامن لا کی اُن تمام بیہودگیوں اور فضول سے بچ جاتی ہے۔ جس کی رو سے خاوند کو تو اپنی اور اپنی بیوی کی جائداد کو ہر طرح استعمال اور انتقال کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن بیوی تصرف یہ کہ انتقال ہی نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ تو اپنی جائداد کے متعلق وصیت بھی نہیں کر سکتی۔ سر جان ریس کے معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے ہم تعض باپ ورتھ کے چند فقرے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"ہمارا کامن لا (قانون عامہ) کچھ اس طرح عورت کو خاوند کے قبضہ میں کر دیتا ہے۔ کہ وہ عورت جو شادی کے وقت جوان۔ خوبصورت دولتمند خاوند پر بھروسہ کرنے والی تھی۔ خاوند کے وحشیانہ سلوک سے جس کے مقابل اُس کے پاس کوئی علاج نہیں دس بارہ سال میں آمادہ ہو جاتی ہے کہ وہ متاہل زندگی سے الگ ہو جاوے اُس وقت وہ غم رسیدہ۔ بیاہ شدہ مفلس اور کمزور حال رہ جاتی ہے"

انگریزی قانون کے تحت تو عورت کی یہ حالت ہے۔ لیکن شرع اسلام کے تحت تو عورت کی جائداد بالکل محفوظ ہے وہ ہر طرح جائداد کے استعمال [illegible] ہے وہ اپنے خاوند کے ساتھ حقیقی معنوں میں شریک

خاوند کی وارث بھی ہے اور ایسا ہی اُس کو اپنے والدین اور اپنی اولاد سے بھی ورثہ پہنچتا ہے۔ اس طرح ایک انگریزی لڑکی مسلمان سے نکاح کرکے وہ حقوق پالیتی ہے۔ جو انگریزی قانون کے ماتحت اُس کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتے۔

بیشک ہر مسلمان کو طلاق کا حق حاصل ہے۔ لیکن پھر اس طلاق کی بد استعمالی کو روکنے کے لئے ایسی قیود بھی تو موجود ہیں۔ جن کے سبب مسلمانوں میں طلاق در اصل عنقا ہے۔ ہاں جو کچھ یہاں ہم روزانہ اخبار میں مقدمات طلاق کا حال پڑھتے ہیں۔ اُس سے سرجان بھی ناواقف نہیں اور یہ جو سرجان نے کہدیا۔ کہ آخر کار یہ عورتیں (انگریزی لڑکیاں بزوجیت مسلمان) بطور غلام بیچی جاتی ہیں" یہ ایک اور نکمی کہانی ہے۔ یہ تو ممبر پارلیمنٹ کو نہیں بلکہ کسی پادری مناد مسیحیت کے منہ کو زیادہ زیب دیتی ہے۔ اصل میں سرجان کے دل کی تہ میں جو چھپا ہوا ہے اور وہ اُس کے لفظوں میں ہم خوب دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ایسی شادیوں سے یورپینوں کے رعب میں فرق آتا ہے اُس کے جوش خروش نے سرجان کو یہ بھی بھلا دیا۔ کہ قانون ہندوستان کے ماتحت بردہ فروشی جرم ہے۔ جس کے لئے سخت سے سخت سزا مقرر ہے +

یورپین عورتیں مسلمانوں کے گھروں میں۔ در اصل تو گھر کی حکمران ہیں۔ وہ اُن تمام حقوق کو حاصل کرلیتی ہیں۔ جو نبی کریم صلعم نے عورتوں کو بخشے ہیں۔ "عورت اپنے خاوند کے گھر میں بادشاہ ہے" یہ سرور کائنات نے فرمایا اور یہ کہکر عورت کو وہ حقوق عطا فرمائے۔ کہ جو عورت کو کہیں اَور حاصل نہ تھے اور ہم روزانہ زندگی میں دیکھتے ہیں۔ کہ جہاں کسی ہندوستانی مسلم نے یورپین خاتون بیاہی۔ اُس پر نبی کریم کے مقدس الفاظ۔ لفظاً اور معنًا پورے ہوئے۔ اُسکا خاوند اُس کا نوکر بن جاتا ہے اور وہ اُس کی رانی۔ اُس کی تمام جائداد اور اُس کا آمد و خرچ کل اس (عورت) کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ میم صاحب کی خوشی اول اور اُس کے بعد خاوند کی خوشی۔ پھر جب یہ یورپین عورتیں اپنے خاوند کے بھائی بندوں میں جاتی ہیں۔ تو جو عزت کل کنبہ کے زن و مرد اُس عورت کی کرتے ہیں وہ اُس کو کہیں اَور جگہ نصیب نہیں ہوسکتی۔ ہر شادی کے موقعہ پر اُس کی خاطر سب سے پہلے کی جاتی ہے اور پھر اُس پر کسی کو رنج نہیں ہوتا اور دوسرے اُسکی خوشی میں اپنی خوشی دیکھتے ہیں۔

میرے پیروؤں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورت سے اچھا ہو یہ اُس اشرف نبیؐ کے الفاظ ہیں جس کے مسلمان پیرو اور غلام ہیں اور ہر مسلمان کی یورپین بیوی اس امر کی شہادت دے گی۔ کہ پیروان محمد صلعم کس طرح اپنے نبی مکرم کے ارشادات کی عزت کرتے ہیں

سرجان ریس نے یہ مضمون پڑھ کر جو چٹھی لکھی ہے وہ مسلم انڈیا کے ستمبر نمبر میں چھپے گی انشاء اللہ (جسکا مختصر ما حصل گزشتہ اشاعت میں دیا جاچکا ہے۔ ایڈیٹر) +

مراسلات

خدا کے لئے ایک شہادت

اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں لا تکتموا الشہادۃ و من یکتمہا فانہ اثم قلبہ۔ واللہ بما تعملون علیم۔ اے مسلمانو! شہادت کو نہ چھپاؤ۔ اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرتا ہے۔ پس تحقیق اُس کے دل میں روگ ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ پھر فرمایا

یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم اے مومنو! اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دو۔ خواہ وہ شہادت تمہاری جان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

قرآن کریم کے یہ دو فرمان ہیں۔ جن کی بجا آوری ہر مومن کا فرض ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جہاں اور بہت سے احکام قرآنی پر عمل چھوڑ دیا۔ وہاں اس آیت کی خلاف ورزی بھی آج کل عام طور پر رائج پائی جاتی ہے۔ الا ما شاء اللہ +

اس حکم کی تعمیل میں ہم ایک غلط فہمی دور کرنے کے لئے ذیل میں اپنی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ غلط فہمی یہ ہے۔ کہ جناب مولوی ظفر علی خاں صاحب ایک زمانہ میں سلسلہ حقہ عالیہ احمدیہ کے حالات سے بالکل ناواقف تھے۔ علماء پنجاب اور اخبارات پنجاب نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اور سلسلہ احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے جھوٹے الزام لگا کر عوام الناس کو بہکایا۔ اور کفر کے فتوے بھی شایع کئے۔ اس وقت مولوی ظفر علی خاں صاحب نے جو حیدرآباد میں تھے۔ ناواقفی کی وجہ سے اس سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھا جس سے ہم ممبران سلسلہ احمدیہ کو بہت دکھ پہنچا۔ لیکن جب مولوی صاحب لاہور تشریف لائے۔ اور اُن کو اس سلسلہ کے حالات اور خدمات اور عقائد سے پوری آگاہی ہوئی۔ انہوں نے کئی مجالس میں اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور آئندہ کے لئے اپنی زبان و قلم و عمل سے کوئی ایسی بات نہ کی۔ جو سلسلہ کے بانی۔ یا خلیفۃ المسیح یا سلسلہ کے خلاف ہوتی۔ باوجودیکہ اس قسم کے کئی موقعے پیش آئے۔ کہ ہمارے بعض احباب نے اصل حالات موجودہ سے ناواقفی کے باعث اُن کو مخالف سلسلہ سمجھ کر مضامین بھی لکھے۔ مگر آپ نے صبر و تحمل سے ہمیشہ کام لیا +

تقریباً تین چار سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ کہ اخبار زمیندار میں کئی مرتبہ اس سلسلہ کی مفید خدمات کا اعتراف کیا جاچکا ہے اور سلسلہ احمدیہ کی تحریرات شایع ہونے کے لئے یہ اخبار ہمیشہ احمدی اخبارات کے لئے نہایت فراخدلی سے کھلا رہا ہے۔ جناب خواجہ صاحب کے حالات۔ مسلم انڈیا۔ اسلامک ریویو کے متعلق بار بار اشتہار۔ بزرگان سلسلہ احمدیہ اور خواجہ صاحب کے مضامین کے لئے بہت حد تک اس اخبار کے کالم وقف ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام او حضرت خلیفۃ المسیح کی ہر مجلس اور ہر موقعہ پر آپ کھلے کھلے الفاظ میں تعریف فرماتے رہے ہیں۔ ہم نہایت مشکور ہیں۔ کہ آپ نے صدر اعظم ٹرکی کی خدمت میں ہماری اشاعت اسلام مشن کا ذکر خیر فرمایا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سلطنت عثمانیہ کی طرف سے خواجہ صاحب کے رسالہ کے لئے ۲۲۰ پونڈ سالانہ کی گراں بہا عطیہ کا وعدہ ہوا فجزاہ اللہ احسن الجزا۔ یہ مالی امداد خان صاحب کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ بہ تعمیل ارشاد ربانی "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" ہم جناب مولوی صاحب کے نہایت ہی مشکور و ممنون ہیں۔ اور آپ صرف ہمارے بلکہ ساری احمدی جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بیش از بیش برکات کا حصہ دے اور صراط مستقیم پر چلاوے اور وہی آپ کا ناصر و معاون ہو۔ آمین!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو جن کی ہر بات میں روح القدس سے تائید ہوتی تھی۔ ہندوؤں کو بھی ایسے وقت میں کہ وہ سخت مصیبت کی حالت میں تھے پیغام صلح دینے میں تامل نہ فرمایا۔ تاکہ ملک میں امن قائم ہو۔ اور دو قومیں جو ایک عرصہ دراز سے ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں دینے کی وجہ سے علیحدہ ہوچکی تھیں۔ متحد ہو کر ملک میں آرام سے زندگی بسر کریں۔ اس لئے ہمارے احمدی بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں۔ رسولؐ کے نام لیوا۔ قرآن کریم کے ماننے والوں۔ اللہ کو ایک کہنے والوں کے ساتھ اگر وہ ان کی طرف جھکیں صلح و آشتی سے پیش آویں +

ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا پیغام صلح تمام جہان کے لئے ہے۔ اور جو کوئی اخلاص سے ہماری طرف قدم اُٹھاوے ہم اُس کا خیر مقدم کریں! اور اگر اس سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو اس سے درگذر کریں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تواب اور رحیم ہے +

ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ جناب مولوی ظفر علی خان صاحب ہمارے سلسلہ کے ساتھ ہر طرح سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کی ہر ایک اسلامی خدمت میں وہ ہمیشہ مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اسلام کے کل فرقوں میں خدمت اسلام میں ایک دوسرے کے مدد و معاون ہونے کے لئے وہ ساعی ہیں۔ اور ان میں اتفاق و یکجہتی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے نیک ارادوں میں برکت دے۔ آمین! اخلاق کو ہاتھ سے نہ دینا تو ہر مومن کا فرض ہے۔ لیکن اس تحریر سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ جو شخص کہ ہم کو کافر کہے۔ یا ہمارے سلسلہ کا دشمن ہو۔ اُس کے ساتھ بھی مودت کا برتاؤ کیا جاوے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بفضلہ تعالےٰ ہم منافق نہیں ہیں۔ جس شخص میں ذرا بھی عناد کی بو ہو۔ اس سے ہمارا اتفاق نہیں ہوسکتا۔ مگر آخر موافق و مخالف میں تمیز کرنا تو ہمارے لئے ضروری ہے تخلقوا باخلاق اللہ کے اصول کو ہماری جماعت کا فرض اولین ہے۔ کہ ہمیشہ اپنی روزانہ زندگی میں مدنظر رکھیں۔ خدا تعالےٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم کسی کے لئے ابتلا کا موجب نہ ہوں۔ آمین!

(راقم ستید)

پشاور کی خبریں مرسلہ نامہ نگار پیغام صلح

اس ہفتے اور پچھلے ہفتے خوب بارش ہوئی۔ موسم خنکی پر آگیا ہے سر جارج روس کیپل صاحب بہادر کے سی۔ ایس آئی چیف کمشنر صوبہ سرحدی رخصت پر تشریف لے جارہے ہیں اُن کی جگہ جناب مسٹر ڈونلڈ صاحب بہادر سی ایس آئی قائمقام چیف کمشنر ہونگے + بھائی فیروز الدین صاحب احمدی ۲۴ راگست کو مرض سِل سے اپنے وطن علاقہ جہلم میں اور جناب مولوی عبدالحی صاحب [illegible] اگست کو [illegible] رحلت فرما گئے۔ اللہ تعالےٰ [illegible] اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اُن کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام احباب سے التجا ہے کہ وہ اپنے مرحوم بھائیوں کے لئے نماز جنازہ پڑھ کر دعائے مغفرت کریں۔ ہر دو بھائی بڑے پُر جوش نیک اور مخلص تھے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت کرے آمین! **جناب میر حسام الدین** صاحب مرحوم سیالکوٹی کا جنازہ گذشتہ جمعہ کے دن جماعت پشاور نے غائبانہ ادا کیا (نامہ نگار) امید ہے کہ پشاوری احباب باقاعدہ طور پر اپنے علاقہ کی خبریں بھیجنے کا انتظام کریں گے۔ یہی التجا دیگر علاقہ کے احباب سے بھی ہے (ایڈیٹر)

خلاصہ واقعات متعلقہ کانپور

بعض غیر مسلم ہمدردان بنی نوع کو بھی مظلومین کانپور کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔ جس کا صرف زبانی اظہار ہی نہیں ہوا۔ بلکہ بعضوں نے چندے میں بھی مدد کی ہے۔ مسٹر مظہر الحق کے علاوہ دہلی وغیرہ سے چند اور بیرسٹر بھی ملزمان کی طرف سے پیروی مقدمہ کے واسطے کانپور پہنچ گئے ہیں۔ اس امدادی فنڈ میں فی الحال ڈہائی لاکھ روپیہ کی ضرورت بتلائی جاتی ہے۔ اکثر مقامات ہند کے مسلمانوں نے اس کے لئے فراہمی چندہ کی کارروائی شروع کردی ہے۔ مقدمہ کی کارروائی جاری ہے بیس کم سن لڑکے بوجہ نابالغی رہا کردیئے گئے ہیں۔ باقی (۱۰۱) ملزمان کی نسبت فرد قرار داد جرم لگانے سے پہلے صاحب مجسٹریٹ بہادر وکیل سرکاری۔ پیرو کار صفائی میں کسی قدر قانونی جرح قدح ہوتی رہی۔ آخر عدالت نے کہا۔ کہ تم ۳ راگست کو مجمع خلاف قانون میں شریک تھے اور زیر دفعہ ۱۴۷ تعزیرات ہند مفسدہ پردازی کے مرتکب ہو۔ لہذا تمہارا جرم سشن سپرد ہونے کے قابل ہے۔ نیز دولت سنگھ سوار کانسٹیبل کو ضرب شدید پہنچانے کی وجہ سے جو اپنا فرض منصبی ادا کر رہا تھا۔ تم نے جرم زیر دفعہ ۳۲۹ تعزیرات ہند کا بھی ارتکاب کیا۔ کہ وہ بھی قابل سماعت سشن ہے۔ پس میں حکم دیتا ہوں کہ تمہارے مقدمہ کی سماعت زیر الزامات مذکورہ بالا عدالت سشن میں کیجاوے۔ سات ملزم ابھی زخمی ہیں ہسپتال میں اُن کا علاج ہو رہا ہے۔ ۲۱ کو ان کی بھی پیشی ہونی تھی۔ آئندہ سماعت ۳۰ راگست و یکم ستمبر کو ہوگی۔ مسٹر مظہر الحق پہنچ گئے ہیں۔ ۳۱ کو ان کے مولانا ابوالکلام آزاد سبحانی کے مقدمہ کی پیروی کریں گے۔ ڈاکٹر سلیمان اُن کے اور حافظ احمد اللہ کے لئے ضمانت کی تحریک کرنے الہ آباد گئے ہیں۔

بقیہ بیرونی خبریں صفحہ ۱ کالم ۱ سے آگے

بقیہ چین} بعض افواج سرکاری نے دریائے ینگسی کو عبور کرکے باغیوں کی رسد رسانی کا راستہ کاٹ دیا ہے۔ باغی سوداگروں کو مجبور کر رہے ہیں کہ اپنی دولت کا دسواں حصہ انقلاب فنڈ میں دیں۔ ایک سوداگر پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ کہ بیس ہزار سکہ رائج الوقت اعانت بغاوت میں دے۔ ایوان تجارت نے ایسی دباؤ میں آن کر تیس ہزار اس مد میں دے بھی دیا ہے۔ (برلن ۲۸) جرمن دستہ کروزر متعینہ انتہائے مشرق کے کمانڈر نے تار خبر دی ہے کہ باغیوں نے قلعجات ووسو واقع ینگسی پر قبضہ کرلیا۔

(ہانگ کانگ۔ ۲۹ راگست) وائس پریزیڈنٹ لی یوان ہنگ نے ریوٹر کے ایک وقائع نگار سے بیان کیا کہ ہمارے خیال میں اس بغاوت کا انجام استحکام حکومت اور نیز حفاظت زندگی و تجارت کے حق میں مفید ہوگا۔ اس نے اسپر زور دیا کہ دول غیر کے ساتھ اُن باغیوں کے بارہ میں جو اجنبی جہازات پر بیٹھ بیٹھکر جہاں تہاں پناہ گزین ہوجاتے ہیں جلدی سمجھوتہ ہوجانا چاہیئے۔

ایجنٹوں کی ضرورت اخبار پیغام صلح کو فروخت کرنے کے لئے تمام بڑے بڑے شہروں میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جن کے لئے نرخ میں خاص رعایت کی جاتی ہے۔ خط و کتابت مینیجر سے ہونی چاہیئے (مینیجر)

نرخنامہ اجرت اشتہارات

جگہ	یک مرتبہ	یکہفتہ یا ۳ بار	دو ہفتہ یا ۶ بار	ایک ماہ یا ۱۲ بار
صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
½ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
⅓ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
⅛ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اجرت تقسیم ضمیمہ [illegible] فی سینکڑہ + اس سے کم اشتہار فی سطر [illegible] کے حساب سے لیا جائیگا [illegible]